The Drinched Book

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222308

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—881—5-8-74—15,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۳۱۵ Accession No. 21676

Author ۲ ح

Title ماہر، مہدی حسین
نزہتہ خیال ۱۳۱۳ھ

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعون خالق الکون و جان صانع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال مسمّی باسم تاریخی

بحسن اہتمام و تصحیح تمام جناب داروغہ سید محمد عرف چھدو صاحب

در مطبع احمدی لکھنؤ بکمال آرایش و زیبایش مطبوع گردید

بعون خالق از و خان صانع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال مسمی باسم تاریخی

بحسن اهتمام و تصحیح تمام جناب داروغه سید محمد عرف چهدا نصاب

در مطبع احمدیه بکمال آرایش و زیبایش مطبوع گردید

CHECKED 1965

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل ۱	ردیف الف	شعر ۵۰

فگار دل ہی ہر اک حزین کا سخن سُنا ہے یہہ کس حسین کا

جگر ہو زخمی ہر اک نگین کا مزا یہہ ہے حرفِ دلنشین کا

ہے سب کو غم تیرے غمنشین کا اودا اس گھر ہے ہر اک مکین کا

نہین ہے مرقد تیرے حزین کا پھٹا ہے غم سے جگر زمین کا

نہ دل ہو کیون شاد چرخ کین کا مکان تیار ہے مکین کا

جو دفن لاشہ ہو مجھ حزین کا بھر آئے زخم جگر زمین کا

نہین سُوید ادلِ حسین کا وہی تو ہے جرم اوس نگین کا

جو داغ ہے یہان دل حزین کا وہ صاف شیشہ ہر ذرّہ بین کا

ٹپک رہا ہے عرقِ جبین کا یہ رنگ کیون ہر رُخ حسین کا

ملال لائے ہو کیا کہین کا بگڑ کے فرمایا ہان وہین کا

سفر جہان سے وہ مجھ حزین کا ہجوم وہ رہزنان دین کا

کیا مسافر نے رُخ زمین کا ملا نہ جب راستہ کہین کا

دُھوان یہ ہے آہ آتشین کا مکان ہے تاریک ہر مکین کا

بُجھا ہے دل جبسے مجھ حزین کا چراغ جلتا نہین کہین کا

نہ پوچھ تو دین زاہدون کے سمجھ لے خود کسکے ہین یہ بندے

کیے ہین از بسکہ زر کو سجدے بنا ہے درہم نشان جبین کا

گنہ سے ہون شل کو وہ نادم نہ کیون ہو سیلاب مجھکو لازم

مثنا جو ہمارے حزین کا گنہ وہ ہمارے حسین کا پسند ہو جو شخص حزین کا عزیز ہو

رہی نہ اک گھر جہان مین سالم عرق بہے گر مری جبین کا

نہ کیون ہو سکتا سا مجھپہ طاری گنہ سے طرفہ ہے شرمساری

مثال فوارہ ہائی جاری گیا قدم تک عرق جبین کا

نہ تر ہو کیون اب زبانِ محشر ہون شرم عصیان سے جانِ محشر

لپٹ گئے تشنگانِ محشر عرق جو دیکھا مری جبین کا

سُنا تو اونکی ہو کچھ رستم بھی اوٹھے مگر ہاتھ مین قلم بھی

کمر وہ ہستی بھی ہے عدم بھی محل ہے ہان کا نہ کچھ نہین کا

یہان ہوا رُخ چمن مین روشن وہان ہوئی صبح شام سوسن

نہ کیون ہو اب سنبلون کو الجھن کھلا ہے بل زلف عنبرین کا

غضب تھے بیدرد اہلِ دنیا ہر ایک خورشید حشر سمجھا

گیا فلک پر جو اوڑکے پھاہا مرے کسی داغ آتشین کا

فلک پہ منہ مہر کا پھرا ہے سبب تو دیکھون کہ اسکا کیا ہے

یقینی پھاہا سرک گیا ہے مرے کسی زخم آتشین کا

تمہارے ستونکی جب بنی تھی سہانی محشر کی روشنی تھی

وہ دھوپ بھی سر پہ چاندنی تھی یہ نشہ تھا جام آتشین کا

بنا ہو نمین سوز غم سراپا زمین پہ ہر دھوپ تن کا سایا

لقب ہے خورشید حشر جسکا وہ پینہ ہے داغ آتشین کا

نہین ہے محشر کی صبح روشن ہوئی ہے ظاہر حرارت تن

اوڑھا ہے کافور بعد مردن یہ مرہم داغ آتشین کا

تو ہی بتا منصفی سے بادل نہین جبابون مین موج کوکل

کبھی مری آنکھ سے بھی اک پل جدا ہوا چاک آستین کا

شب جدائی مین وائی قسمت پھٹا گریبان سحر کی صورت

جسے سمجھتے تھے دست وحشت بنا وہی مار آستین کا

کہا جو ساعد کو شمع ہنسنے سبب یہی تھا جو کوئی سمجھے

اونھین جو خود حسن شب کو دیکھے جلے کنول کیون نہ آستین کا

نہ میرے آنیسے کیون ہو ہلچل کہ خود پٹکتا ہون سر کو ہر پل

نکھاؤن افعی کی طرح کیون بل بنا ہون مار اپنی آستین کا

فلک کسیکا یہ دل تو ہولے جو کوئی بگڑا تو ہم نہ بولے

مثالِ تصویر لب نہ کھولے چڑھانا آیا نہ آستین کا

عجب زمانہ ہوا ہے ابتر کہ پست فطرت ہین نام آور

زلال کیونکر نہو مکدر عروج ہے دُردِ تہ نشین کا

فنِ محبت مین تھے جو کامل رہے وہ آتش مین بھی تو شامل

سپند آسا جلا دیا دل اشارہ پایا جو ہم نشین کا

مگر مین تسبیح کا ہون دانا جو اسکو کھونا تو اوسکو پانا

ہزار پھرتا رہا زمانا فراق دیکھا نہ ہم نشین کا

مثالِ دندان پیر بیدم ہمین بھی احباب کا ہے وہ غم

بغیر باندھے نہ تھم سکے ہم فراق دیکھا جو ہم نشین کا

یہہ پیچ تھے تیرے دل جلون کے کہ جس سے چھوٹے ہین دل یلونکے

کھلا نہ دیوون سے جنگلون کے وہ بل تھا شاخ غزال چین کا

جہان مین وحشی چشم ہین ہم بھرین نہ زورونکا اپنے کیون دم

مروڑے شاخ جب ہو می خم نکلگیا بل غزال چین کا

جنھین ہے دست وقلم پہ تکیہ اونھین کو کافی ہے بس یہ نکتہ

کیا جہان مین جو نام پیدا سیاہ منھ ہو گیا نگین کا

جہان مین کر دونون باتین پیدا بغیر اسکے نہ نام ہو گا

جو آئے مہرون کا تجھکو اوٹھنا تو بیٹھنا بھی تو ہو نگین کا

بنی نکیون خم ہون مثل خاتم اوٹھائے ہین سر پہ بارِ عالم

نکیون تواضع سے ہون مکرّم نشان ہے پشت پر نگین کا

کسی نہ نامی سے ہو مقابل ہمیشہ نقل اصل سے ہو باطل

شرف وہ کاغذ کو ہو نہ حاصل وتارے چھاپہ بھی گو نگین کا

اگر ہے نام و نشان کا جویا ابھی قوی سے ضعیف ہو جا

بڑھا زمانہ مین نام اوتنا گھٹا بدن جسقدر نگین کا

کمال سے گر تجھے ہے بہرہ جہان مین کر کسرِ نفس شیوہ

نیا ہوا نام اور پیدا جھکا جو کاغذ پہ سر نگین کا

ملے اونھین کے نہ ہمکو مدفن جو خود تھے نام و نشان مسکن

کیا یہ آخر کو نام روشن چراغ جلنے لگا نگین کا

یہ کون شی تھی جہان مین نامی جسکی تھی خاطر مدامے

جو خود بھی تھے خسرو گرامی لیئے تھے دل ہاتھ مین نگین کا

یہہ نے گھری بھی غضب کا ہے غم ہوا ہے ہر سنگدل بھی بیدم

ہوا جو خانہ خراب خاتم اولٹگیا غم سے دل نگین کا

گنہ کا اوترا ہے ٹھیک جامہ غزل نکیون ہو عمل کا نامہ

چلا جہان مین مثال خامہ سیاہ طبقہ ہوا زمین کا

جو سوز غم سی نصیب پھوٹے تو نقب اوڑنے سے قبر چھوٹے

پہاڑ اک ایک لڑکے ٹوٹے جہان سے طبقہ اوڑے زمین کا

کہو کچھ اب حال اپنے دل کا مین ایکدن جو لحد مین تڑپا

جہان مین اک زلزلہ سا آیا کلیجہ ہلنے لگا زمین کا

کب آئی افسوس اپنی بستی بنائی جب اک مکان کی بستی

منگا کے دیکھی جو ہمنے دستی نشان ملا کچھ کہین کہین کا

نہ میرا مرنا جو کوئی بھولے فلک کو ایک ایک آہ چھولے

نمازِ میت پڑھین بگولے اوٹھے جنازہ جو مجھ حزین کا

وہ میرے غم مین ہین محو شیون جلا نہ افسوس قلبِ شمن

کیا تو ہمنے کہین کا روشن چراغ جلنے لگا کہین کا

بیان وہ اب کچھ ہین ہونے والے کہ جس سے روئین گے رونے والے

لحد مین سوتے ہین سونے والے مکان خالی ہے ہر مکین کا

خیال سے جنکے دل پھکی ہین عدم مین ہمسے وہی رکے ہین

مکان بھی ڈھونڈھنے جھکے ہین نشان ملتا نہین مکین کا

کسیکا لاشہ تو ایسا ہووے غزالِ صحرا بھی جسکو رو لے

بگولے پیچھے ہین سر کو کھولے جنازہ آگے ہے مجھ حزین کا

نہ پوچھ حالِ وطن مسافر ہون مثلِ گُل بازیون سے آخر
ہے میری سرگشتگی سے ظاہر مین رہنے والا نہین کہین کا

وہ ضعف چلنا وہ منزلون کا بھر آئے کیون دل نہ آبلونکا
یہ پھرنا کہتا ہے قافلون کا کوئی مسافر لُٹا کہین کا

نہین ہے ماہر سا بی بلاکش پھرے نہ کیون مضطر و مشوش
بنا ہے گردش سے دُود آتش نہ آسمان کا ہے نہ زمین کا

بڑھاپا آتے ہی بیگانہ ہر یگانہ ہوا
سحر طلوع ہوئی قافلہ روانہ ہوا

محلّ خوف یہ آخر سیاہ خانہ ہوا
کہ مثل سایہ دبے پاؤن جن روانہ ہوا

طلسم رحم دلی کا بھی کارخانہ ہوا
کسیکے تیر لگا دل مرا نشانہ ہوا

شبِ وصال سا بھی تیز بادیانہ ہوا
کہ عکس کا ہکشان جسکو تازیانہ ہوا

نگہ پڑی تھی کہ بسمل ترا زمانہ ہوا
اس ایک تیر سے کس کس کا دل نشانہ ہوا

جنازہ ہمسے غریبون کا جب روانہ ہوا
یہ چھایا یاس کا عالم کہ شامیانہ ہوا

گذشتگان کا بیان کرکے مین روانہ ہوا
فسانہ گو تھا جو کل آج خود فسانہ ہوا

نہ غم ہوا تو خوشی مین ہرا ک روانہ ہوا
ہماری آنسوؤن کو کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا

فروغ مے سے فروغ دل یگانہ ہوا
کہ آفتاب سے روشن چراغِ خانہ ہوا

بڑھاپا آتے ہی زورِ بدن روانہ ہوا
یہ ضعفِ تن نہوا رستم زمانہ ہوا

سفر کے ہوتے ہی راحت نے ساتھ چھوڑ دیا
قدم کسیکا بڑھا اور کوئی روانہ ہوا

کمیتِ آخرِ شب کس طرح تھمے اے وصل
کہ جلوۂ خطِ ابیض کا تازیانہ ہوا

بزرگ بوہون نہ پوچھو مرے سفر کا حال
ہوا جدھر کی چلی اوسطرف روانہ ہوا

دیئے جو سو تو عوض مین ڈہزار مجھے
ہوا جو صرف تو مملو مرا خزانہ ہوا

نشان ملا نہ کسیکو ہمارے مسکن کا
غریب خانہ بھی عنقا کا آشیانہ ہوا

ہزارون چھٹکے صدقے مین تیرے تازہ اسیر
ہمین قفس مین توصیّاد اک زمانہ ہوا

ٹپک کے رزق پہونچنے کا مین ہوا قائل
نصیبِ سبزہ جو شبنم کا آب و دانہ ہوا

زہے نصیب ملی قبر بھی وہ بلبل کو
کہ دامنِ گلِ تر جسپہ شامیانہ ہوا

جنون وہی ہے ن مین وحشی کہ جس کا نقشِ قدم
مثالِ سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

عدم کی راہ سے اکراہ یہ رہا مجکو
قدم سے غیر کے سوئے لحد روانہ ہوا

تلونون سے نہ اک حال پر کبھی دیکھا
مزاجِ یار بہی نیرنگیٔ زمانہ ہوا

کچھ اس ادا سے ہلی تارِ سنبلِ پیچان
کہ رشکِ حسنِ گلستان کو تازیانہ ہوا

وہی ہے حسرتِ مردہ کی قبر اوپر چاک
کہ جس پہ زخم کی دامن کا شامیانہ ہوا

قفس کی تیلیان سو بار گل کہین صیاد
خیال کر تو مری قید کو زمانہ ہوا

بناکے گھر نہ ہا عنکبوتِ زار مین دم
نفس کا تار بھی کیا صرف آشیانہ ہوا

نفس کے ساتھ جو آہین نکل گئین دل سے
تو رخشِ عمر کو اک اور تازیانہ ہوا

جنازہ لاکے لحد پر ٹپک دیا سب نے
مین بارِ دوش تھا اک دفن بھی بہانہ ہوا

جہان مین حال ہے بس اونکا قابلِ گریہ
جنھین جز اشکِ مینہ آب و دانہ ہوا

سیاہ بخت وہ ہون جب اوٹھا مرا تابوت
سوادِ شام یہ چھایا کہ شامیانہ ہوا

ہوائی منزوی خانۂ حباب ہو نمین
رہیگا گھر بھی نہ باقی جو مین روانہ ہوا

ہزارون کیفیتین دیکھین نشۂ مے مین
یہہ دورِ جام بھی کیا گردشِ زمانہ ہوا

نہ پوچھو منزلِ ہستی کی خستگی یارو
تڑپ کے رہگئے ہم قافلہ روانہ ہوا

خلاصہ ساری اسیری کا ہی ہے اے صیاد
تباہ ہم ہوئے برباد آشیانہ ہوا

کسی نے ہم سے نہ اے بیخودی کہا اتنا
کدھر کا قصد کیا تھا کدھر روانہ ہوا

لگن مین تربتِ پروانہ دیکھکر آخر
جھکایہ شمع کا شعلہ کہ شامیانہ ہوا

مین عنکبوتِ سرِ تار تھا مگر اے ضعف
جدھر کو آہ بڑھی وسطرف روانہ ہوا

بغیر سوکی کشش کے ہوئی نہ شکلِ معاش
ہمارا رزق بھی چیونٹی کی منھ کا دانہ ہوا

اب اس سے بڑھکے ستم ہوگا ہم صفیر و کیا
قفس چمن سے مرا صبح دم روانہ ہوا

مثالِ ساغرِ مے ہین دنی بھی اے مینا
بھر آیا قلب جو خالی ذرا خزانہ ہوا

نگاہِ دیدۂ کم بین پر ہی وہ سمند — کہ جسکو جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

مثالِ سیل نکی فکر بیخودی مین کبھی — جدہر کو پاؤن بڑھا اوسطرف روانہ ہوا

بتاون کونسے ہنگام کو مین اے صیاد — ہوئی تھی شب کہ جدا مجھسے آشیانہ ہوا

وہ ناتوان ہون اودھر مین بھی پھڑپھڑا پورا — جدھر کو سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

روا روی یہ نظر آئی کوئی قاتل مین — قدم تھمی تھے کہ سر سے سر روانہ ہوا

جزائی خیر دی حق عنکبوت مرقد کو — بُنے یہ تار کہ تیار شامیانہ ہوا

ہوا یہ حضرتِ قارون کے نجل کا انجام — کہ نقد ذات تلک داخل خزانہ ہوا

اوڑھنین مین جا ملو ماہر تو خوب گذریگی
جبھنین نے مانیکو چھوڑے ہوئے مانہ ہوا

عکس لیلی تری نظرون کے مقابل آیا — قیس آنکھون مین بٹھا صاحب محمل آیا

لے وہ پیکان سرِ ناوکِ قاتل آیا — پیشوائیکو بڑھ اے آہ مرا دل آیا

سمجھی لیلیٰ کہ کسیکا شرر دل آیا
کوئی جگنو جو تڑپکر سوئے محمل آیا

کشش حسن پہ مجنون کا نہ اک دل آیا
کوئی تارا بھی جو ٹوٹا سوئے محمل آیا

جاکے مژگان پہ سوئے زلف رسا دل آیا
قیس چنتا ہوا اتنے سر منزل آیا

کہہ تو کچھ قبر مین کسطرح مین اے دل آیا
پاؤن غیرون کے بڑھے مین سر منزل آیا

شوق مین جب طرف کوچۂ قاتل آیا
دل جو اچھا بھی گیا یہان سے تو بسمل آیا

انہین آنکھون سے رہ عشق مین یہ بھی دیکھا
راہزن لٹ گئے رہرو سر منزل آیا

دیکھنے حسن کو روحین نکل آئین تن سے
آستین کو جو چڑھاتا ہوا قاتل آیا

وائی بیدردی مردم کہ زبان اوسکو کہا
آہ کے ساتھ اگر منھ کو میرا دل آیا

دور سے آئی نہ جب کان مین لیلیٰ کی صدا
سایہ کترا کے پس پردۂ محمل آیا

زخمی اوٹھ بیٹھے تماشے کے لیئے مقتلمین
تیغ ابرو کا تری جب کوئی بسمل آیا

عادتین ہوگئین کچھ اور ادائین کچھ اور
اونکے پہلو سے جو پہلو مین مرے دل آیا

گرہِ تارِ نفس غم نے کھلا کر جو کیا
منھ کو ہر سانس مین سینہ سے مرا دل آیا

موجِ دریائی محبت نے دکھایا دھارا
دست و پا مار کے جب مین لبِ ساحل آیا

جانے والو سفرِ قبر کی سختی دیکھو
بارِ جان پھینک کے رہرو سوئے منزل آیا

طی رہِ الفتِ محبوب کی یون مجنون نے
گاہ دل گاہ سنبھالے ہوے محمل آیا

زندگی مین تو نہ کچھ حال کھلا الفت کا
جب گئی جان تو سمجھا کہ مرا دل آیا

رکھدئی قیس نے ہاتھ آنکھ پہ اُف ری غیرت
مڑ کے ناقہ کا بھی جب سمت سوئی محمل آیا

وائی قسمت کہ وہان مجمعِ اغیار رہا
میرے پہلو مین نہ اک دن بھی مرا دل آیا

پردہ گہرا ہوا منظور جہان لیلی کو
دامنِ گرد سرِ پردہ محمل آیا

راہ بھر قیس یو ہین دیدہ سے محروم رہا
جب ہٹی گرد نظر پر دہ محمل آیا

خاتمہ کا جو مرے جسم پہ اک وار کیا
ہاتھ سے پھینک کے تلوار کو قاتل آیا

کہہ تو مجھ پاؤن کے نیچے تو نہین مل ڈالا
آج روتا ترے کوچہ سے مرا دل آیا

جان اتنی تھی پس مرگ بھی مجھ بین اے قبر
رہگئے خضر مگر مین سر منزل آیا

تیرے دشمن کبھی تنہائی سی گھبرائے اگر
بیٹھنے کو ترے پہلو مین مرا دل آیا

شور نالہ جو سنا قافلۂ اشک بڑھا
زنگ بجتا ہوا آیا کہ مرا دل آیا

طبع برہم ہوئی گر نیلگی جھلک کر لیلی
سایۂ قیس جو بڑھکر سوئے محمل آیا

آنکھین پھوٹین کہ جو پہچانی ہو صورت بھی ذرا
بعد برسون کے جو پہلو مین مرا دل آیا

ناقہ اوڑتا ہوا آئے نہ ترا کیون لیلی
پر پرواز ملے جب تہہ محمل آیا

عشق مین کونسا رتبہ ہوا حاصل یارب
درد تعظیم کو اوٹھا جو مرا دل آیا

دل لیلی کے بہلنے کی جو معلوم تھی راہ
قیس اوڑاتا ہوا جگنو سوئے محمل آیا

دلبر و ہاتھ سے اسکے مین ڈرا تھا ایسا
رہگیا ہلکے کلیجہ جو کہی دل آیا

ہوگئی دل کو خبر سی چھلک اوٹھی لیلی
سایۂ قیس کبھی گر سوئی محمل آیا

کچھ ہنسی آئی تو کچھ آنکھ سے ٹپکے آنسو
ناز کرتا ہوا مجھسے جو مرا دل آیا

تھا جو منظور نہ اُف کی بھی صدا مین بسمل
سرمہ آنکھون مین لگائے ہوئے قاتل آیا

کہ تو ای موجِ یم عشق مین کیا تھا تنکا
اوڑ کے دھار یمین گیا جب لبِ ساحل آیا

مجمین ہوش اتنے کہان تھے کہ سمجھتا کھوکر
درد اوٹھا تو مین سمجھا کہ مرا دل آیا

قیس سمجھا کہ اشارے سے بلاتا ہے کوئی
نظر اوڑتا ہوا جب پردۂ محمل آیا

سمجھی لیلی کہ دلِ داغی قیس آتا ہے
غولِ صحرا جو کبھی جانبِ محمل آیا

لیلی و قیس مین لڑنے لگین آنکھین جو بہم
صلح کو بیچ مین خود پردۂ محمل آیا

تھہ و بالا ہوئی محمل بھڑک اوٹھا ناقہ
کھڑکھڑاتا ہوا مجنون جو سلاسل آیا

غزل ۴

وہ بھی دن آئیگا ماہر کبھی جب دن یہ کہین
شعر ۹

جسکو کھوئے ہوئے بیٹھے تھے وہی دل آیا

ہوس بغیر پسِ مرگ بھی فرار نتھا
جہان ہوتی وہان کب مرا غبار نتھا

کمالِ جا سے کدورت مین آشکار نتھا
مین کب چراغِ تہِ دامنِ غبار نتھا

جہان مین درد مرا کیون نہ منتشر ہوتا
زمین پر کسی پہلو مجھے قرار نہ تھا

چھٹی جگہ نہ کبھی مثل مرغِ قبلہ نما
تڑپ رہا تھا مگر پھر بھی بیقرار نہ تھا

لی مین نے تڑپنے سے یہ مٹی تھی زمین
مجھے ذرا گلہ تنگی مزار نہ تھا

اور اتھا زخم جگر کا مرے کبھی کافور
سفیدۂ سحر آشکار نہ تھا

ذرا سے میرے تڑپنے سے فرق کو نہین چین
بھلا ہوا کہ مین فرقت مین بیقرار نہ تھا

ہماری کیا دلِ مضطر مین جسر تین تھمتین
تمہارے ہاتھ کو سینہ پہ جب قرار نہ تھا

ہمارے مرنے پہ ماہر وہ بولا روٹھے اتنا
ہمین تو تیری محبت کا اعتبار نہ تھا

نقاہت مین ہوا مجکو جو شوق گلرخان پیدا
کیا نالہ نے ہوا پر بوستان پیدا

کیا ہی اوس دہن کا ذہن نے نشان پیدا
خدا کی شان ہی بندے ہوے ہین غیب دان پیدا

اگر افشائے راز سوز دل منظور ہو مجھکو
بسان شمع ہر مژگان ہو مجھ پر زبان پیدا

وہ شوخِ جنگجو اولٹے نقابِ رُخ جو گلشن مین — شکستِ رنگِ گل سے ہو صدائے الاماں پیدا

وہ بُلبل ہو کہ لطفِ وصلِ گل پایا اسیری مین — کیا رنگینیِ خیالی سے قفس مین بوستان پیدا

حسینونکو خدا بھی چشم سے پوشیدہ رکھتا ہے — حجابِ ظلمتِ تن مین ہوا ہے نورِ جان پیدا

زمین پر بیٹھکر اوٹھنا جو بُتکو غیر ممکن ہے — ہوا تھا خاک نقشِ پا سے کیا مین ناتوان پیدا

دکھائی بادہ خوارونے ہمین گردشِ زمانیکی — مگر تھا دورِ ساغر مین بھی دورِ آسمان پیدا

سفر بھی سالکانِ راہِ حق کا اک عبادت ہے — مگر ہے کوس کی آواز سے بانگِ اذان پیدا

وجود اپنا جہانمین کالعدم ہے ناتوانی سے — ہمارے خانۂ تن مین ہے طورِ لامکان پیدا

دکھائے ناتوانی نے ہمین سامانِ اسیری کے — کہ ہے گردن مین تارِ جیب سے طوقِ گران پیدا

حسینونکی محبت دل مین رکھنے سے گنہ کیا ہے — خدا کے گھر سے ہمکو ہوا عشقِ بتان پیدا

گلونکے زیرِ پا مجھ دل جلے کو دفن کرتے ہین — کریگی اب نہالِ شمع خاکِ بوستان پیدا

فصاحت اسکو کہتے ہین نہ اکثر نام ہے اسکا — گلے سے اونکے ہین معنیٰ الفاظِ بیان پیدا

تمہاری چھپکے آنیکا جو پوچھون حال گلشن سے
زبان موج بوئی گل سے ہوا راز نہان پیدا

سمایا ہے جو عشق اک آئینہ رگ رگ و پے مین
لطافت سے کیا ہے جسم نے بھی لطف جان پیدا

غزل ۶

ازل سے دل مین ما ہر عشق خال روی جانان ہے
کیا ہے ابتدا سے ہمکو حق نے نکتہ دان پیدا

شعر ۲۱

نشان موت کی سختی کا آشکار رہا
بجا ہے نصب جو تیپہ سر مزار رہا

ہر ایک موئی محاسن خضا بدار رہا
بشر سفید بھی ہو کر سیاہ کار رہا

مدام نشہ عرفان کردگار رہا
وہ مست ہون کہ جو غفلت مین ہوشیار رہا

ملال رنجش ہر آشنا و یار رہا
صفائی نیکے مرے قلب مین غبار رہا

وہ رحم دل ہون کہ تا حشر غمگسار رہا
کوئی گھڑی جو لحد کا جگر فگار رہا

یہ ہین عروج سے کارہ مین خاکسار رہا
ہوا پہ گرد کو جسطرح انتشار رہا

تنک مزاجکی کیا گذرے باوقار زمین
زمین سے دیکھ لے برخواستہ غبار رہا

اثر تھا یہ بھی تڑپتی ہوی جگر کا مری
مرا غبار ہوا پر جو بیقرار رہا

مری اجل کا تو کچھ حسن بڑھگیا تم سے
مجھے تمہارا تمہین اوسکا انتظار رہا

یہ منفعل مین گناہون سے تھا دمِ گریہ
کہ تر عرق مین مرے آنسوون کا تار رہا

وہ کون تھا کہ نہ پیسا مجھے سدا جسنے
ہر اک کے ہاتھ سے گل طرح افشار رہا

کدورتون کو ترقی ہے کیون دمِ گریہ
بلند بارشِ باران مین کب غبار رہا

بکا کو سلسلۂ زندگی کیون سمجھون
نظر مین رشتۂ جان آنسوون کا تار رہا

ہر ایک فصل مین داغِ الم رہے تازہ
مرے چمن مین سدا موسمِ بہار رہا

مین گڑ گیا یہ ندامت ہوئی غریبون سے
مرا جنازہ کوئی دم جو اونپہ پار رہا

نہ کسطرح سے کھٹکتا اسے یہ جسمِ نزار
مین زیرِ آبلۂ چرخ مثلِ خار رہا

غم و الم رہے بعد فنا مرے ہمدم
لحد مین بھی نہ مین بے آشنا و یار رہا

نہ اشتیاق تھا فرقت مین اک مجھی کو ترا
ہر ایک روزن در چشم انتظار رہا

عیسیٰ کی آس نہ اب مجھے زمانہ مین
مین یاس سے یہ ہمیشہ امیدوار رہا

رقم جو حال تکدر کبھی کیا مین نے
ہر ایک حرف مین بر رنگ خط غبار رہا

ہوا نہ زخم نہان مندمل کبھی ماہر
گہر کی طرح ہمیشہ مین دل فگار رہا

حشر تک دل سے نہ سوز غم پنہان نکلا
ہو نہین وہ شمع کہ بجھنے پہ فروزان نکلا

پردۂ لفظ مین مضمون مرا رخشان نکلا
یہ حسین وہ ہے کہ جامے مین بھی عریان نکلا

اشک ہر ایک مثال دُر غلطان نکلا
دل کی ویرانی سے گنجینہ پنہان نکلا

ہی جہان تابع فرمان خط عارض یار
مور سمجھے تھے جسے ہم وہ سلیمان نکلا

جوش غم مین بھی تنا سب کا مین پابند رہا
جیب مین ہاتھ نہ کب دست و گریبان نکلا

اسفلون مین نہین عالی گہرونکی خلقت
دیکھلے چاہ سے کب گوہر غلطان نکلا

برق آہ غم سوزان جو نکل کر چمکی
دُود دل بھی صفت ابر بہاران نکلا

یہ بھری سر میں شہیدونکے زیارت کی ہوا
باغ سے پھول ہر اک چاک گریبان نکلا

دی تری چشم نے ایک پل میں مریضونکو شفا
خود جو بیمار تھا وہ عیسی دوران نکلا

جو ہے بیتاب اوسے جامے سے باہر پایا
کب شرر دود کے پردے میں نہ عریان نکلا

سیکڑوں قتل امید میں ہوئے لاکھوں ارمان
میرا ویرانہ دل گنج شہیدان نکلا

فرقت یار میں دل سینہ سے منھ کو آیا
پا بگل سمجھے تھے ہم سرو خرامان نکلا

تن لاغر میں ہوئے داغ نمایاں کیا کیا
خار سے پھول تو پھولوں سے گلستان نکلا

چاک ہونیکا یہ وحشت نے کیا تھا خوگر
ہاتھ سینے تلک آیا کہ گریبان نکلا

کسکو ہوتا نہیں ہم جنس کی فرقت کا ملال
آگ سے دود بھی نکلا تو پریشان نکلا

حکمت حق کے بیان میں نہ کھلی ایک زبان
پیر کیا کیا نہ یہاں کودک نادان نکلا

زیست سے تنگ تھا میں مرکے ملا چین مجھے
ملک الموت سے مردد کا درمان نکلا

پاؤں الجھے رہے دامن سے طریق غم میں
ہاتھ ملے کرکے رہ چاک گریبان نکلا

خانۂ دہر سے آخر کو ہوئے سب رخصت
میزبان کون یہاں تھا جو نہ مہمان نکلا

منزل دوست کا پھر کس سے پتا مجھکو ملے
خضر بھی نابلد کوچۂ جانان نکلا

میر یوسف سا حسین ایک نہ عالم مین ملا
حسن گو لیکے چراغ رخ تابان نکلا

ہون وہ بلبل کہ مرے دم سی گلونکی تھی بہار
جب اوڑا ساتھ لیے رنگ گلستان نکلا

غزل

رخ روشن نقاب اوسنے اوٹھائی ماہر
پردۂ ابر سے خورشید درخشان نکلا

شعر ۲۱

دل مین کب عشق کے داغونکو نمایان دیکھا
ایک غنچہ مین تماشائی گلستان دیکھا

رنگ صانع کا ہر اک گل سے نمایان دیکھا
سبزۂ باغ کو خضر رہ عرفان دیکھا

جانستان حسن کو پردے مین نہان دیکھا
تیغ کو چادر جوہر مین بھی عریان دیکھا

باغ سے صنعت صانع کو نمایان دیکھا
ہر رگ گل کو رہ منزل عرفان دیکھا

بحر عالم مین نہ مٹتی ہوے کچھ دیر لگی
نقش بر آب خط مہر سلیمان دیکھا

ہون وہ غم دوست کہ غم ہونیکی تھی فکر مجھکو
جمع خاطر ہوئی جب دل کو پریشان دیکھا

منھ کو آیا دلِ پرداغ یہ طرفہ ہے بہار
سرو تو گلستانونکو خراماں دیکھا

یونتو ظاہر نہوا حالِ شکستہ میرا
آئنہ ہوگیا جسنے مجھے حیران دیکھا

سایہ مین میرے ہو کیونکر تنِ داغی کی بہار
صرف تصویر مین کب رنگِ گلستان دیکھا

جانبِ وادیٔ عرفان جو کبھی آ نکلے
صورتِ نقشِ قدم خضر کو حیران دیکھا

کان رکھکر نہ کبھی مین نے سنی بات اوسکی
آدمیت سے جو خارج کوئی انسان دیکھا

بعدِ مرنیکے نظر چشمِ قناعت سے جو کی
خاک کے ذرون سے تربت پہ پریشان دیکھا

دی جلا دلکو تو صورت نظر آئی اوسکی
عکس آئینہ مین قلعی سے نمایان دیکھا

حد کسی نے نہ مرے ذہن رسا کی پائی
ہون وہ دریا کہ جسکا کبھی پایان دیکھا

کچھ خبر اپنی نہین یادِ رخ دلبر مین
خود فراموش کو بھی حافظِ قرآن دیکھا

چمن دہر مین جمعیتِ خاطر ہے کسے
بوئی گل کو بھی جو دیکھا تو پریشان دیکھا

منمو وہ بھی سنا دار فنا مین تمنے
مور نے قبر مین جو حال سلیمان دیکھا

سوزِ غم نے مجھے ہم خصلت پروانہ کیا
بجھ گیا دل نہ اگر شمع کو سوزان دیکھا

کیون نہ گریان صفت شمع ہون ان باتون پہ
تھے جو دلسوز اونھین قبر پہ خندان دیکھا

کیون نہ سوزِ غم دوری سے ترا قلب ملی
داغ سے سینہ بلبل مین گلستان دیکھا

غزل ۸

دوست جو پھر گئے پھول چڑھائے ماہر
کیا چراغ سر مدفن کو گل افشان دیکھا

شعر ۲۴

عاشقی مین مرتبہ معشوق کا ملجائیگا
جسم کانٹا ہو کے پھولون مین مجھے تلوائیگا

رنگ آخر کو یہ رنگِ زرد میرا لائیگا
کہربا کیطرح تنکے ایکدن چھوائیگا

شدت کاہیدگی سے ماہِ نو بنجائیگا
قدِ پرخم مجھپہ اکدن اونگلیان اوٹھوائیگا

چین بے ساقی مجھے برسات مین کب آئیگا
ابر باران برقِ تابان کیطرح تڑپائیگا

بخت اوسے گر قامتِ موزون ترا دکھلائیگا
صحنِ گلشن مین صنوبر شرم سے گڑ جائیگا

ابکی دل وحشت مین دشتِ لامکان دیکھا جائیگا
ہر فلک اپنے قدم کا آبلہ بنجائیگا

اسقدر بھی احتیاطِ جسم او خود بین نکر
آئینہ ساتن یہ اکدن خاک مین ملجائیگا

او دل جانباز رہیو باادب شمشیر پر
یہ وہ جادہ ہے جہان سر بھی قدم بنجائیگا

ضعف کی شدت سے قصداً گو نہین جنبش مجھے
ہاتھ کا رعشہ جواب خط ترا لکھوائیگا

میرے پرکارِ قدم سے نقطۂ خالِ سیاہ
دائرہ سرگشتگی کا دہر مین کھنچوائیگا

جو تجھے دیکھیگا خبر میرے پس دیوار سے
چشمِ روزن کیطرح آنکھو تمین جالا چھائیگا

او چراغ حسن سوزِ غم ترا فرقت کی شب
شمع سان بزم جہانمین سر مجھے دھنوائیگا

دیکھ مٹجائیگا دم مین موج جابونکی طرح
بہرِ عالم مین جو سر ہوسے بھی اوٹھجائیگا

وہ بلا یہ صرصر آہ دلِ رنجور ہے
جسکی جھونکے سے چراغ زندگی بجھ جائیگا

قطعہ

جب دیار دل مین شاہ عشق کا ہوگا عمل
کچھ وزیر خاص درد ہجر سے فرمائیگا

سنتی ہی وسی وہ حکم محکم فرمانروا
اہل کارانِ فغان و آہ تک پہونچائے گا

اونسے پہونچیگا جو نالے کی منادی تک وہ حکم
کوچہ لب مین ہی کہتا ہوا وہ آئیگا

جو کریگا اشک سرتابی روانی مین ذرا
دیکھلینا دار مژگان وہ پر کھینچا جائیگا

متہم منت کشی سے ضعف کر دیگا مجھے
قد پر خم پاؤن پر سر ایکدن جھکوائیگا

عشق کی پوشیدگی چاہی تو کر لب کو نہ بند
راز یہ بستگی مین اور بھی کھلجائیگا

میری رنگ زرد سے سوا وہ ہوگی دہر مین
زعفرانکو رنگ میرا ایکدن ہنسوائیگا

کیون نہو بعد زوال سوز غم ہر داغ پھول
جب چراغ خانہ بجھ جائیگا کل کھلجائیگا

دیکھلینا جان لیگا روز کار رونا مرا
چشم کا پر آب رہنا کیا یہ خالی جائیگا

غزل ۹ — ماہر اوس نادانکو دل دیتا تو ہی پر جان لے
یہ تن خاکی گھروندے کیطرح مٹ جائیگا — شعر ۱۹

نہین ہی یہ خط مشکین نمایان ہر سے پیدا
دھوان ہے آتش رنگ گل رخسار سے پیدا

سراپا داغ غم ہین تیر جسم زار سے پیدا
تماشا ہے ہزار و گل ہوے ہین خار سے پیدا

وہ رشکِ آفتابِ حشر ہو گھر مین جو نور افگن
قیامت کی ہو گرمی سایۂ دیوار سے پیدا

کہے کوئی اگر افسانہ میرے سوزشِ دل کا
بسانِ شمع شغلی ہون لبِ گفتار سے پیدا

وہ دیوانہ ہون قدمون سے مرے صحرا گلستان ہے
کیا ہے خون پانی رنگِ گل ہر خار سے پیدا

یہ کس دیوانے نے یارب کیا ہے کوچِ دنیا سے
صدا ماتم کی ہے زنجیر کی جھنکار سے پیدا

کمر کی کچھ حقیقت سُنکے اونسے یہ کھلا مجپر
رموزِ غیب ہوتے ہین دہانِ یار سے پیدا

مریضِ حرصِ زر ہائین نہ اس کسطرح صحت
اثر ہے شربتِ دینار کا دینار سے پیدا

کبھی دیکھا رخِ روشن جو اپنا اوسنے قاتل نے
ہوا خورشید مشرق مغربی تلوار سے پیدا

مشابہ ہی جو اون دانتون سے میرے دلکو الفت ہے
نیا رشتہ کیا ہے گوہرِ شہوار سے پیدا

نکلتے گھر سے دیکھا جب اوسنے شمائل کو
تو کین آنکھون نے راہین زنِ دیوار سے پیدا

بجائے اشکِ غم لختِ دلِ آنکھون مین کبھی آئے
ہوئے لعل و دُرِ گوہرِ شہوار سے پیدا

غبارِ دل مین ملکر اشک آئی ہین جو مژگان پر
نیا ٹاپو ہوا ہی چشمِ دریا بار سے پیدا

نہین ٹپکے ہین آنسو حسرت دندان دلبر مین
ہوئے ہین یہ حباب آب دُرِ شہوار سے پیدا

نشانِ ظلم خونخوار و ستم کے ساتھ رہتا ہے
لہو کا رنگ ہی اب تک لب ستمگار سے پیدا

خرام ناز سے اوسنے کیا ہے قتل عالم کو
چلن تلوار کا ہی یار کی رفتار سے پیدا

ذرا جب ضبط کرتا ہون نہین سوز آتش غم کو
شرارے جائے مو ہوتے ہین جسم زار سے پیدا

دیکھا دے وہ سیہ دم اگر آئینہ رخکو
صدا ہو طوطی تصویر کی منقار سے پیدا

غزل ۱۰

وہ ہون رنگین نوا بلبل اگر چہکون کبھی ماہر
برنگ گل ہون نالے غنچہ منقار سے پیدا

شعر ۱۰

اوس کمر کی یاد مین ایسا مین لاغر ہو گیا
جسم گھلکر داخل تعریف جوہر ہو گیا

مین یہ کچھ محو دُر دندان دلبر ہو گیا
رشتہ جان بھی بدن مین سلک گوہر ہو گیا

وقت گریہ آگیا جب روی روشن کا خیال
دیدہ تر چشمہ خورشید محشر ہو گیا

وحشت دل سے جو آنکلا سوئے میخانہ مین
مجکو دور چشم آہو دور ساغر ہو گیا

آبرو پر پھیر دین پانی نہ وہ دندان صاف
گوشہ گیر اسواسطے دریا مین گوہر ہو گیا

وصل کی شب مین قیامت صبح کا آنا ہوا
صور محشر نعرۂ اللہ اکبر ہو گیا

یار نی دستِ حنائی سے چو پونچھے میرے اشک
پنجۂ مرجان غریقِ آب گوہر ہو گیا

جام بھر بھر کر دیئے کس آتشین رخسار نے
شعلۂ جوالہ ساقی دور ساغر ہو گیا

قتل سے میرے ہوئی اسکی اصالت کی نمود
خون جگر خنجر قاتل مین جوہر ہو گیا

غزل ۱۱

شعر ۲۱

سینہ پر داغ پر ماہر جو ٹپکے اشکِ چشم
صحنِ گلشن مین برابر فرشِ گوہر ہو گیا

ضعف تنہا مجھے پیری کی جفا سے نہوا
ہاتھ خالی مرے سایہ کا عصا سے نہوا

صاف احباب کا دل میرے صفا سے نہوا
دور اس آئینہ کا زنگ جلا سے نہوا

دل کشادہ مرا آہونکی ہوا سے نہوا
یہ وہ غنچہ ہے شگفتہ جو صبا سے نہوا

بادۂ روح کا کیون نشہ ہی مجھکو یارب
مست شیشہ تو مے ہوش ربا سے نہوا

یاد گیسو مین نہ کیونکر دلِ پرداغ ہو شاد
کون طاؤس ہے جو مست گھٹا سے نہوا

جوشِ زن چشم مین آنسو ہون نہ کیون آہون سے
شورِ کس بحر مین تیزیِ ہوا سے نہوا

ہاتھ پکڑا نہ کبھی اوٹھکے تھکے ماندون کا
خوش مین پابوسیِ نقشِ کفِ پا سے نہوا

مجھپہ نازل ہوئی عصیان کی بدولت رحمت
کم مرا دامنِ تر ابرِ عطا سے نہوا

تو ہی اے شوق بتا ہے کوئی منزل جسمین
داخلہ پہلے مرا بانگِ درا سے نہوا

کشتۂ راہِ رضا ہو کے وفا زیست کی دیکھ
دم جدا مر کے بھی جسمِ شہدا سے نہوا

خاک آگاہ شکستِ دلِ نازک سے وہ ہون
آشنا ٹوٹ کے شیشہ یہ صدا سے نہوا

حسنِ کامل کو زمانیمین نہین حاجتِ زیب
دستِ مرجان کبھی گلرنگ حنا سے نہوا

ہادیونکی مجھے تکرارِ سخن کیا ہو گران
قافلہ تنگ کبھی بانگِ درا سے نہوا

باغبان رنگ یہ ہے رحم دلی کا میرے
ہاتھ آلودہ کبھی خونِ حنا سے نہوا

ضعفِ پیری نے یہ سرکش کو جھکایا آخر
آشنا ہاتھ کبھی فرقِ عصا سے نہوا

کیون نہ تڑپائین مجھے سوزِ الم مین آہین
کون شعلہ ہے جو بیتاب ہوا سے نہوا

کبھی سالم نہین سختی کا مرض ہے اوسکو
دردِ جس قلب مین آواز گدا سے نہوا

کثرتِ نالہ سے آواز مری بند ہوئی
کام کیا سُرمہ سے ہوتا جو صدا سے نہوا

چشمِ مشتاق نے رُخ اونکا ادھر پھیر لیا
جذب کعبہ کا کسے قبلہ نما سے نہوا

ضعفِ پیری نے یہ پابند کیا آخر کار
شام کی طرح جدا ہاتھ عصا سے نہوا

غزل ۱۲

انہین باتون پہ ہے ماہرؔ تجھے مطلب کی طلب
منھ سے مانگا تو دلِ آگاہ دعا سے نہوا

شعر ۱۲

بڑھا ہے حُسن میرے عشق سے صاحب جمالون کا
مرا رنگِ پریدہ کیا ہے غازہ گل گالون کا

کھلا مجھسے کوئی پیچ اونکے سر کے بالون کا
رقیبونکا سیہ دل ہے کہ جوڑا خوش جمالون کا

اگر افشا کرے تو راز ہم وحشت غزالون کا
زبانِ خار کہدے ہے پتہ کندہ جمالون کا

پڑے سایہ جو نخلِ باغ پر ہم دردوالون کا
چٹک مین غنچہ گل کے اثر ہے دلون کے نالون کا

کلا کر نرم کردے جو رہ گل کو طرح کانٹے
جنون وہ گرم پانی ہے مرے پاؤن کے چھالونکا

نکیون بیتابیون مین یاد آئے ابروے قاتل
بجز شمشیر پرسان کون ہے بسمل کے حالونکا

چمن جب جلوہ گاہ شاہد فصل بہاری ہو
تو پھر فرش مشجر کیون نہو سایہ نہالونکا

نہین ہین رفشان شبنم شاخین موسم گل مین
ٹپکتا ہے یہ جوش حسن سے جوبن نہالونکا

روان ہونمین سوے مقتل اگر شوق شہادت مین
قلم پاؤن کے نقشہ کھینچدین سبل کی چالونکا

مٹادین جو سیہ گیسو فروغ شام لیدا کو
چراغ آگے بھلا اونکے جلے کسطرح کالونکا

فلک سے تو نہ بشاشی مٹی منعم کی اوما نے
اوتارا تو نے نقشہ کسطرح ایسی بحالونکا

غزل ۱۳

ہوا ہون زار ما مہر مزن مدامتما عصیا نسے
سوکھا تا ہے مرتن کو پسینہ انفعالونکا

شعر ۲۶

ترک زینت وہان ہوئی یہان جسم بیجان ہوگیا
آئینہ مین مثال ونکا کیون نمایان ہوگیا

آہ دل سوز و اشک چشم حیران ہوگیا
لو ہوا سے آب آئینہ مین طوفان ہوگیا

وحشت آگین جب رقم مضمون ہجران ہو گیا
شعر مین مصرع ہر ایک دست و گریبان ہو گیا

بعد مردن فضل باران کا یہ احسان ہو گیا
جگنوؤن سے قبر پر میری چراغان ہو گیا

کسنے چھوڑا ہاتھ سے لکھکر کہ بیجان ہو گیا
کلک مردہ ہو گیا مدفن قلمدان ہو گیا

ناتوان ہم سا کوئی وحشی جو گریان ہو گیا
آبجو ہر جادۂ راہِ بیابان ہو گیا

دل مین اپنے کب ہجوم داغ ہجران ہو گیا
ایک غنچہ تیری قدرت سے گلستان ہو گیا

مجھپہ جب پیہم ترا مرقد مین احسان ہو گیا
اک چراغِ گلفشان رشکِ چراغان ہو گیا

صاف باطن ہین بغیر سعی و کوشش کامیاب
پر تو انجم سے دریا مین چراغان ہو گیا

کیا ہوا سایہ فقیرونکی جو تربت پر نہین
ہر بگولہ گنبدِ گورِ غریبان ہو گیا

سیرِ گلشن دیکھنے کو جب چلا وہ رشکِ گل
اوڑھکے رنگِ خزان مرا رنگِ گلستان ہو گیا

اک جہانکو ہم فقیرون نے مسخر کر لیا
بوریے کا نقش بھی نقشِ سلیمان ہو گیا

منزلِ مقصد نی راہ عشق مین جب کی کشش
چونہالِ سبز تھا خضرِ بیابان ہو گیا

نے ترے برسا جو ابر آسا ساقی ابرو کمان
مجھکو بارانِ کرم بھی تیر باران ہو گیا

یون در آئے حسن کے دار خرد بجھ مین ہم
جیسے عکس آئینہ مین تیر انمایان ہو گیا

محفل مے مین جب آیا دشت وحشت کا خیال
دورِ ساغر گردش چشم غزالان ہو گیا

پر گیا ہے جن فقیرونکو قناعت کا مزا
خوان نعمت اونکو خالی گردہ نان ہو گیا

ہون وہ بیخود بھیس گر شیشے کو لگتی دیکھلے
جانکر اپنا دل نازک مین نالان ہو گیا

وہ شکار افگن جو آیا سیر گلشن کو کبھی
مرغ بسمل طایر رنگ گلستان ہو گیا

مجھکو بعد مرگ ہو کیا حاجت شمع و چراغ
دل جلی احباب جب آئے چراغان ہو گیا

دیکھ تو سوزش مری زخمونکی ای ناوک فگن
شمع کا شعلہ تری ناوک کا پیکان ہو گیا

کچھ نہ پوچھو ضبط درد دل مین جو گذری یہان
بجھ گئے آنسو جو تر اشکون سے دامان ہو گیا

انکے قدمون پر قدم پر تا میرا دشت مین
کیا مین وحشی سایہ چشم غزالان ہو گیا

کچھ تو گوش گل تمین پھونکا تھا صبا نے صبحدم
نالہ بلبل پہ یک اک گل جو خندان ہو گیا

پوچھتے کیا ہو ہزارون قتل کرکے حسرتین
دل کبھی تھا اتو اک گنجِ شہیدان ہوگیا

غزل ۱۴

باغ سے گر کو چلا ماہر جو وہ رشکِ بہار
اوڑ گئین سب بلبلین ویران گلستان ہوگیا

شعر ۱۵

اثر سے موقلم کو بھی نہین یارا روانی کا
مصور اب یہ نقشہ ہی ہماری ناتوانی کا

ضعیفی مین نکیون کشتہ ہون زور و ناتوانی کا
مری پیری ہے اور عالم بڑھاپے پر جوانی کا

ضرر کیا ہم سبک سیرون کو پہونچے ناتوانی کا
مثالِ سایہ یہان عالم ہے گرنمین روانی کا

دکھا دیتا ہون نقشہ جب مین اپنی ناتوانی کا
اوتر جاتا ہے چہرہ صورتِ تصویر مانی کا

خیال آئے جو ساقی چشمِ مستِ یار جانی کا
دل پر خون بنے شیشہ شرابِ ارغوانی کا

فراہمی ہے مے مین شمع سان آتش زبانی کا
مثال شیشہ یہان موقع نہین مینہ دہانی کا

نہ کیونکر طالبِ دیدار ہوتا یار جانی کا
مجھے تھا دیکھنا منظور اوسکی لن ترانی کا

نہ زائل حسن ہو یارب کبھی اوس یار جانی کا
رہے ممدود سرسبز اعتبار اسا یہ جوانی کا

جباب آسا سمٹکر تن سے دم آتا ہے آنکھو مین
یہ ہے مشتاق سوزدلکی گرمی سے مین پانی کا

خطِ رخ کو نہ کر نکتہ دان سمجھین خطِ مصحف
تری بینی بتا دیتی ہے قرانکی نشانی کا

حقیقت مین ہین گرمِ باتین شعلہ رویونکی
زبانی شمع سان دعوی نہین آتش زبانی کا

نکلھ ہوگی کمی مجھ زار کے سیراب نیمین
مثالِ خارای شبنم ہون پیاسا بوند پانی کا

نگاہِ شوخ موسی نے تو کب کا دیکھ پایا تھا
فروغِ حسن گر پردہ نہ رکھے لن ترانی کا

سفیدی دھوپ کی مانند آجاتی ہے بالونپر
بشر کے سر سے اوٹھجاتا ہے جب سایہ جوانی کا

غزل ۱۵

ہوا ہو جاؤنگا مین بھی مثالِ رفتگان ماہر
تُتق ہے یہ تن خاکی غبارِ کاروانی کا

شعر ۱۵

ترے نام سے دم فنا ہو گیا
مین ہو کہ کے یارب ہوا ہو گیا

جسے عشق زلفِ دوتا ہو گیا
اسیرِ کمندِ بلا ہو گیا

زمانے مین کیا کیا نہ تنکے چنے
تنِ زرد جب کہربا ہو گیا

بنایا جو قسمت نے دانا مجھے
فلک فرق پر آسیا ہو گیا

تصور سے دیکھا رخِ صافِ یار
نہ آئے اگر وہ تو کیا ہو گیا

ہوا آگ جب گرم اشکون کا آب
بدن خاک اور دم ہوا ہو گیا

مرے جذبِ دل سے چلے آئے وہ
مرض دردِ دل کی دوا ہو گیا

جفا کر کے مشہورِ عالم ہوئے
بُرائی سے اونکا بھلا ہو گیا

یہ عطر اونکے ملنے سے آفت ہوئی
چلے جب تو فتنہ بپا ہو گیا

بھرا خونِ قاتل کے دامن مین جب
بہارِ ریاضِ ادا ہو گیا

تکدر کی یہانتک کی لوگون نے قدر
غبارِ دلی کیمیا ہو گیا

ہوا عیشِ شاہی کا باعث شباب
جوانی کا سایہ ہما ہو گیا

عبث کب ہے نالان جرسِ راہ مین
کوئی قافلہ سے جدا ہو گیا

بنا فرد الفت جو دل عشق مین
ہر اک داغ مُہرِ وفا ہو گیا

غزل ۱۶	کہو تو جو ماہر کو مارا عبث بتو تم سے راضی خدا ہو گیا	شعر ۸

تقصیر محتسب نہ مغان کا قصور تھا
شیشہ تو خود شراب کے نشہ مین چور تھا

وابستہ جس سے تھا اوسی دلبر سے دور تھا
یارب مگر مین سایۂ بال طیور تھا

ممکن نہ گر نظارۂ حسن حضور تھا
پردا بنی سے عرش پہ پھر کیا ضرور تھا

کیا خوش ہون جب بین بزم مین شمع و نکا نور تھا
جبنا تھا پاس اوتنا ہی قدموں سے دور تھا

اس بعد پر تو سوز درون نے کیا سیاہ
اچھا ہوا کہ سایۂ مژگان سے دور تھا

معراج کی تو رات ہوا در بحجاب ہو
پہلے پہل کی بات تھی پردہ ضرور تھا

آتی تھی کیون نبی کو صدا پس حجاب
کوئی ادھر نہ تھا تو اودھر تو ضرور تھا

غزل ۱۷	ماہر کھلا الحد مین کہ تہی زیست دور بین نزدیک دیکھتے تھے جسے ہم وہ دور تھا	شعر ۱۶

آید نه بعد عمر گر از کوے یار ما
گیرد به بر نه تنگ هوا را غبار ما

ظاهر شود چو سوز دل بیقرار ما
آتش زند به دامن صرصر غبار ما

چون نیست هیچکس بجهان سوگوار ما
جامه دری کند به غم ما غبار ما

آخر فنا شده همه شان و وقار ما
برخود چسان ز رنج نه پیچد غبار ما

چون باد تند بود دم احتضار ما
رفت از ثرا به اوج ثریا غبار ما

آمد به سر ز چرخ چه بر حال زار ما
دارد هوا بدست خطی از غبار ما

از پیچ و خم نه شانه کند چون غبار ما
افتاده است بر سر ما کار و بار ما

در جوشن بحر ها کف دریا شود سحاب
اشکے چکد گر از مژهٔ اشکبار ما

بینی بیک اشاره ز باد فنائے دهر
صد بار رخت بست ز هستی غبار ما

کردند صرف ظلمت بحر و بران سواد
آمد ز یاد انچه ز کنج مزار ما

حیف است لطمه هائی هوا را گمان برند
گردم زند دمے بغم ما غبار ما

از تشنگی بمیرس که دریا فرو برد
چون ابر گر بر آب برآید غبار ما

آهم خلافِ طبع هوائی جهان رود
گر ساعتی بخاک نشیند غبار ما

آن منتهی بپا شد و این منتهی بحشر
آن زلفِ تو و این شبِ تار مزار ما

تا آسمان فضائی جهان پر شود ز خاک
مشتی ز گردِ غم چو فشاند غبار ما

غزل ۱۸ — شعر ۵۱

ماهر زبادِ هر زه چون صد رمه هار سید
داند غبار را جگرِ زخمدار ما

مین خود کب آفتون مین تن نزار لیگیا
سایہ بھی گر چڑھا تو سرِ دار لیگیا

یوسف کو کیا سمجھکے خریدار لیگیا
جو حسن تھا وہ صدمہ بازار لیگیا

تربت مین بیدمی پہ تنِ زار لیگیا
کیا جان تھی کہ مرکے بھی کچھ بار لیگیا

سایہ بھی راستیِ قدِ یار لیگیا
سودا تھا کیا کہ گر کے خریدار لیگیا

یوسف کے حسن نے یہ کیا گاہکوں کا حال
جو جسکو ملگیا سر بازار لیگیا

تڑپا لحد مین بھی تو یہ حیران ہوئی اجل
دم مجکو دیکے کیا ترا بیمار لیگیا

وہ اور ہین جو ڈالتے ہین بوجھ چار پر
مین قبر مین تڑپکے تن زار لے گیا

رہرو زمین پہ رکھکے اوٹھا لیتے ہین قدم
کیا سوزِ دل حضور کا بیمار لیگیا

کی آئینہ پہ ڈر کے زلیخا نے بھی نظر
یوسف کو حسن جب سرِ بازار لیگیا

صدمے سے زخمِ تن بھی لہو ڈالنے لگے
تیری ہنسی اوڑھکے جو سوفار لیگیا

کیا کہتے درد دل ترے پیکان سے میرے زخم
جب مُنھ کی بات چھین کے سوفار لیگیا

میخانہ مین یہ راتکو زاہد کی گت بنی
شالِ کمر کوئی کوئی دستار لیگیا

جب پائمال ہونیکو بیٹھے ترے ضعیف
سایہ زمین سے سرِ دیوار لیگیا

دیوانگانِ عشق کا جبتک کہ ہو گذر
مین چُن کے خارِ وادی پر خار لیگیا

بازارِ عشق مین مرا سودا بکا تو یون
نقصان مجھکو دیکے خریدار لیگیا

منزل کو آہ ہے صفتِ سایہ راہبر
مین کھینچتا ہوا جسدِ زار لیگیا

منقار میں اوٹھا کے بجانے کہ لیئے
افتادہ پر بھی مرغِ گرفتار لے گیا

پورے نہ دام مال کے جب دیسکا غریب
کچھ رنج مول لیکے خریدار لے گیا

صیاد مجھ غریب پہ بس ہو چکے ستم
سو بار لا یا باغ سے سو بار لیگیا

منعم بھی کیون نہ مرکے جنازہ میں ہون سوار
اگلی ہوائے سر تو ہوا دار لیگیا

نقصان ہوا تجارتِ الفتین ہر طرح
سودا بکا تو رونقِ بازار لیگیا

منظورِ حال زار دکھانا تھا باغ کو
ٹوٹے بھی پر جو مرغِ گرفتار لیگیا

پہونچا اوسیکے زور سے تا منزلِ عدم
جو دم چرا کے موت سے بیمار لیگیا

دنیا ادھر کی جنسے ہوا کرتی تھی اودھر
وہ کر وٹین فقط ترا بیمار لیگیا

چاکِ لباسِ قبر بھی تھا بسکہ مجھپہ شاق
پیوند کے لیے جسدِ زار لیگیا

نالے اوسیکے گوشِ گلِ باغ تک گئے
جو دل دو نیم صورتِ منقار لیگیا

یون نکلے سیرِ باغ کے ارمان ضعف مین
جب رنگ رخ اوڑا سوئی گلزار لیگیا

بجھکر چراغ قبر جلا وٹھتا ہے رات کو
وہ سوز دل حضور کا بیمار لیگیا

تربت بلند ہو کے بھی کچھ خاک بچ رہی
حسرت زمین کی یہ زمیندار لیگیا

مین کیا وہ یاد آئینگے تا حشر خلق کو
آخر مین ہچکیان جو ترا زار لیگیا

کیون تیرے شکر مین نہ زبان تیر کی ہو لال
زخمونکی تھی جو بات وہ سوفار لیگیا

سو بار تیرے عشق مین مرنے کا تھا جو جوش
جب دم دیا کسی نے یہ بیمار لیگیا

ہنستے نہ تیرے تیر پہ کیون زخم تن مرے
کھلوا کے منھ کو ضبط بھی سوفار لیگیا

وہ سوئے کفر جانے مین مجبور بھی ہوئے
گردن مین ہاتھ ڈال کے زنار لیگیا

کنج قفس سے پیشکش باغ کے لیئے
تتے صدا کے مرغ گرفتار لیگیا

سر سے نکلکے پاؤن تک آئے بسان زلف
یون خار مین چبھو کے مین ہر خار لیگیا

اب رو رہا ہون درد کو یہ سوچ سوچکر
وہ شے تھا یہ کہ جسکو خود آزار لیگیا

اتنی بھی قید تھی جو رہائی پہ ناگوار
سایہ بھی ساتھ مرغ گرفتار لیگیا

یوسف نے بس نگاہ توجہ اوسی پہ کی
دل ہاتھ مین فقط جو خریدار لیگیا

پلکین گواہ ہین انہین دایوانونکے لیے
آنکھونسے چنکے دشت کے مین خار لیگیا

کیون لاکھ حقکی بندۂ زر نے عبادتین
ماتھا مگر علامت دینار لیگیا

ڈھونڈھین تڑپ تڑپ کے مریضِ جہان ہزار
جو درد تھا وہ آپ کا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ رے مزے
کس کسکے زخم مرہم زنگار لیگیا

دنیا کی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے
دم یون چڑھا کہ تن کو سر دار لیگیا

کاغذ بھر اور اوتر گیا چہرہ ضعیف کا
تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی صدا کراہنے کی قلبِ زار کے
جب منھ بغل مین آپ کا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سے پوچھیے
شانہ نکالکر مرے کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا جہان مین
آنکھونکو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ جسنی مری قلب کی چمک
ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر بار لیگیا

گوہر سی بڑہکی کون ہی محتاج دہر مین
جو آبرو سی شی سرِ بازار لیگیا

غزل ۱۹
ماہر کہہ اوس سی پونچہہ لے چشمِ سیہ کا حال
کاجل نگہہ سی ہاتہہ پہ جو پار لے گیا
شعر ۳۷

رونقِ تن سی شباب اپنا وفا کیا کرتا
تہم کے سایہ کے لیے مرغِ ہوا کیا کرتا

دل نہ دکہتا تو غریبون سے وفا کیا کرتا
چوٹ پڑتی نہ جگر پر تو دوا کیا کرتا

با وفائی مین جفاؤن کا گلہ کیا کرتا
اچھی دل کو مین حسینون سی برا کیا کرتا

مین غریزون سے بھلا ترکِ وفا کیا کرتا
خون مین خون ملا تھا تو جدا کیا کرتا

ہوشمین آکے خود اپنے کو فدا کیا کرتا
ہون حبابِ لبِ جو چشم کو وا کیا کرتا

تھی یہ صورت تو اثر کا مین گلہ کیا کرتا
ہاتہہ مطلب سے اوٹھاتا تو دعا کیا کرتا

نام مین وصفِ صفا نی سی بھلا کیا کرتا
اور کے خون سی مین نشو و نما کیا کرتا

عکس آئینہ ہو نمین اونسی گلا کیا کرتا
لب ہلاتا بھی تو مطلب کو ادا کیا کرتا

چاند سی شکل کا ہی عکس مری سینہ مین
اور اب آئینہ دل کی جلا کیا کرتا

کروٹین لیکی شب ہجر یہ مین کہتا ہون
دل جو ہوتا تو محبت کا مزا کیا کرتا

راہ چلتون پہ پڑا مین صفت نقش قدم
اب سلوک اور محبت کا مزا کیا کرتا

استخوان کھائی نہ اس وجہ سی مجھ وحشی کے
جائی پر خار نکلتی تو ہما کیا کرتا

آپ بیٹھا ہوا زخمون پہ چھڑکتا ہون نمک
اور اب مجھسی محبت کا مزا کیا کرتا

اونگلیان بند کھلی جاتی ہین دیکھو تڑپن
دل کو مٹھی مین نہ دیتا تو بھلا کیا کرتا

دیدیا ہی انھین مٹھی مین مسلنی کے لیئے
اور اب دل کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

راہ مین کون مری ساتھ اوٹھاتا زنجیر
ساتھ سی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

اسپہ تو آنکھونکو کھولے رہا ایک ایک حباب
سر مین بھرتی جو نہ دنیا کی ہوا کیا کرتا

دیکھتا آئینہ سان لیکی نکیون دل مین تجھے
نے تیری سیر طلسمات فنا کیا کرتا

سود ہین درد کی لذت نے دیئے اکدل کو
اور اب زخم کے کھانے کا مزا کیا کرتا

اچھی خاصونکی تو آواز پہ یہ نالے ہین
میری نالون کو جو سُنتا تو دعا کیا کرتا

عکس آئینہ ہو نہین ہو تو انہین کو ہو گلہ
اونسی مین شکوہ انداز و ادا کیا کرتا

سایہ مرغِ ہوا تک کے تو تڑپا چھوڑا
اور اب دل کے تعلق کا مزا کیا کرتا

ڈھونڈھتی پھرتے تھے خانہ اصلی اپنا
نہ اشارے سے بتاتا تو عصا کیا کرتا

سو جگہ لیتی ہوئی دم جل آئی مجھتک
اتنی دور یمین ملاقات قضا کیا کرتا

روکی ہین بوجھہ ضعیفی کا نگاہین میری
لیکی مین ضعف کے عالم مین عصا کیا کرتا

لاکہہ کچھہ تہا پہ نہ مٹھی سی نکلنے پایا
شوخی کرتا بہی تو وہان رنگِ حنا کیا کرتا

اونکی پرچہائین کی صورت سی نظر آتی ہی
جسم سی اپنی مین سائیکو جدا کیا کرتا

مین تو خیر آئینہ کا عکس جم ہوتا گویا
آپسی آپکی باتون کا مزا کیا کرتا

دل نکلجانی پر آتا تو نکل ہی جاتا
مجمع غمزہ و انداز و ادا کیا کرتا

شمع کشتہ کی طرح جھکی نہ جلتا کیونکر
جو فنا کر کے ملی مین وہ بقا کیا کرتا

کسی واماندہ بیکس کی صدا آتی تھی
کان پر ہاتھہ نر کھتا تو درا کیا کرتا

جان اجل لیگئی اور ہاتھہ نہ پکڑا مین نی
اور اب دم کی نکلنی کا مزا کیا کرتا

چل بسی شام کا سب تاج پہنانیوالے
سر برہنہ جو نہوتا تو عصا کیا کرتا

پیچھی آنے پہ ضعیفون کے تو یہ نالی ہین
بیٹھ جاتے کہین تھک کر تو درا کیا کرتا

دل تو خیر آبھی گیا چھوٹی سی مٹھی مین دہان
اب کلیجے کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

دست و پا تاکو تو پھیلا ہی دین کی لئی
اور اب جان کی دنیی کا مزا کیا کرتا

غزل ۲۰

ہاتھہ کس پر دمین بند ہوا دیکھی ونکے ماہر
شوخیان اس سی سوا رنگ حنا کیا کرتا

شعر ۵۰

نہین ہے آج سی ای سوز غم گلہ دل کا
کہ آنکھہ کھولکی دیکھا ہی آبلہ دل کا

کہو شباب سی وی کی نہ ولولہ دل کا
نکلنی دی جو نکلتا ہی حوصلہ دل کا

بتا ہی لاکھہ حسینون پہ حوصلہ دل کا
کہان کہان نہ لٹا ایک قافلہ دل کا

سما سکا جو نہ خود اونمین ولولہ دل کا
سمٹ کی سینے سی نکلا ہی حوصلہ دل کا

شریکِ درد ہی کیونکر کرون گلہ دل کا
ہنسا جو مجھپہ تو رویا ہی آبلہ دل کا

بلا سبب نہین کچھ تنگ حوصلہ دل کا
تپک رہا ہی کہین کوئی آبلہ دل کا

چلا ہی آج سوی چشم حوصلہ دل کا
کھڑی ہین راہزن آتا ہی قافلہ دل کا

خوشی یہی ہی تو اچھا سنو گلہ دل کا
کسیطرحسی سہی ہو تو فیصلہ دل کا

جلا رہا ہی جگر کو جو حوصلہ دل کا
لئی ہی آب کا چلو ہر آبلہ دل کا

ہی رُخ کے آئنہ کا سبز حوصلہ دل کا
گرا ہی پیاس مین پانی پہ قافلہ دل کا

وہ دیکھلین تو نہ دل ہو ولولہ دل کا
لڑی نگاہ تو ہو جائی فیصلہ دل کا

کہی دلکی تو کیونکر ہو گلہ دل کا
کبھی تو منھ سے بھی پھوٹے کچھ آبلہ دل کا

یہ قولِ تجربہ کارانِ درد فرقت ہی
نہ آنکھ ہو نہ نظر آئے آبلہ دل کا

کلید سی جو تپک کے بھی کھل نہین سکتا
وہ قفل دل مین لگائی ہے آبلہ دل کا

بلند دیکھی کی سینہ نہ اتنا ہک دک ہو
اسیطرح سر اوٹھاتا ہی حوصلہ دل کا

بخیر ہو سفرِ طفلی و جوانی و شیب
وسط کی چھوڑ دی منزل جو قافلہ دل کا

یہ وقتِ نزع رگِ جان کی پھانس اور بھری ہے
اٹک اٹک کی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

جگر نے چین سا پایا ہی بند ہین آنکھین
ابھی جو پھوٹ بہا ہی کچھہ آبلہ دل کا

چھپائی مٹتی ہین زلفون کو وہ ڈوپٹی سی
سر اکو ڈونڈھتا آتا ہی قافلہ دل کا

کبھی جو خارِ رگِ جان سے چھیڑ دون اسکو
تمام عمر لہو روئی آبلہ دل کا

اجل کے وقت کا ہون منتظر جو فرقتین
دیکھا رہا ہی گھڑی مجکو آبلہ دل کا

نہ دیکھی جائیگی صورت بھی مجھسی ماتم کی
کلاہ سر سے اوتاری نہ آبلہ دل کا

مقامِ خوف جو ہین طفلی و جوانی و شیب
سہ منزلہ کیئی آتا ہے قافلہ دل کا

نہ نیچی پاؤن کے آجائے کچھہ سنبھل کے چلو
ملا ہی گیسوؤن سی جا کے سلسلہ دل کا

عجب نہین اس اشاری وہ سنی چلی آئین
تپک تپک کی بلاتا ہی آبلہ دل کا

خبر نہیں وہ نہیں وہاں کہ رہی ہیں کی بل
ہلا رہا ہوں یہاں سی جو سلسلہ دل کا

ستائے مجکو یہ فرقتین وصلمین وہ اونھین
مجھی جگر کا ہی شکوا وہنین گلہ دل کا

بجھا دی آگ وسی سی مری کلیجے کی
بھری ہی آپکی چھاگل جو آبلہ دل کا

نہ آئے دشت کیوں سائین سائین کی آواز
نکلگیا تھا کبھی ہو کی قافلہ دل کا

خطا مجھی سی ہوئی جو کچھہ کہون مجرم
چلو سدا ر و مبارک تمہین گلہ دل کا

جو تم کھلا ہوا منہہ دیکھتی ہو مرنے پر
نکلگیا ہی اسی سی حوصلہ دل کا

اچانک آکے گری ہین جو رہزنان ادا
تتر بتر ہوا جاتا ہی قافلہ دل کا

وہ اک ادا سی جو آ بیٹھے ہین مرے دلمین
دھری ہی پیار سی منہہ لپہ آبلہ دل کا

اوسی سی آئی قیامت اوسی سی حشر ہوا
ہماری دل سی جو نکلا تھا حوصلہ دل کا

پھر اسمت جو ہین رہزنان حسن تو ہون
دبا کے راہ نکلجائے قافلہ دل کا

کھڑی ہین لوٹنی جو منہہ وہ دیکھتی رہجائین
جو دب دبا کے نکلجائے قافلہ دل کا

بہت ہی خوب رہی گیسوؤنکی پرد مین
جو را تارات نکلجائی قافلہ دل ہ

سرائی زلف کی حجری بھری ہوئی ہین تمام
اوتر رہا ہی برابر جو قافلہ دل کا

صدا یہ دیتی ہی بو ملگجے ڈوپٹے کی
لٹا ہی گرد کے پرمین قافلہ دل کا

چلا نہ زور کسی سی کبھی غریبون کا
دبائی راہ کو کیونکر نہ قافلہ دل کا

کہو یہ اونسی کہ اب ڈہونڈھنی ہی کیا حاصل
نکلگیا کسی جانب کو قافلہ دل کا

یہ بعد مرگ کیا کسنی بند مُنہہ کو مرے
نکل رہا تہا ابہی دل سی حوصلہ دل کا

وہ ہاتہہ کان پہ کہتی ہین مین ہٹاتا ہون
کبہی وصال مین ہوتا ہی یون گلہ دل کا

وہ اپنی سینی کے کچہہ حسن کو جوڑ کے ہین
کہنچا ہوا ہی شکنجی مین حوصلہ دل کا

مسل کے پھینکدین وہ اپنی ہاتہہ سی کبہی
تمام قصہ ہون ہوجائی فیصلہ دل کا

گواہ اسپہ جباب وان دریا ہین
کہ دم مرا لیی جاتا ہی آبلہ دل کا

یہ کمسنی یہ دم نزع یہ چلے آنا
ہٹو ہٹو کہ نکلتا ہی حوصلہ دل کا

یہ کس طریق لیٹی ہو رکھکے گل تکیہ
اوٹھاؤ گال کہ دبتا ہے آبلہ دل کا

ہماری نزع کی اولجھن سے تم نہ گھبراؤ
اسیطرحسی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

غزل ۲۱

کلیجے دیکھنی والونکی پھٹتی ہین ماہر
جو منہہ کو ڈھانپکے روتا ہی آبلہ دل کا

شعر

شمع کیطرح بشر فکر مین بیدم ہوگا
اور بہی جسم گہلی گا سر اگر خم ہوگا

دل بہی اک زخم ہی خوش ہوگا تو پیہم ہوگا
جسقدر اسکو ہنساؤ لہو کم ہوگا

چرخ کسطرح کری خوش کہ وہ غیا غم ہوگا
رنگ نکلیگا جو میرا تو لہو کم ہوگا

ہجر کی شبکی درازی سی نکچہہ غم ہوگا
رنگ اوڑنے سی مری صبح کا عالم ہوگا

صفتِ شیشہ می نظم مین عالم ہوگا
لعل وگلونگا سرِ فکر اگر خم ہوگا

بی سبب کے نہ یہ دہر کن نہ عبث غم ہوگا
دل مین ارمان کے مرجانیکا ماتم ہوگا

دیکہینگی اولٹی ہوئی آنکہین جہک کے اوپر
نشہ فصل جوانی مین وہ عالم ہوگا

غزل ۲۲	تیز رکھ اپنی زبان تیغ کی صورت ماہر تجھہ مین دم ہوگا تو دشمن ترا بیدم ہوگا	شعر ۱۷

ہمنی تو جان نذر دی دل کو فدا کیا
اب تم بتاؤ چاہنی والون سی کیا کیا

الفت مین سعی مرگ نہ گر کے بُرا کیا
مرنیمین ہات پاؤن نہ ماری تو کیا کیا

نہ لاش ہی اوٹھائی نہ دم کو فنا کیا
ای درد تو نی اوٹھکی کلیجی مین کیا کیا

خاکی بدن نی روحکو بس یون فنا کیا
جسطرح آب جام گلی مین گھٹا کیا

مضطر وہ تہا کہ ایک مرے خوف دفن سی
برسون زمین کا بہی کلیجہ ہلا کیا

افسوس زلزلہ کہا اوسکو جہان نی
پردیمین خاک کی جو مرا دل ہلا کیا

رشتہ سی کہہ رہا ہی یہ کافور شمع بزم
ٹہنڈا کلیجہ جسنی جلایا جلا کیا

سمجہانا بیخودان محبت کو ہی عبث
خود آپ کہہ رہی ہین کہ یہ ہمنی کیا کیا

ہین گر مطیع عشق ہوا تو عجب ہی کیا
خود دلو آب چاہ کا پانی بھرا کیا

دی مین نی جان آنکھونپہ تو کیا کیا قصور
او سکو نہ کچھ کہا کہ جو سر سہ پسا کیا

آوارگان دشت محبت خیر شا نصیب
گر تھک گئی کبھی تو مقدر پھرا کیا

اتنا ہوا وہ آکے مری گھر جو پھر گئے
پتلی سا کوئی آنکھہ مین برجون پھرا کیا

کہتا ہون کروٹون مین شب ہجر کی یہ مین
دنتک تو دل تہارا تکو پہلوسی کیا کیا

افسوس شمل عود بھی پھوٹی نہ بو کبھی
اسطرح چپکی چپکی کلیجہ جلا کیا

پر دیمین پر کے توڑ دیی میری استخوان
وعدہ تو کچھہ کیا تہا یہ صیاد کیا کیا

بگڑو جو دل ہی تم تو خوشامدین کیون کرون
وہ ہی منائی ہی تمہین جسنی خفا کیا

غزل ۲۳ شعر ۶

ماہر یہ کس ادا سی وہ شانہ ہلا گئی
یون دل ہلا کہ قبر مین لاشہ ہلا کیا

شب فرقت جو تڑپا کیا ہوا آکہکشان میرا
شکنجہ مین کہنچا خود چرخ لیکر استخوان میرا

تماشا ہی کہ وہان پری مقدر ہیان جوان میرا
مٹا جاتا ہے گردون اور نہین مٹتا نشان میرا

برنگِ بُو ہین ہمراہی لقب ہی ناتوان میرا
صدائی نی نگ غنچہ پر رواں ہے کاروان میرا

یہ ادنی سا ہی حال خوفِ راہ جانستان میرا
پریدہ رنگ پیچھی ہین تو آگے کاروان میرا

لقب ہے سخت جان کیونکر ہو کوئی رازدان میرا
شرر ہے سنگ از خود تو کھلی سوزِ نہان میرا

سبکر دو حومد آیا ہی وقتِ امتحان میرا
اودہر ہی قافلہ بوکا ادہر ہے کاروان میرا

لقب ہی عندلیبِ زار اتنا ہی نشان میرا
شکستِ رنگ کو کہتی ہین گل شورِ فغان میرا

سمجھ لے یہ تو ہوای قبر دشمن آسمان میرا
زمین برباد ہوتی ہی تو مٹتا ہی نشان میرا

ہوا و برق ادہر دشمن او دہر آسمان میرا
سہارا اب تنکی کا بہی کہی آشیان میرا

جوانانِ چمن مین جب کوئی تہا قدردان میرا
مثالِ حرزِ بازو پر بندہا تہا آشیان میرا

سفر والونکی یارب خیر ہو بیجا گمان میرا
اوڑینگی رنگ چہرون سے لٹی گا کاروان میرا

سفر مین بنکی بو کہتا ہی قلبِ ناتوان میرا
ہوا ہی کوئی شی تہی جنسی لوٹا کاروان میرا

سمجھلو یہ تو کہنیکو ہاتہہ اہلِ کاروان میرا
تمہین نے نام رکھا تہا ضعیف و ناتوان میرا

تری رحمت رسی ہو جاتا مقدر گر جوان میرا
زمین مٹتی فلک مٹتا نہ مٹتا تو نشان میرا

نظر گلچین کی کیون پڑتی اوڑجر اکیون مکان میرا
چھپا لیتی جو برگ نخل ملکر آشیان میرا

وہین سب ہمزبان ہین ہو رہے کچھہ بیان میرا
چمن مین جسطرف اوڑجر اپڑا ہی آشیان میرا

مثال دانہ مین ہون آسیا سان ہے مکان میرا
نہ پوچھو اہل حال زمین و آسمان میرا

طلسم عشق ہی مانی کہ روی ناتوان میرا
اوڑائی رنگ تو تصویر پر بیجا نشان میرا

وہ بلبل ہون اوڑجر ٹنیکی خبر پائی جو گلشن مین
چھپایا ہم صفیرون نے پر و بسی آشیان میرا

مثال یک ساعت قسمت میری بہی تماشا ہی
زمین پر گر رہا ہون گو فلک پر ہی مکان میرا

عنایات فلک کا گر کبہی اظہار مین چاہون
بجا ہی خس گرا ہی برق بر سون آشیان میرا

مری ہی کون لیگا اشک خون دوست ہونی دین
محبت مین لٹی گا میری پا تہون کا روان میرا

مٹہرتی آئینگی رستہ کے چلنی کو وہ کیا جانین
کوی کہدی کی لاشہ بہی ہو تم تہم کر روان میرا

مثال یک ساعت اب جہپکی خاکساری کیا
زمین پر تہا قدم جب آسمان پر تہا مکان میرا

لحد سی خاطرِ نازک مکدر اونکی ہوتی ہے
کوئی اتنا نہین جو مٹی دیتا نشان میرا

کہا مین نے چلو جہر ملا گیا جلنے جلانیکا
عوض خس کے بنا جب بجلیونسی آشیان میرا

فلک پر کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون قیتن
زمین پر مین طپان تہا چرخ پر کیسا نشان میرا

ہوا پر باغ ہو گا بوی گل ترائیگی ایسی
اوڑایا بلبلون نی گر کبہی رنگ بیان میرا

گذر جاتا نہ دم کے ساتھہ کیونکر بحر ہستی سی
لگا تہا کشتی عمر روان پر بادبان میرا

حباب آسا فلک کے دور مین مٹکر کہتا ہون
کسیکا ذکر کیا ملتا نہین مجکو نشان میرا

ادب آموز شمع بزم ہو کیونکر نہ اب گلگیر
زبان مین بڑہ چلا تہا مجہسی کوئی ہمزبان میرا

کوئی پوچہی خبر اس تفرقہ کی تکو بہی کچہہ ہی
کہان دل مر رہا ہے دم نکلتا ہی کہان میرا

حباب بحر ہون پوچہو نہ مجہسی حال قسمت کا
یہ گردش ہی میری سا تہہ پہر تا ہے مکان میرا

ہوا پر دیکہکر تنکی قفس مین مین کہتا ہون
کہ ہر ہو باغ و الو لٹ رہا ہے آشیان میرا

ہدف ہون جب زمانیکا تو کیا خون معدودن سے
کریگا تیر باران بہی مجہی اوم نشان میرا

مثالِ ریگِ ساعت دم بدم کسطرح ہی گردون
زمین تہا نام جسکا اب وہی ہی آسمان میرا

بنا ای ناتوانی کر دیا تصویر ہی بالکل
اوڑہی رنگ چہرے ہی تو مجہے نشان میرا

جہان سب گرد شین ہین اے فلک یہ ہی ہی کہا مجکو
حباب بحر کیصورت گری مجہپر مکان میرا

نشان دیہین شگافِ کلک کا حسادِ حرفون مین
کلیجے چاک کرتا ہی یہین طرزِ بیان میرا

قفس مین مین ہون وہان پہولون بہری شاخین گلستان مین
عوض میری لگاتی ہین گلی سی آشیان میرا

نگین کیطرح مجکو دوست کیون رکہتے ہر نامی
کہ تہیرے بہی دل مین نقش ہی نام و نشان میرا

قوی دنیا مین کوئی شی نہین ہی ناتوانی سے
پہرایا سر کو میری ملیون کہ پرتا ہی مکان میرا

کہین ایسا نہو مثلِ حبابِ بحر مٹ جاؤن
نہ چہیڑو ای حسینو دل بہت ہی ناتوان میرا

فلک نقشِ نگین تربتمین ہون یونتو کچہہ ہوگا
اوڑی طبقہ زمین کا تو مٹی شاید نشان میرا

ابہی کمسن ہو تمسے شکل وہ دیکہی نہ جائیگی
چلو سر کو کہ دم دیتا ہی قلبِ ناتوان میرا

محبت ابرو ونکی خوب ہی سیدہا بنائیگی
نکل جائیگا بل سارا دمِ زورِ کمان میرا

کیونکر بند کردی ضعف میری جا کی آنکھونکو
ڈر نیکی جا نکروہ زخم قلب خونچکان میرا

بجائی سحبی ضعف پر وسعت زمانیکی
کلیجے کی تڑپ بھی کچھ کریگی امتحان میرا

زمین ہی پیٹ اوٹھتی ہی تو کہتا ہون کہ سب کہین
اوٹھائیگا مری لاشہ کو خود درد نہان میرا

تقوش آب کیصورت برائی نام مٹنا ہی
مین دیکھونتو فلک کبتک مٹاتا ہی نشان میرا

اونہین ہی پوچھیی صدمہ سیرونکی جدائی کا
کلیجے سی لگائی بیٹھی ہین جو آشیان میرا

مٹی کا کیا کہ مثل خامہ حکاک ہی گردون
قدم کی نقش سی ہی کم ہی کیا نام ونشان میرا

علامت کچھ بتائی جب شب فرقت تو مین بولا
بجانی رہگیا کب مرکے قلب ناتوان میرا

شب فرقت کا جاگا تھا نہ دیکھا آئنہ اس سے
دکھاتین مجکو آنکھین زخم قلب خونچکان میرا

مثال یک ساعت کیون نہ اولٹی سانس لون یارب
زمین آخر اولٹکر بنگئی ہی آسمان میرا

تمہارا ناز پروردہ بھی مثل برمردہ ہی
جگر کی اب خبر لو دل تو تھا ہی نیمجان میرا

مثال کلک خوب ہون کسی کیون زبان کھولون
مرا ہی زخم دل بنجائیگا زخم زبان میرا

نکلکر دم شب فرقت نکیونکر تخلیہ کر دی
جگر سی کچھہ کہیگا حال قلب ناتوان میرا

تڑپنی مین زمین رہ رہ کے کیون اوڑتی ہی فرقتمین
یہین کیا دفن ہونگا دم نکلتا ہی جہان میرا

غزل ۲۴

کہونکیا ریگ ساعت جب ہون ماہر دور گردونمین
جو کچھہ ہی خوب ہی حال زمین و آسمان میرا

شعرا ۵۱

طلسم تہا کہ شعاعون مین آفتاب آیا
ہزار ہات پہ اک ساغر شراب آیا

کہو مغان سی مبارک خم شراب آیا
زمین یہ پاک ہوئی اب کہ آفتاب آیا

نہ شرم ای شب وصل اگر تو خواب آیا
غرض او نہین یو ہین نیند آئی یا حجاب آیا

یہ اتحاد تہا قاصد تو کیون عتاب آیا
کہا تہا دل نی جو میری وہی جواب آیا

نزاکتون کی مقابل مین آب آب آیا
غشی جب آئی او نہین ہوش مین گلاب آیا

مقابل رخ روشن جب آفتاب آیا
چراغ روز بنا اسقدر حجاب آیا

عجب یہ تہا کہ جو مستون مین انقلاب آیا
جدہر وہ آنکہہ پہری ساغر شراب آیا

شراب پیکے جو بیٹھی تو ذکر خواب آیا
ہماری بخت سی نشہ مین بھی حجاب آیا

ہمین تو اپنا سمجھتی ہوئی حجاب آیا
یہ روشناس کہانکا تھا جو شباب آیا

چھپی وہ آئینہ مین جاکے یہ حجاب آیا
نیا نیا جو وہان عالم شباب آیا

رگون سی سر مین مرے نشہ شراب آیا
طنابین کھنچگین گر دونپہ آفتاب آیا

اجل کہا اوسنا واقفان فرقت نی
جب ایک عمر گذرنے پہ مجکو خواب آیا

نہ مجھسی آپ بھی اسکی امید رکھیے گا
طلب بغیر تو موت آئی یا حجاب آیا

خدا نہ جوہر شمشیر سی نصیب کری
جگر کو جہان دیا وہ میسر آب آیا

مین ہی تو تھا سبب استراحت عالم
مری ہی نیند کی اوڑنیسی کو خواب آیا

ہماری آنسی تر ہوگئی پسینہ مین
جب آئی شرم تو تمکو نہ کچھہ حجاب آیا

بغیر رزق تو تھا ہی زمانہ ای گردون
لگایا قفل کہ پانی پہ ہر حباب آیا

زمانہ تیرہ و تاریک تھا جو زلفون سی
چراغ حسن لیی عالم شباب آیا

جب آئی شرم تو وہ تر ہوئی پسینی مین
پسینہ آیا تو پھر دوسرا حجاب آیا

وہ مست تھا مری آنکھی جوش یہہ کہا یا
اوتر کے طاق سے خود شیشۂ شراب آیا

خدا کی شان کہ شرم آئی عکس آئینہ سے
وہ اجنبی ہوی خود بھی حسب شباب آیا

نشان بخیلی رخ ہی نے لکھا کاغذ
نہ سمجھی کوئی کہ سادہ سا اک جواب آیا

بہر طریق ہوا عاشقون ہی کا مطلب
وہ سوئی چین ہی مجکو اگر نہ خواب آیا

اسی سی اونکی بھی پردیکی حد سمجھ لین سب
حجاب چشم مین آیا اگر حجاب آیا

مریض ہجر ہون شکوہ ہی گر تو اتنا ہی
عیادتونکو بھی میری کبھی نہ خواب آیا

دہکنے پاؤنکی تربت مین یہ کہا مجسے
خبر تجھی نہین یہان عالم شباب آیا

کسی سی بات کرین کیا وہ صورت تصویر
جو رخ پہ رنگ بھی آیا تو اک حجاب آیا

تمہاری طرح سی اوسکو ندیکھتا کوئے
حجاب چشم مین بیکار کو حجاب آیا

یہ کسکی نرگس جادو نی کر دیا ذیقدر
جگہ دی آنکھ نمین لوگون نے تو خواب آیا

یہی سمجھکے دکھاتی وہ چاندسی صورت
حجاب سی نہ کیا پردہ جب حجاب آیا

مثالِ ساحلِ دریا ہی بدنصیب رہو
لبون کو کاٹ دیا وہ میسّر آب آیا

پناہ حسن ہی ہی عکس آئنہ اونکے
بٹا جو غیر پہ وہ عالم شباب آیا

کوئی تو ایسا ہی اوسکو کمال حاصل ہی
کہ پنچی آنکھ ہوئی سبکی گر حجاب آیا

یہ اونکا روز کا ای قبر دوڑنا کیسا
سمجھہ چکا کہ وہان عالمِ شباب آیا

جہان مین تمسی زیادہ حسین یا ید ہے
پسینہ آگیا تمکو بھی جب حجاب آیا

جری کی زخم سی بڑھتی ہی اور رہی ہمت
گڑی جو دل مین سنان آگ پر کباب آیا

شرار کرنیلگی عاشقو نہ کچھہ چشمک
کمر کسے ہوے جب آگ پر کباب آیا

برنگِ سبزہ تو ضبطِ عطش ہوا شی شبنم
نہ تا بہ آب گیا مین مجھی تک آب آیا

وہ اور لوگ ہین غنچونکی جو چٹک مین سوے
ہمین تو سبزہ صفت زیر پا بھی خواب آیا

اگر گ بار ہو گردن تو شکر لازم ہے
جہان کے واسطے بن بنکی دانہ آب آیا

وہی اب آنکھین ہین جو نیند کو ترستی ہین
تہِ قدم کبھی مخمل کی طرح خواب آیا

کسیکے آنیکا احسان اب نہین مجھپر
لحد پہ جو مری آیا پئے ثواب آیا

بھرا ہوا تھا نجانے یہ کب کا ای گردون
برس پڑا مری تربت پہ جب سحاب آیا

بھرے تھے کوٹ کے موتی اوس آنکھ مین ایسے
کسی بہانے سے جب رو لیئے تو خواب آیا

عدم مین بھی یہی رونا ہے روز کا ماہر
کہ بھر بھرائی ہوئی آنکھ سے حباب آیا

بس یہی کام اونھون نے سحر و شام کیا
پھر کے آنکھون مین تہی قلب مین ارام کیا

دل کے گھر مین اونھون نے اگر آرام کیا
پھر کے آنکھون مین تماشائی سر بام کیا

جیسے آئی ہی جوانی یہی دیکھا ہمنے
جاگ کر رات کٹی صبحکو آرام کیا

اسکو کیا کہتی ہین یون جاگ کے کاٹین راتین
وصل کی شب جو ہوئی شام سی آرام کیا

عمر بھر ناز اوٹھانا تو کوئی شے نہوا
لاش دم بھر کو اوٹھائی تو بڑا کام کیا

غزل ۲۶	ولہ	شعر ۴
صلح منظور تھی تو حسن کو لڑنا ہی نتھا		عکس کو آئینہ کے بیچ مین پڑنا ہی نتھا
دی کہی محبی نکیون ملتی کہ لڑنا ہی نتھا		جسکو کہتی ہین بگڑنا وبگڑنا ہی نتھا
اونسی نظر ونمین ہوئی صلح تو مین سمجہا یہ		آنکہین لڑنا جسے کہتی ہین وہ لڑنا ہی نتھا

غزل ۲۷	کیا ہوا لطف ہوا کے جو اشارے سے جہکا سرو کو سامنے اوس قد کے اکڑنا ہی نتھا	شعر ۱
جلال حسن اونہین نشہ شراب ہوا	جو منہ تھا چاند سا آخر کو آفتاب ہوا	

غزل ۲۸	ولہ	شعر ۸۳
تم نہ تھی جتبکہ مزاج بزم بھی ناساز تھا		چنگ افتادہ جہان تھا اک پڑی آواز تھا
عکس آئینہ بہی واقف تھا گو دمساز تھا		خود سی بہی بیگانہ تہا جب دلمین میری ساز تھا
رقص مین رنگین صدا کو جب چمن ساز تھا		پنکہڑی کہلتی کلی کی شعبہ آواز تھا

حاضر ہی اپنی اپنی روز و شب کو ناز تھا
کیا اشارہ اونکی آنکھونکا زمانہ ساز تھا

عکس آئینہ کو بھی تو دعوی ناز تھا
تمہین دائین تو کسیکی اور کسیکو ناز تھا

ضعف جب ساری مرا ہنگام بزم ساز تھا
چنگ کا نالہ شکست رنگ کی آواز تھا

سوز دل سی جسم مین اعراض کا انداز تھا
جب سپند آتش پہ تھا آواز ہی آواز تھا

کہلتی کلیونکو تو اچھا اک ہنسی سی ساز تھا
بو ہوا پر کیون نہی کیا اونمین بھی رنگ ناز تھا

نے تمہارے کیا مزاج ساز بھی ساز تھا
چنگ کی نوبت یہ تھی اک بند سی آواز تھا

ضعف مین جب طائر تصویر سے کچھ ساز تھا
رنگ کا تھمنا بدن پر مانع پرواز تھا

کچھ وہی جانین کہ کسکا حسن جب ممتاز تھا
جام مین مے تھی اور اون آنکھونمین خواب ناز تھا

مثل شہنائی صدا ہونے پہ یا تو ناز تھا
یا وہی مین اونکی مُنھ سی صاحب آواز تھا

ایک رونے پر تمہارے مجکو یون روتے تھی لوگ
دوش صرصر پر خبر نہ صورت آواز تھا

بوی غنچہ نکیا تھا کیا مین ہنگام گناہ
لاکھ پردونمین بھی تھا پنہان تو پردہ باز تھا

ہمتِ مردانگیِ غم کے شکنجو نمین خموش
جنتری مین تا رجب کہتا تہا نے آواز تہا

تیرگیِ شامِ فرقت مین یہ گم تہی روشنی
دستِ نالہ مین چراغِ شعلۂ آواز تہا

لاغرونکی دم نکلنے سے بہلتی کیون نہ وہ
ہچکیان مضرابِ نالۂ تار کی آواز تہا

میری نالون کا تمہین دہوکا تہا زلفونکی قسم
سائین سائین رات کرتی تہی مین بے آواز تہا

وہ مری شرم گہتہی سرگون رہتی تہی جو
سب سے منہ جسنی چہپایا تہا وہ میرا راز تہا

سوزِ دل سی رنگ اوڑا تہا یہ مرا فرقت کی شب
منہ کا عالم تہا کہ اک مہتاب آتشباز تہا

سانس دی آخر فلک نے کہکشان کے نام سے
اسقدر عالم مری نالون سے پر آواز تہا

نازِ اوٹہائے لاش اوٹہانے کا سبب یہ تہا
نازِ اوٹہانی پر ہمین اپنی بہت کچھ ناز تہا

بڑہگئی خود بینیون سے اور بہی رخ کی صفا
خود وہ کیا تہا آئنہ جسکا جلا پرداز تہا

پہیل کر آیا پپوٹون سی گلِ رخسار پر
اسقدر کاجل اون آنکہونکا نظر انداز تہا

ہورہا تہا قتل کرنی کا مری جب مشورہ
منہ تہا ہر سو فارکا اور گوش تیر انداز تہا

ہجر مین سنتا کوئی کیونکر مری فریاد کو
دُور دل ہنگام نالہ سُرمہ آواز تھا

قتلِ ناحق کا ہوا آخر کو بدلا کچھہ نکچھہ
خونِ زنگِ تیغ تھا اور دستِ صیقل ساز تھا

پیش آنا راستی سے کسطرح گردُون دُون
جو حسین تھا مجھسے وہ مثلِ کلہ کجباز تھا

دیکے دل دانستہ کھو کر انسی کیون پونچھون مین
جان کر انجان بنی کا عجب انداز تھا

دستکاری مین تجھی اظہار کی حاجت نہین
آئنہ شمشیر سی خود حال صیقل ساز تھا

پھوٹتی کیونکر برنگِ بو نہ آخر بات بہی
غنچہ گل مین تہی نکہت میرے دلمین راز تھا

وہ تو وہ ہے بیخودی مجھہ تک نہ آئی کچھہ صدا
ٹوٹنا دل کا مری سطرح نے آواز تھا

اونگلیان کانونمین دیکر پڑرہتا کسطرح
بولتی رانونکا سناٹا مراد مساز تھا

تیر چل جاتی تہی اولٹی خونکی دھارونکی ساتھہ
سخت جانونکا نشانہ خود بہی تیر انداز تھا

شوق کی نظرون نے کام اپنا جو کرنا تھا کیا
بیخبر کیون اونسے اونکا خوابِ ناز تھا

اک اشارے مین قلم کر کے منگئے کیونکر حضور
آپکو اپنی کشش پر بہت کچھہ ناز تھا

ایک ادنی تہایہ زورِ ابر و باد و دُود و آہ
خود چراغِ زیرِ دامن شعلۂ آواز تہا

دیکہیۂ تو حسرت مین کیون لگی جاتی تہی پٹھہ
کون تربت پر مری محوِ خرامِ ناز تہا

وائی بیدردی نہ آیا اوسپہ بہی کچہہ مجہہ پہ رحم
قوس سے کتنا گریزان دستِ تیر انداز تہا

خدمتِ ظالم لگاتی ہی دہبا کچہہ پنجہہ
تیغ جب اوجلی تہی میلات صیقل ساز تہا

کیون نہو جاتا فنا طعنِ زبانِ شیخ ضعف مین
مجکو آوازہ شکستِ رنگ کا ناساز تہا

اتنی مدت تک تو رکہی تہی امانت اونکی بات
کچہہ نشان تہی اوسجگہہ دلمین جہان پر راز تہا

سایۂ طائر کیصورت حسرتِ نالہ رہی
کہل کے رہجاتا نہ کیونکر منہ کہ بی آواز تہا

رہگیا تہا کیا یونہی خالی پہڑک کر قید مین
تیلیونکی جا قفس مین ہر پر پرواز تہا

آئنہ لیکر مین اونکی ہاتھ سے نادم ہوئی
ایسی ہی کوئی ادا تی جسپہ اونکو ناز تہا

میرے آگے تیلیان توڑین نہ قیدی قفس
زورِ بازو پر کبہی مجکو بہی اپنی ناز تہا

کیونکر اب میرے نشانے مین خطا کرتے خدنگ
گوشمائلِ کمان مین دستِ تیر انداز تہا

کس سے پوچھون زہر تھا دونون کسکا تلخ تر
منھ مین افعی کے تھا چھالا میرے دلمین سانپ تھا

دلپہ جو گذری وہ رنگ رخ نی منھ پر کہدیا
وہ چھپاتا کسطرحسی درد جسکا راز تھا

دیکھتی تھی خود جوانی اولٹی آنکھون سی اوسی
فرق پر اونکی کلاہ کج کا وہ انداز تھا

یاد ابرو مین نہ ٹھہری مثل نالہ دو دست بھی
آنچ تھی تلوار کی یا شعلۂ آواز تھا

ذکر کیا اورونکا خود اپنی ادا پر گر پڑی
جھلکی دکھلا کر پلٹ جانیکا وہ انداز تھا

میری مرجانیکا دہوکا کیون نہوتا ہجر کو
شب سبھی سناٹی مین تھی اسطرح بی آواز تھا

بوجھہ اونکا خود اونہین کے سر پڑا انجام کار
وہ اوٹھائے لاش اپنی تھے شہ اوتھائے ناز تھا

طائر تصویر ہون کیونکر چھپاتا درد قید
رنگ کا اوڑنا دلیل حسرت پرواز تھا

بعد بربادی کہلا مجھپر کہ انسان تو نتھا
بوئی گل یا گرد رہ یا دود یا آواز تھا

آتی دیکھا تیر اور اپنی نہ جا سے ہل سکا
یون نظر گاڑی ہوے مجھپر قدر انداز تھا

مثل نقش پا ہوا آخر وہین پیوند خاک
لوگ اوٹھاتے کسطرح کیا مین تمہارا ناز تھا

پہلی اونا وک فگن تیری نظر ہی تھی ہرف
کچھہ خبر اپنی ہی تھی مجھپر جو تیر انداز تھا

زور بازو نے کیا تھا بوعنچہ جب مجھی
سو قفس تھی پر نہ اک بھی مانع پرواز تھا

پیچھے ہٹنے پر نہ ظالم کے گمان نیک کر
جو کشیدہ تھا وہی تو ہات تیر انداز تھا

ہات اپنی اینٹھی جاتی ہین ہین سے نزع مین
ہمکو اعضا کی رفاقت پر کیسا ناز تھا

جاؤ بیجا کچھہ نہ دیکھا اسطرح لپٹی ردا
تھا جوانی کا جو سونا قہر کا انداز تھا

بند ہوتے میکدہ کی راہ کیونکر واعظو
جب نظر کی در شان باب بہ باز تھا

اب جانین کس کی سازش سے گئی منت کی چیز
اک بناوٹ کی غشی تھی ایک خواب ناز تھا

آفرین دل کو کہو اسکی بھی تھی کوئی بساط
ایک عالم نے اوٹھایا جسکو یہ ناز تھا

سخت جانی ہو گئی میری عبث رسوائی خلق
دم بھلا کیونکر نکلتا روح پرور ناز تھا

حسن کی نیرنگیان دیکھین مگر سمجھی نہ یہ
شعبدہ تھا سحر تھا جادو تھا یا اعجاز تھا

حال شرتہ کا سر تسبیح سی آخر کھلا
کیون نہ آتا اک زبان پر سو دلونمین راز تھا

مورد انظار مردم ہو کے انجام سی
بعد ناوک تھا ہر ف پہلی نظر انداز تھا

چشم زخم جوہر شمشیر سی آخر ہوا
کتنا ہلکا خون کا تیرا شہید ناز تھا

اونکی چھیڑین کہہ چلی جاتی جو تہین سو تے مین بہی
چشم کی گردش سی گہوارہ مین خواب ناز تھا

اور تہین باتین جہان اک تہمت نالہ بہی تہی
بولتی تہی رات فرقت کی مین بے آواز تھا

کاندہا دیکر صد مری کہلی تو سب کہنے لگے
پاؤن پھیلا تا کیون آخر شہید ناز تھا

ای معاذ اللہ سبکی پر یہ سنگینی مری
ایک عالم سی نہ اوٹھا جو وہ میرا ناز تھا

کاندہا دینی کو تو چرچے ہو رہے تہی راہ مین
لاش اوٹھے سی اوٹھا جسکو جاتی تہی وہ کسکا ناز تھا

گم ہوئے تھی ہوش جب غیر و تمین تو کوئی نتھا
ایک مین تنہا دوسرا دل تیسرا خود راز تھا

ہی وہی گی شور دہان خلق سی اب دربدر
ناز پروردہ دل عشاق کا جو راز تھا

بھولنی والونکو رحمت کی ملی آخر سزا
آسمان ہر قطرہ باران سی تیر انداز تھا

زخم اپنی دل کی بہی تو دیکہا اوناوک فگن
مین بہی اپنی یاس کی نظرون سے تیر انداز تھا

ہر ادا تھی آفتِ جان اپنی بنی وقت مین
دنکو آنکھونکی اشاری شبکو خواب ناز تھا

دنیم باز آنکھونکا کہنا بھی مبارک ای ادا
دیکھتی تھی خود جسے کیسا وہ خواب ناز تھا

غزل ۲۹

ای معاذ اللہ ماہر تھا وہ عاصی دہر مین
رحمتِ باری کو جسکی مغفرت پر ناز تھا

شعر ۴۳

جب می تھی تو کچھ سخن بنتی تھی جلوہ گری کا
شیشہ تو اب اڑا ہوا حامی پری کا

کیون سبکو گمان نہ ہو مری اشکونکی تری کا
پانی ہی چرایا ہوا زخم جگری کا

یہ بھی ہی نشان حرخ کی بیدادگری کا
داغونمین جو ہی رنگ گل نیلوفری کا

کیون غم نہ سلادی مجھی پیرانہ سری کا
جو آہ ہی جھونکا ہے نسیم سحری کا

قائل ہونمین کیا برق تری جلوہ گری کا
کچھ یاد ہے ہنسنا مجھی زخم جگری کا

غل صبح قیامت کی ہی کیون جلوہ گری کا
کافور اوڑا ہے مرے زخم جگری کا

خود اونکو بھی دھوکا ہوا اشکونکی تری کا
کچھ دل جو بیجا مری درد جگری کا

نشہ مین اثر بھی نہین سوزِ جگری کا
سنتی تہی مزاج آگ بگولا ہی پری کا

خود رنگ ہی شاہد فلکِ نیلوفری کا
زنگار اوڑا ہی مری زخمِ جگری کا

بادہ جو پیا اونکی پسینی کی تری کا
ٹھہرا نہ کبھی پاؤن نسیمِ سحری کا

بوٹا سی کسی قد کا ہے کب اشک مین جلوہ
نگ دستِ مژہ مین ہی عقیقِ شجری کا

تڑقی ہی تو کسوقت مے سرخ کے شیشے
انگور بندہا جب مرے زخمِ جگری کا

اے برق کبھی مین بھی تو رؤن صفتِ ابر
مجکو بھی تو کچھ شغل ہی سوزِ جگری کا

پھولونکی رگون نے بھی دیا خون چمن مین
نشتر جو پڑا موجِ نسیمِ سحری کا

کشتی کیطرح ڈوب گیے چرخ پہ تارے
دریا یہ چڑھا صبح کو شبنم کی تری کا

پھولونکی بھی سر شاخ کی زانو پہ جھکی ہین
کچھ غل جو سنا ہے مرے بے بال و پری کا

اے وحشتِ دل کرکے مرنیکو نکر ہون ہوا پر
ہون خاک پہ عالم ہی وہی جامہ دری کا

اولٹین ہین صفین ہوش نہین ایک مین باقی
مے کا تھا یہ جلوہ کہ جھکڑا تھا پری کا

پھولونکا یہ ہی رنگ کہ خود منھ کو دیتی ہین
پیارا یہ طمانچہ ہے نسیم سحری کا

کیون خون لاب ہو نہ مے ناب نظر مین
ہر آبلہ انگور ہے زخم جگری کا

لالی وہی آخر کو ہوی حسن رخ گل
کیا قہر طمانچہ تھا نسیم سحری کا

کچھ یہ نہ کھلا میکدۂ دہر مین ہمکو
تہا قلب کہ شیشہ مے خون جگری کا

صحرائی قیامت جبھی کہتا ہی زمانہ
اک وہ بھی ہی دامن مرے زخم جگری کا

جانیسی شب وصل کے کیا دل ہی بجھا ہی
تارونپہ بھی عالم ہی چراغ سحری کا

گر آبلہ کوئی بہی کبھی پھوٹ بہا ہے
دل بیٹھ گیا ہے مری پیرانہ سری کا

ہر چیز نکیون حشر مین ہو آگ کے مول اب
بازار ہے وہ بھی مری سوز جگری کا

نکل سیر کا ہے گھر سی نکل آئی ہین معشوق
جاتا ہے جنازہ مرا یا تخت پری کا

یون لخت جگر رونمین کا ہیکو ہون ضایع
دل کوئی جو رکھ لے مری پیرانہ سری

پہرتے ہو تو پتلی پہ قدم مثل مژہ ہون
ارمان ہے آنکھو کو بہی در د جگری کا

ہلتا ہے نہ سر ہنس پہ ہی جاتی ہین انکھین ڈھلتا ہے یہ منکا مری پیرانہ سری کا

سبزہ کو جگہ سینہ پہ کیونکر نہ زمین دے اوترا ہوا پہا ہے یہ زخم جگری کا

پتی کوئی ہلتی ہی جنبان ہے کوئی شاخ کچھ طرفہ اثر ہے مرے بال و پری کا

آبیٹھتے ہین دلمین مرے ناز سے جب وہ آنکھونمین مزا آتا ہی درد جگری کا

ساقی سہی شیشون مے ہشیار ہوا پنی انگور پھٹے گا مرے زخم جگری کا

کیون سر کی سفیدی کی کڑی ہو نہ ترپہائے دن ڈہل نہین چکتا مری پیرانہ سری کا

سنا ٹو نمین کہتی ہین شب ہجر کے عاشق جاتا ہی ہوا ونمین کہین تخت پری کا

سر کی ہی رداجنکی کوئی اونسی یہ کہدے سونا ہی جوانی کا اور اسن بخیری کا

برگ گل تر ٹوٹ کے گرتے ہین زمین پر اللہ اثر یہ مرے بال و پری کا

دل گل کیطرح چاک ہوسبز کا چڑہے رنگ کانٹا نہ چبھی موج نسیم سحری کا

ملجائیگی یہ صبح بھی محشر کی سحر سے دن طول کریگا مری پیرانہ سری کا

کیون سینک ندین آبلی ہر بار تپک کے
صُرہ نہ کوئی تا مری دردِ جگری کا

کافور کی بُو کو تو ہوا آکے سنبھالی
ہات ایک نہ پکڑے مری پیرانہ سری کا

غزل ۳۰

یہ رنگِ شکستہ سی صدا آتی ہی ماہر
ٹوٹا ہوا دل ہی مری پیرانہ سری کا

شعر ۸۱

ردیف با

بی کرن کیا میرِ جانِ حسن چراغِ آفتاب
کو پلین پھوٹین تو دیکھو سیرِ باغِ آفتاب

ای فلک مستو نسے کر حفظِ چراغِ آفتاب
بال ہی انکی نظر بہرِ ایاغِ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ رنگِ حسنِ باغِ آفتاب
ہین شعاعین موجِ صہبائی ایاغِ آفتاب

ای زہی صانع زہی صنعِ چراغِ آفتاب
دست کاری سی کرنکی گل ہی باغِ آفتاب

کسکی نظرین تھین خطِ نورِ چراغِ آفتاب
بال پڑ نیسی رسا آخر ایاغِ آفتاب

صبح دولت ہی تھو دیکھو ایاغِ آفتاب
پھول کو پھوٹی کرن کرتی ہی باغِ آفتاب

یہ سمجھہ تکرمی کرن سے جب ہو داغ آفتاب
خانہ زادون ہی نے لوٹا خانہ باغ آفتاب

مست کیون ہون اب نے جو پائی سراغ آفتاب
دہو پہیلی ہے کہ چہلکا ہے ایاغ آفتاب

اب کسی سے کیا ملے گردون داغ آفتاب
ہین شعاعین اونکی مژگان چشم ایاغ آفتاب

میکشو بے غل ہو کیا شکل ایاغ آفتاب
جام جب ہوگا کہ خالی ہو دماغ آفتاب

کیون نہ شب جاگر ہو ہنگام چراغ آفتاب
دو در چشم مست ہے دور ایاغ آفتاب

چشم میگون مین ہے وہان عکس چراغ آفتاب
اب کسی سے کیا ملائے آنکھہ ایاغ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ دریا صبحدم اے آسمان
نیچی نظرین بہی تو دیکھین سیر باغ آفتاب

یہ سمجھکر ہو شعاع صبح پر نازان فلک
ہین فتیلے لاکھہ اور اک ہے چراغ آفتاب

دل ہے آئینہ تو ہو یو ہین شریک حال غیر
جسطرح ہے سینہ دریا مین داغ آفتاب

شوق کی نظر و نسے مستونکی بچا اسکو فلک
آنکھون آنکھو نمین نہ پیجائین ایاغ آفتاب

یاد آیا جب شفق کی سیر مین دریا و نہین
بنگئے خط شعاعی نہر باغ آفتاب

خسرو اقلیم می ہون ہے یہ اونی سا وقار
سر پہ رہتا ہے مرے تاج ایاغِ آفتاب

ساقیا بی نشہ ہے تاریک نظر مین جہان
کاسۂ سیمین جلا دے اب چراغِ آفتاب

میکشون تک چشمۂ خورشید آئے تو ہین تا رشعاع
سلسلہ پاکر نہ بیجائین ایاغِ آفتاب

کیون نہ چھپ جائے نگاہِ خلق سے میکشو
شبکو میخانہ مین جلتا ہی چراغِ آفتاب

تیرہ شب ہوتی حقیقت مین نہ گر ایام دہر
آسمان پر دنکو جلتا کیون چراغِ آفتاب

منھ اونکی نگہہ پر کیون نہو سیرِ شفق
کچھہ کرن ہی لوٹتی ہی حسن باغِ آفتاب

گود کے پالون سے رکھہ دینا مین امید شکست
ہی خطوطِ نور سے پر مُوا ایاغِ آفتاب

کیون فلک اسپر ہوا ب اندہیر عالم مین نہین
شبکو چھپ جائے جلے دنکو چراغِ آفتاب

کس نگہہ سی شرم وہ صبح شفق گون تک گئی
بنگیا اک گل سمٹکر حسنِ باغِ آفتاب

اک تمہین پایا جہان بھر مین جسین اس عہد مین
جب ہوا جو یا فلک لیکر چراغِ آفتاب

کیون نجار دل نکالی اے شبِ فرقت نہ چرخ
کھو گیا ہمصورت دینار داغِ آفتاب

صاحبانِ غم یونہین دیتی ہین غیرونکو بھی غم
جسطرح آئینہ مین ہو عکس داغِ آفتاب

انکی خیل چرخ لینی آئی ہی فرقت کی شام
دفن کر دی صورتِ دینار داغ آفتاب

ہی غرض اتنی شرابِ آتشین سی ساقیا
وہ چڑھی نشہ کہ جو سینکے دماغ آفتاب

فیض پاکر سرکشی اوستاد سے اپنے نہ کر
نور بخش مہ ہی گل ہو کر چراغِ آفتاب

میری داغِ آتشین سی گر نہو تا خوفناک
تھر تھراتا اسقدر کیون چراغِ آفتاب

عزم رسوائی سی میری آسمان رسوا ہوا
اک لگا دہبا شفق کا ایک داغ آفتاب

ہو صفائی دل تو غیرون سے بھی حاصل ہو فروغ
ہی چراغِ مسکن دریا چراغ آفتاب

آجتک سرعت چلی آتی ہی نبضِ برق مین
ابر نے اکدن چھپایا تھا جو داغ آفتاب

غمکدہ ہوتا نہ گر عالم تو ای گردون دون
کوئی تو کہتا کہ ہنستا ہی چراغ آفتاب

طبعِ نورانی مین جو یا عیبِ ظلمت کا نہو
تیرگی کیسی تہہ پائی چراغِ آفتاب

اتنی جلدی مست آئے میکدہ مین صبحدم
تھا ابھی ستہ ہی مین عکسِ ایاغ آفتاب

نازکی اونکی جو ہوتی تجھین اے تارِ شعاع
چھوٹ پڑتا ہاتھ سی سو بار ایاغِ آفتاب

حسن اونکا گر لگا دیتا نہ دھبا اے فلک
جا کے شبنم باغ سی دھوتی نہ داغ آفتاب

گر بہارِ دہر کی کچھ اصل ہوتی اے فلک
گلفشاں ہو تا کسیدن تو چراغ آفتاب

جب زرِ انجم بخیلِ چرخ کو اتنے ملین
شب کو خوردہ کیون نہو دینار داغ آفتاب

شامِ فرقت کا اثر ہی ای فلک کیسا غروب
تیرگی ملنی نہین دیتی سراغ آفتاب

ہو نمین رندِ آسمان پو نخچونہ گرمیِ مزاج
میری ہونٹونکا ہی تبخالا ایاغ آفتاب

نام جسکا وہ کری روشن بہائی اوسکو کون
روز دریامین بھی جلتا ہی چراغ آفتاب

میری عالی ہمتی سی ای فلک کیا ہے بعید
نشہ گر چڑھکر کری سیرِ دماغ آفتاب

کی نہ شرکت سوزِ دل مین ایک نے غیر از شعاع
رشتہ دارون ہی کو تھا کچھ سوزِ داغ آفتاب

دل جلونکی کب نظر پڑتی ہی حسنِ باغ پر
دل مین لالہ کے کھبا ہی رنگِ داغ آفتاب

جسمین جو دھبا لگا دیکھا نہ پھر چھٹتی ہوئی
آسمان دھویا کری دریامین داغ آفتاب

ساقیون کا اب گلہ کس کی وں اے شام ہجر
کر گیا جب چشم پوشی خود ایاغِ آفتاب

سوزِ دل کیون نہ گذرین زندگی کی دن مرے
کھولکر آنکھین جو دیکھا تو ایاغِ آفتاب

مست کیون جامہ سی باہر ہون نہ اے تارِ شعاع
موجِ مے خود بی ہی بیرون ایاغِ آفتاب

شب کو زیرِ خاک جانا تھا تو یہ ہوتا فلک
اک اندھیری قبر مین جلتا چراغ آفتاب

آنکھ اوٹھاکر بھی نہ دیکھا اک حسین نے افسوس
کیا بنا تھا خاک سی میری ایاغ آفتاب

حیف ہے انسان ہو کر عیب تو لوگون کی کھول
اوڑھے دامن مین چھپا خاکِ دماغ آفتاب

ہو رہی ہے شب تہی قسمت شرابِ بادہ کش
گر ملا بھی مجھ سے تو خالی ایاغ آفتاب

کیون جلون گرمی سی مے کی مین نہ مثلِ روزِ حشر
مین نہون ہو لب تا لبِ دنیا ایاغ آفتاب

ہین شعاعین یا لگا ہو نمین پی جاتی ہی صبح
دستِ نازک پر یہ کس کی ہی ایاغِ آفتاب

یہ سمجھکر بزم مین ساغر کو آنے دیجیے
بوسہ لینے لب کا آیا ہی ایاغ آفتاب

گو ضعیفی سی ہوئی ڈھلتا دن مگر اے آسمان
دل بجھی میرا تو بجھ جائی چراغ آفتاب

دفن زیرِ خاک ہوتی ہی کہلی گیسوی شب
کسکے ہاتھونکا یہ کشتہ تہا چراغِ آفتاب

بیٹھی ہین زیرِ فلک پچہلی مستی اس شوخ مین
صبح ہوئے پھوٹے شفق جہلکی ایاغِ آفتاب

آفرین مستونکی دم بھر نیکوای تا رشعاع
کچہہ تو کھینچ آئی ہی صہبائی ایاغِ آفتاب

کیا کہون اوجِ کدورت کو مین ای بادہ کشو
گردِ غم بیٹھی تو ہو دُردِ ایاغِ آفتاب

روز و شبکی گردشونکو کیون ندون آنکھون مین جا
دورِ چشمِ مست ہے دورِ ایاغِ آفتاب

دیدی اپنی دستِ نازک سی مجہی کو ای شعاع
گر نہین ہاتہون سے تہم سکتا ایاغِ آفتاب

ای فلک دفنِ شبِ فرقت کا دیکہا کچہہ اثر
زنگ آلودہ ہوا دینا رداغِ آفتاب

دیدنی پھر روز و شب ہوتی مرادتیی سراب
ساتہہ آنکھونکی اگر پھرتا ایاغِ آفتاب

میکشی کیسی فلک اوس چشمِ میگونکی قسم
آنکہہ بھر کر بھی جو دیکہا ہو ایاغِ آفتاب

دردِ انجم تک نچہوڑا جذبِ مینا نے مرے
خاکِ میکش سی بنا تہا کیا ایاغِ آفتاب

چار آنکہین کبی ہین میکش تو ہی لطفِ سحر
چار گوشہ ہین جہانکی چار باغِ آفتاب

کچھ صدائی رعد کا مطلب بھی سمجھو میکشو
کان بہرا ہی فلک وقتِ ایاغِ آفتاب

کیون صدائے رعد سی دل پر پڑے مستون کے چوٹ
کیا بجا کر برق نی دیکھا ایاغِ آفتاب

کیون شعاعون کو نہ راہِ دل کہون اے میکشو
یہان ملین ملکین وہان جھلکا ایاغِ آفتاب

دیکھہ انگشتِ شعاعی چرخ اشاری کو سمجھہ
ہون مین مستون مین ذیحقِ ایاغِ آفتاب

ای شفق مجکو تری ہی خونِ ناحق کی قسم
دل بجھا ہون مین نہین کیونگا چراغِ آفتاب

دین ساغر کان اس سُنی کی بھی مشتاق ہین
آنکھین بھی پھٹین اگر دیکھی ایاغِ آفتاب

کہدی دیم توڑتی مستون سے اے تارِ شعاع
بال بھر کے فرق پر اب ہی ایاغِ آفتاب

دھوپ مستونکی طرح گھٹ بڑھ مین کیون ہے ساقیو
آسمان پر کیا لچکتا ہی ایاغِ آفتاب

غزل ۳۱ | جا پڑین ماہر عجب کیا مست بھی مثلِ شعاع
ہاتھ بھر کی فاصلہ پر ہی ایاغِ آفتاب | شعر ۴

ردیف بائی فارسی

جب بلند اپنا ہوا نام و نشان آپسے آپ
بنگیا مثل حبابون کے مکان آپسے آپ

کیون نہو سبکو تڑپنے کا گمان آپسے آپ
مٹگیا ہے مری تربت کا نشان آپسے آپ

بیخودی کی ہے کوئی بات باعث و سبب
بگڑی جاتی ہو کچھ اے جان جہان آپسے آپ

غزل ۱۲۳ — شعر ۱۵

تا ہوئی پیاس کا کیا زخمی تیغ الفت
منھ سے نکلی ہے زبان آپسے آپ

ردیف تائی فوقانی

کون بڑھ سکتا قیامت تھا قد دلجوی دوست
ایڑیون تک آکے آخر رہگئے گیسوی دوست

اس ادا سے قتل ہوتا ہون تہ زانوی دوست
لیتے جاتے ہین بلائین منھ کی خود گیسوی دوست

ہی یہ حسرت قتل ہون تو یون تہ زانوی دوست
لوٹتی جاتی ہون منھ پر ذبح مین گیسوی دوست

یون جہکاؤ ذبح مین اے سخت جانی روی دوست
جاتے ہر خنجر مرا در خنجر پہ ہون ابروی دوست

اف رے جذب دل اور آئی تیرے روی دوست
میرے ہی نظر و نسے جو آئینہ دیکھا سوی دوست

اُف رے جذبِ دل مری خونگی ہے خوئی دوست
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اوسکو مین تو مجکو ہوئی دوست

کیا خبر کل کی کہ ہو انجام سر چڑھی کا کیا
آگئے ہین اڑیون تک آج ہی گیسوئی دوست

مردم آبی پہنسے خود گردشِ گرداب مین
بازوؤنکی پہلیان جب پھر کے آئین سوئی دوست

انتہا اب ہوگئی ای سختِ جانی رحم کر
پڑگئی خنجر مین بھی بل صورتِ ابروئی دوست

سختِ جانی بھی مرادیگی ہماری قتل مین
حسن بڑھجائیگا جب پھر جائینگے بازوئی دوست

دستِ قاتل کو گمان دیدی کہتا ہون مین خود
ایک گرداب اور ہے اے قوتِ بازوئی دوست

ایک ہی گردش مین گذری حلق سے خنجر کی دھار
چوم لیتا میرے جانب سے کوئی بازوئی دوست

نام سے خط کی نظر آنیلگی رخ پر نگاہ
اسقدر آنکھین جما کر مین نے دیکھا سوئی دوست

مجھپہ تو تیار ہی تھی قتل کرنیکے لیے
حسن یہ ہی پھر گئے خود دستِ بازوئی دوست

غزل ۳۳

حسن اور تابِ شمشِ ماہر خلافِ عقل ہے
شانہ کے کھچنے سے کتنا پڑ گئے بازوئی دوست

شعر ۴۰

ردیف حاء

تن کو ضرر نہ اشکو نسی پہونچا کسی طرح
گھر سیل سی گرا نہ ہمارا کسی طرح

حل رُوح کا ہوا نہ معمّا کسی طرح
آفت کا تھا طلسم نہ ٹوٹا کسی طرح

دل علم سی بھرا نہ ہمارا کسی طرح
دریا سی بی یہ جام نہ چھلکا کسی طرح

پہونچا بتون سی دل کو نہ صدما کسی طرح
شیشہ یہ سنگ سے بھی نہ ٹوٹا کسی طرح

گر دل گرفتگی مری پاتا کسی طرح
کھلتا بہار مین بھی نہ غنچا کسی طرح

سن بارِ معصیت پہ نہ ٹھہرا کسی طرح
لنگر سی بی رکا نہ سفینا کسی طرح

پیچاؤن آنسوؤنکو یہ امرِ محال ہی
اولٹا کبھی بہیگا نہ دریا کسی طرح

ظاہر ہوا نہ داغِ نہان وقت شیب بھی
دن کو بھی آفتاب نہ نکلا کسی طرح

مثلِ عصا تھا کیا مین گہ رزگاہ دہر مین
بی دستگیر پاؤن نہ اوٹھا کسی طرح

اے چشم لیکی دل سی ہا آبِ اشکِ غم
اوترا کبھی نہ چڑھکے یہ دریا کسی طرح

چاک اسطرح کرین کہ بھٹی جسطرح غبار
وحشی جو پائین دامن صحرا کسی طرح

مجھہ سخت جان کو غم نے نچھوڑا تمام عمر
پتھر کا تھا جو نقش نہ بگڑا کسی طرح

کیون فرطِ ضعف سے نہ زمین گیر مین رہون
اوٹھتا نہین ہی نقشِ کفِ پا کسی طرح

دلمین نہ رہ سکیگا کبھی آبِ اشکِ غم
کوزہ مین بند ہوگا نہ دریا کسی طرح

کم اشک یزیون سے نہو گی تری چشم
صرفِ حباب ہوگا نہ دریا کسی طرح

حیرت ہی آنسو پونسی ہوا سوزِ غم نہ کم
آتش کو آب نے نہ بجھایا کسی طرح

پھندی مین آشنا کے نکلیو نہین پھنسا رہون
دریا نہ دامِ موج سی نکلا کسی طرح

ای بیخودی مژہ کی نہوتی جو مجکو یاد
کانٹا سا دلمین پھر نہ کھٹکتا کسی طرح

چنبر کیطرح سوزِ درون نی کیا جو گرم
چہرہ پہ کوئی رنگ نہ ٹھہرا کسی طرح

بعدِ فنا بہی نظر و نمین صورت رہی مری
وہ نقش ہون جو بنکی نہ بگڑا کسی طرح

گرمیِ سخن رقیب سے ہوتی وہ گر نہ دہان
یہان دل کا آبلہ نہ ٹپکتا کسی طرح

ای ضعف دردِ دل سے میں کیا نکیا ہوں بار بار
منھ پر سا آنسو نکا جو اوٹھا کسی طرح

چین جبین کو محو کروں کس طرح سے میں
مٹتا بھی ہی نصیب کا لکھا کسی طرح

اچھا ہوا کسیکی جو دل ہی ملا نہ دل
بچتا نہ لڑکے شیشہ سے شیشہ کسی طرح

غزل ۴۳ شعر ۴۲

رونی میں گردِ غم کو تو ما ہر ہوا عروج
ورنہ غبار منھ میں نہ اوٹھا کسی طرح

ہی تکدر کسی دل میں مجھ مکدر کیطرح
ہر نفس ہی یہاں غبار آلودہ صرصر کیطرح

تیز دم کیونکر رہی ہمپر خنجر کیطرح
جان سخت اپنی ہی تیغِ غم کو پتھر کیطرح

سوز غم سی ہی جگر بھی دل بھی اخگر کیطرح
سینہ ہی مجمر تو آہیں دودِ مجمر کیطرح

ضعف ہے کسکو جہان میں مجھسے لاغر کیطرح
چوٹ مجکو پھول سی لگتی ہی پتھر کیطرح

فرشِ خاکی پر ہی تکیہ بند زر کیطرح
فقر میں اپنی گذرتی ہی تونگر کیطرح

تیزی تحریر سی اونکی میں لاغر کٹ گیا
زیرِ تیغ خامہ تھا کیا خط مسطر کیطرح

سوزشِ غم سے سراپا ہون وہ بھڑکا ہجر مین
ہون ہر اک مو سے بدن کی جسکو نشتر کیطرح

سبزۂ عارض ہی وہ دلچسپ گرد کہین حضور
آئنہ مین عکس خط رہجائی جوہر کیطرح

ہی جو تیرے فصلِ گل کی ہر محفل ہی باغ
شمع کا شعلہ شگفتہ ہی گلِ تر کیطرح

ابر نیسان طبع ریا نظم مین غواص ہون
دہن ہی شکلِ صدف مضمون ہین گوہر کیطرح

صاف مین بھی ہو گیا قلبِ صفا کو دیکھکر
آئنہ گر ہی یہ آئینہ سکندر کیطرح

فرقتِ جانان مین آئے منھ کو کیونکر دل مرا
پا بگل گردِ الم مین ہے صنوبر کیطرح

موجِ اشکِ غم ہین نالی طبل آہین ہین علم
ہی غبارِ دل ہمارا گردِ لشکر کیطرح

ضبط گریہ مین ہی مجکو ضبط جو مدِ نظر
سوجزن ہین اشک آنکھون مین سمندر کیطرح

شمعِ داغِ ہجر کی سوزش ہو آتش مین اگر
پر سمندر کی جلین پروانے کے پر کیطرح

ناتوانی ہین ستم ڈہاتی ہی آہِ سرد اور
گرتی ہین آنکھون سے آنسو جم تھمر کیطرح

تب ہوا مین تا ہوا اشکِ دیدۂ تر کیطرح

فکر مین باریکیِ مضمون کی ٹپکا ہے یہ سر
کاسۂ زانو ہی پر مُو کاسۂ سر کیطرح

دل گرفتہ کب رہا افتاد و اُٹھا کر مین حزین
کھل گیا دل بندِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

رہنما سمجھین نہ محبہ لاغر کو کیون اہلِ سواد
صفحۂ عالم مین ہو نمین خطِ مسطر کیطرح

مین وہ سالک ہون چلا ایسی رہِ پُرسلوک
لیسگئے رہزن مجھی منزل پہ رہبر کیطرح

سختیونکی کوفت نے مشکل سی توڑا دل مرا
یہ وہ شیشہ تہا جو ٹوٹا بھی تو پتھر کیطرح

کون ہی بحرِ جہانمین جو مرا دشمن نہین
تشنۂ خون موجِ دریا بھی ہے خنجر کیطرح

صاحبِ غرت سمجھکر دیگا گردش آسمان
آبرو غلطان کریگی مجکو گوہر کیطرح

زندگی سی ہوئی زغم مین کیون نہ رکھونمین خلش
دلکی پھوڑیکو رگِ جان بھی ہی نشتر کیطرح

ہون وہ بلبل گر قفس مین عشقِ گل کا دم بھرون
خود کھنچ آئی بوستان بوئے گل تر کیطرح

سامنا برباد یونکا ہی تہا کیونکر مین زار
جب خسِ تن کو اوڑائی آہ صرصر کیطرح

ناتوانی نی سبک تابوت یہ میرا کیا
لیچلی بادِ صبا بوئے گلِ تر کیطرح

دلکو اپنی صاف کر تو کر شبکل آئینہ — خلق مین شہرت ہو تیری بھی سکندر کیطرح

خسرو ملک جنون ہون تاج زر سی کیا غرض — داغ سودا میرے زیب سر ہی افسر کیطرح

اضطراب دل گیا جب قتل قاتل ہی کیا — راحتین خنجر نے دین آغوش مادر کیطرح

یاد بحر حسن مین رویا جو فرش خواب پر — تر ہوا بستر مرا پانی کی چادر کیطرح

خود بخود پہونچیگا اوتک میری بیتابی کا حال — خط شوق اوڑ جائیگا میرا کبوتر کیطرح

دوستون نے بہر کے آہ سر میری جان لی — شمع کی پروا نے بھی دشمن تھی صرصر کیطرح

خانہ آباد کیہے نظم کو اپنی دلا — ہین مکین گویا معانی ہین بیت مے گھر کیطرح

کیون نہ اونکو بزم مین سب اک زبان کہین — ہین بغیر شعلہ شمعین جسم بیسر کیطرح

شور انگیز دو عالم کیون نہو میرا کلام — تر زبان ہو نمین زبان موج کوثر کیطرح

کونسی بیکس کا ہی بیڑا تہ خشکی مین تباہ — جسکی غم سی ہی تلاطم بحر مین بر کیطرح

موجین مثل ماہی بی آب ہین ساری طپان — ہر حباب بحر بی ہی دیدہ تر کیطرح

کشتیِ طوفان رسیدہ فرطِ غم سی نہین نہور
جوشِ زن رہ رہ کے دریا مین سمندر کیطرح

گرد کھاتا باغ بلبل کو کبھی جوشِ بہار
غنچہ منقار بھی کھلتا گل تر کیطرح

غزل ۳۷ — شعر ۲

پیچھے پیچھے اشک ہین ما ہر جو مثل کاروان
آگے آگے نالۂ دل بھی ہین رہبر کی طرح

آئے جائے دم تو اوس لیلیٰ شمایل کیطرح
دل وہ دل ہی جو تہہ و بالا ہو محمل کیطرح

خارہائے دشت سے کہدو کہ لینگی کب خبر
آبلے بہی بیٹھی جاتی ہین مری دل کیطرح

غزل ۳۶ — ردیف الرا — شعر ۴۲

نشان اونمین کے نظر آرہی ہین جو ہر پر
تڑپکے جان گون نے جو دی تہی خنجر پر

یہ اونسی آئنہ کہتا ہی جوشِ جوہر پر
نگہ وہی ہی کہ جس سی نشان ہون پتھر پر

ہو دل تو اور ہی ہو حسن قدِ دلبر پر
کہ فاختہ بہی ہی طرہ سرِ صنوبر پر

عوض کا خوف ہے طاری ہی دستگر پر
ہوی ہین قطرۂ خون ایکدل جو خنجر پر

مین خوئی عشق سی مل ہون قد دلبر پر
نہ دلکو کھوئی نہ قمری گری صنوبر پر

ہنسی کا نام نہین برہمی ہے تیور پر
بہم جو لپٹی ہوئی گل پڑی ہین بستر پر

گرا سکا بوجھ ہو کچھ گردنِ ستمگر پر
ستم کے خون مرا قطرہ بھی نہ خنجر پر

وہان ہی سنین نظر آب پر نہ جوہر پر
مین ہنس رہا ہون کہ خنجر کھنچی ہین خنجر پر

سزا تو چاہیے تھی مجکو خط کے لکھنے کی
اونھون نے پھیر دی لیکن چھری کبوتر پر

مین اونکی بات کا وصلت مین کیا برا مانون
جو لوٹ لوٹ کے اب تک رہی ہین بستر پر

مین عین ہوش کہون کیون نہ نشہ می کو
گرا بھی اوٹھکے کوئی مست گر تو ساغر پر

شب فراق ہی گھر سائین سائین کرتا ہے
بغل مین منھ کو مین ڈالی پڑا ہون بستر پر

مضائقہ نہین جھولی صبا کی بھی بھر دو
ملی دلی ہو کچھ گل پڑے ہین بستر پر

گواہ اسپہ بلندی نالہ ہے شاہد
اوٹھا لیا تھا کبھی مینے آسمان سر پر

کچھ آج اور ہی آرام خاص کی ہے ادا
گلو نہین دل بھی ملا ہی مرا جو بستر پر

مین ہی نہین شب فرقتین اک فقط بیدم
شکن ہی صورت میت پڑے ہی بستر پر

غش آئے کیون اونہین کم سنی مین ذبح کے بعد
مرے ہو نکا لہو دوڑتا ہی خنجر پر

ہوا یہ رنگ وہ ساقی بنے جو محفلین
ہزار ہاتھ پڑے ٹوٹ کے ایک ساغر پر

اخیر شب کو تو بالکل نہ تاب حسن رہی
سنبھل سنبھل کے گری اونکے وصل بستر پر

جو باہین ڈالنا گردن مین اونسے سیکھے تھی
وہ پھول پھول سی لپٹی پڑی ہین بستر پر

شراب چلتی ہی یہ میکدہ مین رنگ ہوا
وہ لڑکھڑا کے سبو پر گرا یہ ساغر پر

ذرا سے سن مین وہ ترجیح کسکے حسن کو دین
فلک پہ نجم ہین جگنو ہین اونکی بستر پر

سلامتی سے رہین ہی اور اوسپہ یون سوئین
کہ اپنے فرش پہ ہین گہ پڑے بستر پر

لبون سے اونکے جو ملکر پھرا ہی محفل مین
دھرے ہے پیار سے شیشہ بھی منھ کو ساغر پر

یہ جنکا سن ہے ہمین خط کی ہی طلب اونسے
جو پر ہی پھیرے ہین چھپری کبوتر پر

ہوا می سرد مین دو بام پر جو آ لیٹے
بلا مین لین مرے بدلے گلون نے بستر پر

جنونکی جوشمین کھلتی تو ہین مری قسمین — لہو کی دھار سے نشتر پر نیلے نشتر پر

ہوا بند ہی ہے وصلت مین میرے یارونکی — وہ لوٹی جاتی ہین گل ہنس رہی ہین بستر پر

کہو یہ قمریون سے دل مین کھوئے بیٹھا ہون — نہ سامنے مری کوکو کرین صنوبر پر

گلونکی ہاتھ سمٹکر جگر پہ آئے ہین — وہ پیاری پائی ہی گی می سیکی بستر پر

بہار آتی ہوئی آہ مین کی ہے کہین — کہ رگھی ہین رگین خون اوگل کے بستر پر

گران ہی آئنہ رویونکو وہ بھی واہ ری بخت — پھرا ہے رو کے جو پانی سا جسم لاغر پر

اوسی اثر سی شرر آجتک نکلتے ہین — کبھی جو حسن کی بجلی گری تھی پتھر پر

سوا تبونکی نظر رنگ زرد کی ہوگی — طلا کا کھلتا ہے کھوٹا کھرا تو پتھر پر

وہ بنکے آئنہ آیا ہے سامنے سبکے — جو پانی پڑ گیا تھا تربت سکندر پر

اوٹھے نگاہ کہ ہم دیکھنے سی باز آئے — کھنچے جو وار پہ آئے وہ آپکی گھر پر

تموجس سی ہو حال قدم کو اوسکی بچھوڑ — نکل کے ملتے ہین آنکھین شرر سی پتھر پر

سلامتی کی طلب ہے، تو گھر بنائے رکھ
فلک کراہی شکستِ صدف سے گوہر پر

کہو نسیم سے پھولونکر اکطرف کردی
ستاری ٹوٹکے لوٹینگے اونکے بستر پر

ستاری بہی سمٹ آتے ہین اوتنی ہی حد مین
بچھائے جاتے ہین جب پھول اونکی بستر پر

نسیم چل رہی ہی پھر رہی ہین نازدہ
ملا رہے ہین اشارے سے پھول بستر پر

غزل ۳ — شعر نہم

نمود دیکی مٹاتی ہین سخت دل ماہر
شرر کرساتہہ ہی وٹرتی ہی خاک تھپر پر

ردیف اللام

دشمن کا دل جلاکے بڑھا اعتبار دل
جوہر بنا جو تیغ کا نکلا بخار دل

کب قید بند دل مین ہی میرا بخار دل
پکڑی ہی آسمان نے زمین دیار دل

دشمن سمجھکی آہین پی کارزار دل
ہی ہردم دو نیم مراذوالفقار دل

کیون سوز غم مین ہو بر احال زار دل
سر پیچ شعلہ ہی نفس تابدار دل

تصویرِ رنگ دادہ ہون دیکھو قرارِ دل
رو کی ہی دوڑتی ہوی خونکو فگارِ دل

سمجھو سبک کہ کچھہ نکرو اعتبارِ دل
تم دلمین ہو یہی ہی ذرا سا وقارِ دل

نکلے دھوئین کو لیکی ہماری شرارِ دل
یوہین سہی نکل تو گیا کچھہ بخارِ دل

ہر گام پر ہی چال سی اونکی فشارِ دل
ہین نقشِ پای راہ کہ میری مرارِ دل

ہین صاحبِ حیا مری زیبِ کنارِ دل
پردہ نہ اوٹھکی چھوڑے دیکو کرغبارِ دل

کہتا ہون نذر دیکی دمِ احتضارِ دل
لے اپنا دل دیا ہوا پروردگارِ دل

کیون دل کی حال سنی سمجھلو نمین اپنا وقت
ہر آبلہ ہی ساعتِ یگ غبارِ دل

یہ کہکے مین نے پھینکدیا اونکی گود مین
دل ہی وہی لی جسکو ہین سب اختیارِ دل

دل مرکے رہگیا ہی جو سینہ مین اکطرف
خون دوڑ دہو پین ہی کاروبارِ دل

اسی خم قلب اتنی امیدونکو کیا کرون
سوتین ہین ایک ہی میرا مزارِ دل

مقلوک آبلونکو جگہ دلمین کیون ندین
سمجھے ہین جامِ نقرہ کامل عیارِ دل

منھ کھل گیا رگونکا بھی فریاد کے لیئے
تربت مین میر کے ساتھ ہوا یون فشار دل

اونکا تو ذکر کیا کہ مجھے بھی خبر نہین
کچھ یون نکل رہی ہی مری جان زار دل

دنیا کی حد کو چھوڑ دین جنتی ہین اہل دل
تڑپونگا مین بھی ساتھ کہ ہی احتضار دل

پیدا ہوا وسی زمین کے طبق تمام
بیٹھا ٹھہر ٹھہر کے جو میرا غبار دل

کہتا ہون تارے دیکھ کے فرقت کی شب کو مین
اللہ تا فلک گئی میری شرار دل

مثل نسیم آئے جو وہ وقت دسوز جان
تارون کی چھاؤن بنگئی میری شرار دل

ہات اونکی آگیا ہی مجھمین درد کچھ نہین
دل کی خبر لے مری پروردگار دل

شبنم لحد تک آکے فلک کو پلٹ گئی
یہ اضطراب خاص ہی کیسا قرار دل

دیکھو مژہ پہ آنگیا ہو شکستہ بال
کانٹے کی سی کھٹک ہی دم احتضار دل

کیونکر نگاہ نازنہ اب پیچ مین پڑے
افشان سی لڑ رہی ہین ہماری شرار دل

ای بیخودی نبی ہی مری جان پر یہ کیون
ہی گی تو نزع روح ہی ور احتضار دل

مٹی عجب نہین دلِ مردہ کو اب ملے
ایسا ہی کام ہی جو اوٹھا ہی غبارِ دل

نکلی جو مثلِ شیشۂ ساعت تو خوش ہون کیا
دل ہی نکل کی آئیگا دل مین غبارِ دل

ناقدریون سی پھیر ہی دیتی تو خوب تھا
کہدی کوئی کہ آیا ہی امیدوارِ دل

یہ بھی خدا کی شان کہ جو چاہو تم کرو
مختار جو ہوا وسکو نہون اختیارِ دل

لے لے کے کروٹین ہی کہتا ہون ہجر مین
دلکو ہوا ہی کیا مری پروردگارِ دل

جس رگ کو جانتی تھی رگِ گل سی نرم ہم
کانٹا وہی بنی ہی دمِ احتضارِ دل

مالک نکل کھڑا ہوا بگڑی سب انتظام
پہونچی سقر مین کچھ جو ہماری شرارِ دل

اوس دل کے آبلے درِ غلطان نے تمام
جس دل کو تھی مری خبرِ انتشارِ دل

جس دل مین خو دہو کہدو نزاکت سے پھیر دی
تم پر تمہارا بوجھ بھی ہی ناگوارِ دل

رُک رُک کی اشک بہتی ہین لی ہیچ دی مرے
کیا جانین اضطراب ہے یہ یا قرارِ دل

اشکون مین ملکی آنکھون سی آخر نکل گیا
یون دوڑتا تھا خون نہ تھا جیسے قرارِ دل

دشمن تہی جنکی تم نہ رہین جستر تمین وہ اب
دیکھو لٹا ہوا بھی کہی تو دیار دل

فرہاد و قیس ہٹگئی پیچھے بچاکے جان
کھینچا جو مین نے دایرہ حال زار دل

نکلی دھوان دل سی شب ہجر کسطرح
شیشہ کو توڑتا ہی ہمارا نجار دل

احسنت و آفرین دل پر آبلہ تجھے
اتنی دلونمین اک کو نہین انتشار دل

باقی رہی نہ فصل زمین آسمان کا
بیٹھی گرد اتفاق سی میرا غبار دل

تنکا اوتار نیکے جو جان سی دے
وہ دل ہو کسطرح سی کسی دل کا بار دل

خاک اوڑ رہی ہی دہر مین دیر پیش فلک
کیسا بقدر شیشہ دل تھا غبار دل

پتلی مین آخر آگئی اوسکی شبیہہ سی
اتنا تو تکو دیکے کیا انتظار دل

دشمن نے دکھ پہ دکھ جو دیئی خود ہوا ہلاک
دو زخم ملگئے تو ہوئی ذوالفقار دل

پھٹجائین دفعتہ تنق گرد کی طرح
شیشو نمین بند ہو جو ہمارا بخار دل

لو خوش ہو غم کا سر مین بھی ہونے لگا گذر
جاتی ہی آسمان پہ زمین غبار دل

مٹجاؤن اپنی جا پہ کیون مثلِ نقشِ پا
مانا بوت جب اوٹھی کہ کسیکا ہون بارِ دل

مانندِ نقشِ پا تو زمین گیر کر دیا
لاشہ بہی اوٹھنی دیگا ہمارا وقارِ دل

ملکِ فنا بہی چھوڑ دین اہلِ فنا تمام
جائی عدم مین گر مرا خطِ اعتبارِ دل

ہوتی اگر زبان تو یہ کہتا دمِ ازل
دل تو نہ لونگا ای مری پروردگارِ دل

اب اور کیا دکھائیگی تیغِ نفس برش
ڈری تڑپ تڑپ کے بنی ہین غبارِ دل

اس کہنی کو فقط گلِ بازی بنا وہان
یہان بہی نہین تو ہوگا کہان اب قرارِ دل

کہتا ہون موج بنکی خدا سی دمِ ازل
تڑپا لے دل ندی مری پروردگارِ دل

شعلے زبان بنکے فریاد کیلئے
دوزخ مین جاگری جو ہمارے شرارِ دل

کس کسکو کمسنی مین وہ سمجھائین کیا کرین
مجکو ادہر ہی نزع اودہر احتضارِ دل

سو فار تیر آتی ہین ہنستی ادہر سے پھر
منہ کو کبہی لگا تہا جو خونِ شکارِ دل

کس آتشین جمال نے دیکہا تہا حسن کو
جوہر بنی ہین آئنہ کے خود شرارِ دل

مین تو بستر ہون چین مجھی کسطرح نہ آئے
شیشہ بھی سرد ہو جو سکا ئے بخارِ دل

مٹھی سے زر کو پھینک کے کہتی ہی ہر کلی
دل ہی نہ منتشر ہون تو کیا انتشارِ دل

ہوتا ہی عیب بھی کسی جامے مین جا کے حسن
جوہر ہے آئنہ کا بھی انتشارِ دل

مرتے کے ساتھ کوئی بھی مرتا ہی دہر مین
مین کیون تڑپ رہا ہون دمِ احتضارِ دل

جوہر ہر آئنہ کی پھرین مور چونکی طرح
میری طرح اوسی کی ہی ہو گر انتشارِ دل

شبنم فلک سے حلق مین ٹپکا رہی ہی آب
اللہ ری تشنگیِ دمِ احتضارِ دل

غلطان گر ہون کیون نہ کفِ دست پر مرے
جو دل لون ہاتھ مین اوسی ہو انتشارِ دل

ای بیخودی خیال تو آتا ہی یاس مین
بستی تھی خوب نام تھا جسکا دیارِ دل

مین اسطرف تپان ہون عروق و جگر اودھر
کس کی جان لیگا مرا احتضارِ دل

کافی تمام حشر کے مجمع کو ہے وہی
خالی کرے جو گوشۂ دل انتشارِ دل

کہتا ہون یہ تپک ہر اک آبلی کی مین
دل کتنی دیگا ای مرے پروردگارِ دل

جبتبک ہی صبر و شکر جبھی تک ہے غم ہی شیر — منھ کھولدین رگین تو بنین ذوالفقار دل

مجروح دستِ دشمن جان ہی ہو تو سہی — شیشہ ہون سیر سہل نہین ہی فشار دل

کیا حسرتون کا دم تھا خدا مغفرت کری — کیسی چہل پہل تھی میان دیار دل

نکلی برنگِ وشی شعلہ قید سی — شیشہ مین گر بھرون کبھی رنگ بہار دل

بیدردِ دہر حیف ہی باران کہین اوسی — منھ بنکی آسمان سی جو ٹپکی بخار دل

ہمت سی مین بھی خوشہ پروین ہون اے فلک — اک دل کے لاکھ ہون تو نہو انتشار دل

پہلی نشانِ داغ یہ تھے اور ہی گمان — اب رو رہا ہون یہ کہ یہین تھا قرار دل

پشونکی طرح اوڑنی لگین جوہرِ حسام — فولاد کو ہو گر مرض انتشار دل

اب اسجگہ سی دوسرے عالم مین جائیو — سینہ سے ہاتھ اوٹھاؤ کہ جائے قرار دل

مینائی نیلگون فلک ہے اوسیکا نام — شیشہ جو لے اوڑا تھا ہمارا بخار دل

آٹھون بہشت کی ہو فضا مجتمع وہین — جسن جا جھٹکدون دامن رنگِ بہار دل

ناخن سی ابرؤنکو خدا ہی جدا کری
کھنچتے ہین پاؤن اور ہی دم احتضار دل

سیماب ضرب جو رہ ہو کیون عمر سے خوش نہو
اکدل کی لاکھ دل ہین جو شا انتشار دل

غزل ۳۸

ماہر نفس کے ساتھ نکیون طی ہو راہ عمر
جاتا ہی باگ اوٹھائے ہوے شہسوار دل

شعر ۱۸

ٹپکی عرق وہ خاکپہ آے ہوی دل
کاش آبلو مین ڈوب مرے آبروی دل

لی ابتو نام دوست کہ ہو آبروی دل
جو آبلہ ہی حوض ہی بہر وضوی دل

آبیٹھا ہے کوی تو مری دل مین ناز سی
خون آج دوڑ دوڑ کے آتا ہی سوی دل

پیچاؤن آنکھون آنکھو مین کسطرح اونکو یون
مملو ہی جسطرح مری جان سی سبوی دل

نرشا ہو جگر کا ہو ٹکڑا ہر ایک لفظ
منھ سی جو آپ کے مین سنون گفتگوی دل

حسرت نکالکر ہی پر ارمان مون نے کیون
نکلی ہے دم کی ساتھ مری آرزوی دل

سینہ مین ہر جگہ ہو نہ رہ کے کیون کھٹک
پھر پھر کے ڈھونڈھتی ہی تمہین آرزوی دل

کیا ساتھ اسکو لیکی کسی شب کو سوئے تھے
ہر عضو نازنین سے ہی جو آتی ہی بو دے دل

او سوتت کیا عجب نظر آئے جمال دوست
ہو آب آئینہ سی اگر شست و شوئے دل

بی صورت ملال کھلینگے نہ اہل درد
منھ کو بغل مین ڈال کے سن گفتگو دے دل

ای ضعف کیا پسینے کی ہمراہ بہگیا
آتی ہی عضو عضو سے کیون آج بو دے دل

کیون سلیمان ہجر کی راتون مین ٹوٹ جائین
پہلو کو مانگتی ہی تمہاری ہی خو دے دل

سینہ بلند دیکھ کے کہتی ہی آرزو
اللہ اسجگہ بہی کبہی ہو گا رو دے دل

مایوسیون کی عہد مین حسرت یہ ہی مجہی
دم توڑ دونمین ادہر تو ادہر آرزو دے دل

یون بہی تڑپ تڑپ کے نہ نکلی کسیکی جان
جسطرح مرگئی ہی مری آرزو دے دل

آئے تو واہ کب مین مرتا ہون اسطرف
دم اوسطرف کو توڑتی ہی آرزو دے دل

سینہ پہ اپنی اپنی ہی ہاتہونکا پھیرنا
دیکھو اسطرح سے بگڑتی ہی خو دے دل

کیون بادہ خوار زیست مین ماہر نہ مست ہون

خود روح کے بھی منھ سی لگا ہی سبوئی دل

غزل ۳۹ | ردیف المیم | شعر ۲۸

ایسی خلوت مین بھلا کسکو بلائین ہم تم
شرم آئے تو پسینے مین نہائین ہم تم

وصل کا لطف کبھی یون بھی اٹھائین ہم تم
دل ملین غیض مین آکر ہو شمن ائین ہم تم

عکس آئینہ صفت راز چھپائین ہم تم
منھ بھی کھلوانیسے دل کے نہ بتائین ہم تم

تم ہنسو پھولون سے بلبل کو مین رو کر چھیڑون
باغ مین آکے کوئی گل تو کھلائین ہم تم

جھک کے پہلو مین یہ کہتا ہون دم خود بینی
آئنہ مین بھی تو اک جا نظر آئین ہم تم

رشک سے بھی ہوتی ہین نگاہین جاہل
آج سی غیر کی صحبت مین نجائین ہم تم

رنج مین رنج ہی شاید سبب تسکین ہو
اور روتے ہوئے دل کو تو رولائین ہم تم

یا کبھی سونگھتے تھی عطر کے شیشہ کیطرح
یا اوسی دل کو کبھی منھ نہ لگائین ہم تم

شب ہجر آئے بلا سے نہ دھوئین کہین
شمع کو ہاتھ سے اپنی نہ بجھائین ہم تم

آئینہ مین کوئی تمسے بھی بہتر شاید
کوئی ایسا ہو نہ آنکھونکو لڑائین ہم تم

تم سہی تو اپنی اداؤنکا مزا کچھ چکھو
نازکے ظلم کبھی ملکی اوٹھائین ہم تم

ہمکو بھی خلق خدا ایک نظر سی دیکھی
سُرمہ گر کرکسی جادو مین لگائین ہم تم

دیکھو پھولی ہی شفق وقت سرخی ہی یہ
آگ مین آگ چلو اور لگائین ہم تم

ایک مدت سے اسے چپ سی لگی رہتی ہی
چھیڑ کر آو ذرا دلکو ہنسائین ہم تم

بوجھ اپنا کوئی اتنہ کسی پر ڈالے
نازکے ناز نکیون ملکی اوٹھائین ہم تم

یون بجھائین کہ نہ پروانی کبھی دیکھین
شمع کو آج کی رات جلائین ہم تم

کشتن سُرمہ کو دکھاکے یہ کہتے ہین
یون کھچین تب ترا نکلون نہ سمائین ہم تم

لاش اک ایسی ہی بیکس کی ہی آنیوالی
گھر سے کیونکر تنہ پیکر نکل آئین ہم تم

جان جانیسلگے لوگونکی جو نکلین گھر سی
آئین چل پھر کے تو مانند دل آئین ہم تم

اشک آنکھون سے گلا اپنا چھڑکنے دوڑے
غش مین اسطرح بھی دلکو کبھی پائین ہم تم

ٹھوکر دیمین دہی دل راہرو دیکے آئے
ناز سے گو دیو نمین جب کو کہلا مین ہم تم

شمع و پروانہ مین ہوتے ہین کرشمے کیا کیا
دیر سے دیکھ رہے ہین جو ادائین ہم تم

لاشر کا بوجھ بھلا کس سے اوٹھیگا میر یجان
پھول رو رو کے سوم مین جو اوٹھائین ہم تم

درد مین درد کے دہونیکی بہی حسرت نرہی
آو دکھی ہوے دلکو تو دکھائین ہم تم

دل بہی ہاتھون سے گیا ہے یہ ہین بالا بالا
دوڑ کر کیون گل بازی اوٹھائین ہم تم

جسطرح آئینہ مین شکل ہی داخل خارج
آر زو ہی یو ہین جامین سمائین ہم تم

حق ہی ہم دونونکی گر دنپہ گر انصاف کرو
آو روٹھی ہوئی اب دلکو منائین ہم تم

دلِ ماہر تو یو ہین راہ مین پامال رہی
گل بازی ہو تو آنکھو نسی اوٹھائین ہم تم

غزل ۴۰ | ردیف النون | شعر ۱۶

ناتوانی کب فقط ہی میری جسم زار مین
ہی سخن تکیہ پہ تکیہ بات کو گفتار مین

پرتو رخ سی صفائی ہی یہ قصر یار مین
دیکھ لیجیے آئنہ کیطرح منھ دیوار مین

خلد کیون ہمکو نظر آئے نہ قصر یار مین
دور ہین ہے صاف جو روزن ہے اوس دیوار مین

رو رہا ہون مین خیال صبح ردی یار مین
خط ابیض کا ہی پرتو آنسو ونکے تار مین

ذکر حق نی جب جگہ پائی دل کفار مین
بنگئی تسبیح کا دانہ گرہ زنار مین

کفر دنیا مین ہر اک کافر کی دم کے ساتھ ہے
صورت تار نفس ہر کیون نہو زنار مین

یہ لہو پانی ہوا ہے ایک رونے سے مرا
خون دل آیا ہے ملکر آنسو ونکے تار مین

رہ گئی ہین کچھ الجھکر یہ نگاہین خلق کی
کب ہین تار عنکبوت اوس روزن دیوار مین

ناتوانی مین برنگ بو نکلیون اڑ تا پھرون
ہے ہوائے برگ گل آندھی مجھے گلزار مین

ہوتی ہین زردار باغ دہر مین اکثر بخیل
بند ہی غنچون کی مٹھی دیکھی گلزار مین

ہو نہین آتش قدم آیا پی گلگشت جب
شمع کا شعلہ ہر اک غنچہ بنا گلزار مین

پڑھ نہ لون باہر سے کیون مین کتبہ ایوان یار
صورت عنکبوت ہے جو روزن ہے اوس دیوار مین

عکس اسکا رخیونکو چاندنی کیونکر نہو
شکل ماہ نو کی ہی قاتل تری تلوار مین

دین ہستی کعبہ ہوتی بت پرستی دہر مین
اسقدر خامی نہوتی رشتۂ زنار مین

[illegible]

غزل ۱۱

کسطرح رونے نہ لگ جاہر دیکھون روئے یار
آنسوؤن کے تار الجھے ہین نگہ کے تار مین

شعر ۲۴

سفر کے رنج کو سینہ فگار سمجھے ہین
غبار راہ کو دل کا غبار سمجھے ہین

صدم وجود کو عبرت شعار سمجھے ہین
خط جبین خط لوح مزار سمجھے ہین

جہانکو قبر تری نما استوار سمجھے ہین
فراغتونکو یہانکی فشار سمجھے ہین

چمن جو اپنا دل داغدار سمجھے ہین
نفس کو موج نسیم بہار سمجھے ہین

حزین وہ ہون جسے عالم کدورت مین
غبار آئنۂ روزگار سمجھے ہین

وہ ناتوان چمن روزگار مین ہم ہین
جو تن پہ سایۂ اشجار بار سمجھے ہین

امید قربت کی آلام مین ہو کیا ہمکو
ہر ایک آہ کو دم کا شمار سمجھے ہین

نگاہ جو ہر گوہر مین بھی ہی فرزدان انکی
جو اشک کو گہر آبدار سمجھے ہین

علم ہی اپنے جہان مین ہی ہیچ دم اکدن
اسل ابتدا کو ہم انجام کار سمجھے ہین

ریاض دہر مین جہان نہین ہے رنگ سواد
خزان کو فصل کتاب بہار سمجھے ہین

جو دیکھتے ہین تامل سی ہر رگ تن کو
وہ راہ معرفت کردگار سمجھے ہین

مکان دوست ہے دل حال دل ہی ہے پہ عیان
نہان جو ہی وہی ہم آشکار سمجھے ہین

ریاض دہر مین جو دل گرفتہ ہین بلبل
وہ ایک رنگ خزان و بہار سمجھے ہین

جہان قیام نہین گھر سمجھتی ہین اسکو
مکان اصل کو نادان مزار سمجھے ہین

وطن سی دور رہون ہم مجال ہر گردون
کہ دور دل کو سواد دیار سمجھے ہین

کیا ہے ضعف نے باریک مین ہمین ایسا
کہ آبلونکو کف پا کا خار سمجھے ہین

بڑہی تو جاتی ہین آگی یہ قافلی والے
تھکے ہوؤنکا بھی کچھ حال زار سمجھے ہین

وسیع جنکی نگاہین ہین بحرِ عالم مین
ہر اشک کو وہ یمِ بیکنار سمجھے ہین

یہ بھول ہی کہین دیکھی نہین عدم والو
تمہاری سہو کو ہم یادگار سمجھے ہین

بیان ہو ستی بنیادِ قصرِ تن کیا خاک
حباب سمجھی ہین جو اُستوار سمجھے ہین

نہان وہ نظر و نسے سمجھے ہین جو کہ بینا ہین
وہ کور ہین جو تجھی آشکار سمجھے ہین

وہ ناتوان ہون کہ ٹوٹا نہ مجھسے اشک کا تار
نظر جو رکہتی ہین وہ حالِ زار سمجھے ہین

جہان مین نسبے دیکھا تو ہین قوی ہی لوگ
جو ایک تنکے کی احسان کو بار سمجھے ہین

غزل ۴۲ — شعر ۱۶

عنایتین ہین یہ احباب کی فقط ماہر
کہ خام فکر کو بھی پختہ کار سمجھے ہین

بیخودی سا بہی کوئی دہر مین مساز نہین
غم نہین عشق نہین سوز نہین ساز نہین

سوزِ دل کب ہے جو فریاد کا دمساز نہین
شعلہ ہی وہ نہین جسمین کہ کچھ آواز نہین

گردشین چشم کی کہتی ہین کہین جاگے ہو
سونیوالونکی تو آنکھونکا یہ انداز نہین

دل کو برباد کیا آرزوؤن کو نے گھر
تم سا عالم مین کوئی خانہ برانداز نہین

کیون نہ غنچونکی چٹک شوق سی گلشن مین سنو
ٹوٹتی قلب کی آواز تو آواز نہین

کسکے چپ ہونے نی محفل کی یہ کی ہی نوبت
دم نہین خنگ مین طنبور مین آواز نہین

ہان اسیطرح چلا راہ کے چلنے والے
دل پہ گر پاؤن نہین چال مین انداز نہین

دلبر و جانکے تو مجھسے نہ پوچھو کوئی بات
دل ہی سینہ مین نہین جب تو کوئی راز نہین

کان پر ہات رکھین لوگ نہ کیون نالون سے
یہ صدائین ہین مری آپکی آواز نہین

آپکی حد خوشی کو کوئی کیونکر سمجھے
مسکرانیمین صدا ہنسنے مین آواز نہین

چاک پردہ کی نہ کسطرح سی آنکھین پھٹجائین
سبکو دیکھا ہی مگر تم سا نظر باز نہین

عکس آئینہ پہ بھی طعن ہی اے رے دیدے
اسپہ یہ بات کہ صورت پہ ہمین ناز نہین

کوئی تو باغمین دیدی مری نالونکا جواب
منھ مین کھلتی ہوئی کلیونکی بھی آواز نہین

باغمین آکے اسیران قفس کیا بہلین
سب ہوائین ہین ہوا پر پرواز نہین

ہی یہی تازہ اسیری مین پھڑکنا جو مرا | | یا قفس آج نہین یا پر پرواز نہین

غزل ۴۳ | مدح احباب جو کرتے ہین عنایت ہی فقط | شعر ۱۴
نظم ماہر کی ہی جادو نہین اعجاز نہین

کب ازل سی دواعہای غم مری تن مین نہین | ہون وہ گلچین کہ جسکی گلشن مین نہین
لوث وصلت سے بری ہین جنکے دامن پاک مین | چھینٹ بھی بلبل کے خونی گل کے دامن مین نہین
کیا طلب ہے آبرو کی تو نکل بہر سفر | دیکھہ قدر گوہر نایاب معدن مین نہین
خود بخود آراستہ رہتا ہی داغون کا چمن | باغبانونکا کام ہرگز گلشن مین نہین
ہی تعدد بھی تبونکا اوسکی وحدت کی دلیل | کب خدائی کا سمان دیر برہمن مین نہین
آہ سوزان سے حفاظت مین ہین دل کے آبلے | برق بھی دہقان سے کچھہ کم میرے خرمن مین نہین
قتل ہونیکو مرا دل سمجھتی ہین شہید | طوق منت کے ہین خط تیغ گردن مین نہین
استلای رنج کا باعث یہان ترک وطن | دلفگاری کا الم گوہر کو معدن مین نہین

کیون غمِ دنیا مین رو کر ہی گنہ آلودہ تو
دیکھہ اشکون سے تری کب تیری دامن مین نہین

کیون نہ حاصل ہو برنگِ گل مجھی نشو و نما
طایرِ رنگِ چمن ہی خون مرے تن مین نہین

صبح صادق کہکی کاذب کیون ہون اے خورشید حسن
چھاؤن بہی چہرے کی تیرے روز روشن مین نہین

قتل ہو کر تیری کشتہ کی برآئی ہی مراد
ہین گل میدِ خونکی داغ دامن مین نہین

گرمیِ سوزِ دروں سے دمبدم اُلجہی کسطرح
موئے آتش دیدہ ہے تارِ نفس تن مین نہین

غزل ۴۴ — شعر ۲۲

ہی عجب سرگشتگی سی اپنی ماہر بعدِ مرگ
گردشِ سنگِ فلاخن لوحِ مدفن مین نہین

شمعِ وحدت کا مین بزمِ دہر مین پروانہ ہون
ہی جنون عین خرد جسکا مین وہ دیوانہ ہون

ہی مجھی پستی سی نفرت اوج کا دیوانہ ہون
خوشہ ہی عقدِ ثریا جسکا مین وہ دانہ ہون

شمعِ قدِ گلرخانِ دہر کا دیوانہ ہون
جسکو کہہ سکتے ہین بلبل بہی مین وہ پروانہ ہون

روح باعث ہے سیہ کاری کا میری دہر مین
شمع سی جس گھر مین ہی اندہیر مین وہ خانہ ہون

کیسی ہی اولجھی مضامین ہو سلجھ جاتی ہین صاف
زلف پیچان سخن کیو اسطی ہین شانہ ہون

درہمو نمین داغ کی قلب بکدر کاہی قعل
گنج نی پنہان کیا جسکو مین وہ ویرانہ ہون

چشمک مژگان اشک آلودہ پہ پروین سی ہے
خاک بہی تجمین نہین مین خوشہ پردانہ ہون

حسن قدرت کا تری ہے جلوہ گر تن مین مرے
ہون ترا عاشق جو اپنا آپ ہی دیوانہ ہون

قابض ارواح کیا آئین تن پر سوز تک
پر فرشتی کے جہان جلتے ہین مین وہ خانہ ہون

سوز غم مین مر کے نکلا مین لحد سی روز حشر
بعد جلنے کے ہوا پیدا جو مین وہ دانہ ہون

وہ مرا سینہ ہی دار العلم کہتی ہین جسے
قفل ابجد قفل ہی جسکا مین وہ کاشانہ ہون

زیست کے دن پورے کر کے نکلی میرے تن سی روح
جسکو بھرنے نے کیا خالی مین وہ پیمانہ ہون

ناتوانی سی قوی سر گشتگی پر مین رہا
آسیا کو پیس ڈالا جسمی مین وہ دانہ ہون

ہین ازل سی میری گل مین جا اشک آب روان
سیل سی جسکی بنا قایم ہی مین وہ خانہ ہون

فقر مین بھی دل ہی دولت ہے توکل کے غنی
گنج ہون باطن مین ظاہر مین گو ویرانہ ہون

الفتِ دندانِ لبرسی بھرا ہی دل مرا
آبِ گوہر جسمین مملو ہی ہین وہ پیمانہ ہون

سنگِ اسود ہی سویدا دل جگہ اصنام کے
شانِ کعبہ کی ہی پیدا جس سے وہ بتخانہ ہون

داغِ عشقِ ساقیِ کوثر کا ایما ہے یہی
دستِ دل سی جو نہین چھٹتا مین وہ پیمانہ ہون

عشق ہی اک رکن ہی میرے مکانِ تنگ کا
جو ستونِ آہ پر ٹھہرا ہی ہین وہ خانہ ہون

ضعف ہو کیونکر نہ عشقِ ساقیِ کوثر پہ دال
قدِ خم گشتہ سی مفہومِ خطِ پیمانہ ہون

گھر سی میرے قابضِ ارواح کیونکر خوش نجاتین
جان دیدی جنسی مہمانکو وہ صاحب خانہ ہون

غزل ۴۵

سنکی ماہر تجکو جاگ اٹھتے ہین اہلِ بزم سب
جس سی نیند آئی ہوئی اوڑتی ہی وہ افسانہ ہون

شعر ۱۲

کب تنفر فقط ابنائی زمان رکھتی ہین
گرد ہٹجاتی ہے ہم پاؤن جہان رکھتی ہین

بی سبب قبر پہ کب سنگِ گران رکھتی ہین
سختی راہِ عدم کا یہ نشان رکھتی ہین

کیا کمی دینکی جب سوزِ نہان رکھتی ہین
اشکِ ریزی کے لیے دل کا دہوان رکھتی ہین

بس وہی شستہ و رفتہ بھی بیان کہتی ہین
موج کی طرح جو پاکیزہ زبان کہتی ہین

بعد مردن بھی یہ حیس ہی کہ سمجھا جاتا ہون
بات تربت پہ اگر فاتحہ خوان کہتی ہین

کام ہر ایک کا یہ خونیِ تقریر نہین
جوہرِ حسنِ بیان سیفِ زبان کہتی ہین

ہین جو محتاط وہ کہتی نہین خان رو کو بھی خار
ڈر یہ رہتا ہے کہ وہ بھی تو زبان کہتی ہین

کثرتِ ضعف مین کرتی ہین اشارون سے کلام
بات کرنیمین بھی ہم بند زبان کہتی ہین

مرجعِ آتشِ غم کیون نہ کہین سینے کو
گرہِ نار کا ہم دلپہ گمان رکھتی ہین

چپ ہین جبتک کہ نہین اہلِ سخن کو کچھ کد
بات پر آئے تو کب بند زبان رکھتی ہین

نقدِ دل دیکے بھی ملتی ہین داغِ حسرت
پھول کیسی ہین یہ قیمت جو گران رکھتی ہین

غزل ۴۶ — نظمِ اشعار مین بھی حسنِ بیان ہی ماہر — شعر ۱۳

جسکو کہتے ہین زبان ہم وہ زبان رکھتی ہین

کری ہین ضعف سے پر گرم ہین روانی مین
چلی ہین سایکی ہم چال ناتوانی مین

ضعیف و زار ہین یہ ہم جہان فانی مین
بنی ہین تار نظر چشم ناتوانی مین

پھنسے ہین ضعف سے زندان دار فانی مین
عدم بھی جا نہین سکتی ہین ناتوانی مین

دہان یار کی ہستی کے جو ہوئے قائل
کمال تھا او نہین لوگونکو غیب دانی مین

یہ غرق شرم ہین اوسکی دہان و دندان سے
نہان ہی در تو صدف مین صدف ہی پانی مین

خزان نہو جسی ایسی کوئی بہار نہین
لکھا ہے ہر ورق برگ بوستانی مین

شفق نہین ہی نمایان نظر مین مستونکی
شراب سرخ ہی مینائے آسمانی مین

بجھی نہ آتش گل قطرہ ہای شبنم سی
خدا کی شان ہی روشن ہی آگ پانی مین

ہے جسطرح سے کہ زیور عروس کی زینت
بیانکے حسن سے یون حسن ہی معانی مین

ضعیف وہ ہون یقین ہی خیال منزل سی
اوٹھین نہ پای تصور بھی ناتوانی مین

سفر ضرور ہی چاہین جو قدر اہل صفا
ہزارون در ہین کہ بی آبرو ہین پانی مین

وہ ناتوان تہی اگر ساتھ قافلے کے چلے
تو دب کے رہگئے ہم گرد کارونی مین

غزل ۴۷	نہ دل لگائیو ماہر یہان کسی گل سی وفا کی بُو نہین باغِ جہانِ فانی مین	شعر ۹

مرنے پہ ہے جو دل تو ہو کچھہ مزا نہین
پایا تو کب تجھی کہ جب اپنا پتا نہین

جو آئینہ ہی وہ ترا صورت نما نہین
یکتا وہ تو ہی جسکا کہین دوسرا نہین

فصلِ بہار آئی ہی صیّاد رحم کر
قیدی کوئی قفس مین ہمارے سوا نہین

ہٹ بیٹھی آپ کیون مرے پہلو سی کیا ہوا
سینے سے سانس آتی ہی دل ہلتا نہین

نافونکی بُو دماغ مین آتی ہی زلف سے
اب منھ سی کہون مشک تو میری خطا نہین

پیری مین کیون فلک نے دیی مجکو داغِ دل
گھر مین جو باغ ونکو کسیکے جلا نہین

صیّاد نی قفس مین رکھا ہی باغ مین
وہ عندلیب ہون جو چمن مین رہا نہین

غالب نکیون ضعیف ہو زمانے مین روز بہ
پیری سی کونسا ہی جوان جو جھکا نہین

ماہر ہزار کچھہ ہو مگر دل ہی اوسکی پاس

غزل ۴۸ | فرقت مین بھی مین دوست سے اپنی جدا نہین | شعر ۸

مری صفائی باطن کا ہی جواب کہین
خبر مجھی ہو جو ٹوٹے دل حباب کہین

فریبگاہ جہان کا بھی ہی جواب کہین
کسی جگہ پہ یہ دریا ہے اور سراب کہین

فلک نہ اشکو نسی گھر ہو ترا خراب کہین
رواں ہوئی تو ہوئی کی بھی ہی سیل آب کہین

یقین ہی جوش تحیر سی سنگ ہو وہ بھی
جو دیکھلے دل نازک مرا حباب کہین

پس فنا بھی ہین رون پر یہ در فلک
برس پڑی مری خاکپر سحاب کہین

دل شکستہ کو نا یاب کیون مین سمجھون
کسنے دیکھا ہی ٹوٹا ہوا حباب کہین

مقابل آکے تو ہوتا ہے دیدہ ترسے
گناہ سے بھی تر دامن سحاب کہین

غزل ۴۹ | یہ لہر رونکی کہتی ہی دلمین ای ماہر
تڑپ رہی ہی تہی ی غم مین موج آب کہین | شعر

کمی وقت جوش بکا چاہتے ہین
نگاہون سے آنسو گرا چاہتے ہین

مژہ سی یہ کاوش کیا چاہتے ہین
اب اشکون کے عقدے کھلا چاہتے ہین

نہین موے تن مین نمو مجرمون کی
جو بوئے تھے کانٹے اوگا چاہتے ہین

اُمنڈ آئے ہین میری آنکھون مین آنسو
حبابون سی دریا بہا چاہتے ہین

ڈہل آئے ہین آنکھون سے مژگانہ آنسو
جہازون کے لنگر پڑا چاہتے ہین

نظر شمع پر ہے دمِ فکر میری
مضامین روشن ڈھلا چاہتے ہین

غزل ۵۰ — شعر ۳۱

سمندر مین طوفان ہے آہونسے ماہر
جہازونکے پرزے گرا چاہتے ہین

آہ کی مضمون سراسر ہین مری تحریر مین
کسنے باندھی ہی سوا میرے موا زنجیر مین

حال میرے ضعف کا اوسدم مصوّر پر کھلا
عکس بھی جب گر کے پہونچا کاغذ تصویر مین

تجکو دینے کو دیا تہا ورنہ تو کیا مال تہا
غیر کی قسمت تہی او منعم تری تقدیر مین

ہی زمین کو سبکی جو بی اختیارانہ رجوع
سُرمہ تسخیر کیا یہ خاک ہی تاثیر مین

کس کو عالم مین تلاش منزلِ مقصد نہین
گرد اوڑتی ہی ہوائے دامنِ رہگیر مین

دستِ گلچین مین ہوا ژمردہ یون ایک ایک پھول
شمع کا گل جسطرح افسردہ ہو گلگیر مین

شغلِ نالہ جنکو ہے ویرانے مین آباد ہین
بی کمین رہتا ہی غل پرخانۂ زنجیر مین

اہلِ غفلت کا گذر کب ہو شیار و نمین ہوا
نیند آتے کسنی دیکھی دیدۂ تصویر مین

ہین جو آہن دل اثر صحبت انہین کرتی نہین
آگ کی کسدن گدازی شمع کی گلگیر مین

قید مین بھی فیض بخشی کی ہی پابند ہم
نیل پانو نکا ہی سرمہ دیدۂ زنجیر مین

سرکشی کا عیب بے اصلون ہی مین ہو تا نہین
کب بگولی اوٹھتی دیکھے وادیِ تصویر مین

رہنمائی بھون سی طی ہوئی وحشت کی راہ
تھی ہزارون پیچ ورنہ کوچۂ زنجیر مین

ہی اسیری آبروداران عالم کی محال
موجِ دریا کب بھنسی ہی دامِ ماہی گیر مین

قبر مین پہونچی تو میت آئے جو وزدِ کفن
گھر پہونچنی پر تا لٹنا قسمتِ رہگیر مین

گنبدِ افلاک سی گذرہی ہماری آہِ دل
کس ستم کا توڑتا یارب ہوائی تیر مین

ناتوانی مین ہوئی ہین اپنی آنکھین کیسی پرآب
ڈبڈبا آئے ہین آنسو دیدۂ تصویر مین

کشت داغ لالہ زاری ہوتی ہے روئے سر سے
ابر باراں سے نہین کم اشک بھی تاثیر مین

ہین جو گشتہ تہی قسمت نکیون اُن دہر مین
ہی سوا گردش کے کیا گردابکی تقدیر مین

روشنی شمع ہی محفل مین یار نگ بہار
پھول ہی منقار بلبل مین ہی گل گلگیر مین

شیب مین ہوتا نہ انسانکو جوانی کا جو غم
آہ کیصورت نہوتی پھر عصائے پیر مین

سخت ہے راہ جنون کی دلیل اسپر یہ ہے
نقش پا ہوتی نہین ہین کوچہ زنجیر مین

ضعف ہے میرا ترقی پر جو دنیا سے تو دے
تاب بار رنگ ہی مانی ابھی تصویر مین

وہ زمانہ اور رہتا قبضہ مین جب تہا ملک و مال
اب ہی خبر دو گزر مین کیا ملک عالمگیر مین

خاکساروں کے روابط کا نہین ہے اعتبار
گرد کب جمکر رہی ہی دامن رہگیر مین

بی سہارے غیر کے چلتی نہین ہین خاکسار
خود بخود کب ہی روانی سایۂ رہگیر مین

راہ چلتونکو نہ ساتھی جانو اپنا دلا
راہزن ہوتے ہین اکثر پردۂ رہگیر مین

بی سکونون سی جہانمین خاک ہوا میدِ فیض
چین پایا کسنی تہکر سایۂ رہگیر مین

خاکسار ونکا سلوک اعجز سی خالی نہین
بی چلی جادہ رہا ہمراہی رہگیر مین

جان ڈالے قالبِ بیجان مین گر قدرت ترے
رنگ دوڑی خون بنکر پیکرِ تصویر مین

شکل کھنچواکر ہوا بدشکل نادم اسقدر
روغن تازہ پسینہ بنگیا تصویر مین

غزل ۱۵

فیضِ رحمت نی کیا ماہر عذابِ دہر حرام
شعر ۱۹

تھی جو داخل مجرمانِ واجب التعزیر مین

مردِ غیرونکی لیی دل کو جلا دیتے ہین
صاف اسپند یہ آتش پہ صدا دیتے ہین

داغِ دل نزع مین کیون سیر ضیا دیتے ہین
نیند کیوقت تو شمعونکو بجھا دیتے ہین

نالی آواز کب اشکونمین سنا دیتے ہین
قافلہ جاتا ہی جادش صدا دیتے ہین

قبر پر داغِ دل آوارہ دکھا دیتے ہین
غولِ صحرا مجھی منزل کا پتا دیتے ہین

نالے کب خوابِ جوانی سی جگا دیتے ہین
شب ڈراتی ہی نگہبان صدا دیتے ہین

پردہ رکھلی یو ہین ستار گنہگا اسکے
چادر اسو اسطی تیت کو اُڑھا دیتے ہین

قافلہ خیر سے پہونچیگا گنہگارونکا
زنگ اشکونکی یہی صاف صدا دیتے ہین

راہ لیتی ہین وہی راہبر و ملک عدم
چار ملکر اونہین جس راہ لگا دیتے ہین

ساتھ آہونکے ملے کیون مجھے داغ سوزان
آندھی آتی ہی تو آتش کو بجھا دیتے ہین

کب عبث دیتی ہین آواز گدا کو چون مین
خیر جس گھر مین ہی اوس گھر کو دعا دیتے ہین

ہان چلی آؤ یو ہین سامنے وہ منزل ہی
پاشکستونکو یہی زنگ صدا دیتے ہین

قلت سوز جگر مین نکرون کیون آہین
بجھنی لگتی ہی آتش جب تو ہوا دیتے ہین

دوستو رنج کی وسعت کو نہ مجھسے پوچھو
زخم دل دامن محشر کا پتا دیتے ہین

قطع ہوگا یو ہین اک روز کفن بھی میرا
چاک ہونیمین یہی رخت صدا دیتے ہین

ہچکیان نزع مین آتی ہین تصور ہی ترا
تو سنے یا نہ سنے ہمتو صدا دیتے ہین

سرکشی چھوڑ سمجھکر یہی تو پیری مین
صاحب جرم و خطا سر کو جھکا دیتے ہین

زنگ کیطرح بھی دیتا نہین آواز کوئی
لاکھ ہم قافلہ والونکو صدا دیتی ہین

فاتحہ خوانون سی کیا قبر مین نالان ہون
نیند جب آتی ہی یہ لوگ جگا دیتی ہین

غزل ۵۲ — شعر ۲

نظر دوست سے بھی حفظ کر اپنا ماہر
کبھی پروانے بھی شمعونکو جیا دیتے ہین

غزل ۵۳

راحت کا قبر مین بھی تو پیدا نشان نہین
جور زمین ہی گر ستم آسمان نہین

اللہ خیر کیجیو دل کی شباب مین
تاریک شب ہے اور کوئی پاسبان نہین

سوئی عدم ہی قافلہ بوئی گل روان
بانگ جرس ہی نالہ برگ خزان نہین

غزل ۵۴ — شعر ۸

اک زنگ کی سخن پہ نہ ماہر کو کیون ہو ناز
یہان غنچہ سان زبان کے نیچے زبان نہین

غزل ۵۵

ہوتی ہین خوش ضعیف جو فرصی شباب مین
ہنستی ہین گل کی موئی محاسن حضاب مین

ہو قدر عاشقون کی جہان خراب مین
اونکا بھی دل جو آئے کسی انقلاب مین

گردش نہین حباب مے لعل تاب مین
پھرتی ہین آسمان بھی دورِ شراب مین

انسان کا اُف رے کربِ فراقِ شباب مین
تھمتا نہین ہی ریش پہ ناخن اضطراب مین

دو اشک ملگئے مری جیبِ اضطراب مین
بیٹھے ہوئے جہاز او بھر آئے آب مین

بندش نہین ہی ریش پہ فصلِ خضاب مین
پیری چھپی ہی ظلمِ بشر سی حجاب مین

حیران ہون جا کے در پھر آیا شباب مین
نکلی ہوئی شمیم در آئی گلاب مین

تپکے جو دل کے آبلے کیفِ شراب مین
انگور پک گئی طپشِ آفتاب مین

کب محو دل کے داغ ہین کیفِ شراب مین
تارے غروب ہو رہی ہین آفتاب مین

بدلا نہ رنگِ حسن کسی انقلاب مین
موجین بھی صورتِ رگِ گل ہین گلاب مین

کب سرخ مے ہی ساغرِ آئینہ تاب مین
روشن ہی آگ جادوِ ساقی سے آب مین

آخر کو ریش کھلگئی فصلِ خضاب مین
گھل ملکی بھی نہ شیب کی گذری شباب مین

جاگی ہین رات بھر وہ اسی اضطراب مین
وہ دیکھنا نہو مری صورت کو خواب مین

سچ ہے کہ اشکِ شورِ غضب تھے شباب مین
مٹی ہوی ملا جو نمک کچھ شراب مین

شیشے کا عکس صاف ہے پیدا شراب مین
شانِ خدا فلک ہے عیان آفتاب مین

پیرونکی بال کھلگئی ہین جب خضاب مین
بجلی تڑپ تڑپ کے ہنسی ہے سحاب مین

ساقی بھلا ہو ڈالدے انگور آب مین
شیشو نمین ہو شراب تو شیشی شراب مین

کب کچھ کمی ہین بے محاسن خضاب مین
سرگوشیان سفر کی ہین شیب و شباب مین

یہ فکر کے طلسمِ جہانِ خراب مین
باقی رہا نہ مغز بھی فرقِ حباب مین

پرسش سی ہے گناہ پڑے پر ہین عذاب مین
کیا جانی کیا کہا تری رحمت کے باب مین

رہتی ہین کیون حسینونکے عشاق منتظر
کم ہین عنایتین کہ یہ آتی ہین خواب مین

اپنونکی یون رجوع ہی انسی دمِ کشش
کھنچی سنی لو پھر آتی ہی جیسی گلاب مین

مضمون تپے کے دیکھکے قاصد سے یہ کہا
کہنا ہم آپ آتے ہین خط کے جواب مین

کیون آئین جوشِ مے سے نہ شیشونکو ہچکیان
بیٹھے ہین مست دیر سے یادِ شراب مین

کیا ہوگا آکے پاک جو کر دینگی محتسب
کچھہ فرق پڑ گیا ہے مغانکے حساب مین

قاصد کے انتظار مین آخر ہوا یہ تنگ
لکھنے لگا مین آپ خط اپنی جواب مین

پھر پھر کے آپ سونگھ رہا ہون نمین اپنی بو
بازو پہ سر رکھی جو لٹی تھی خواب مین

تربتمین جو سوال کیرہونے ہون ہو چکین
اولجھن سی ہے طبیعت حاضر جواب مین

یعقوب کس گناہ سی یارب ہون اسقدر
رحمت کو دیکھتا ہون ترا ضی مضطراب مین

کھائے کمر نہ جھونک جو کہیں تو روک لون
بل کھا رہی ہے زلف سپیچ و تاب مین

تشریف آوری کی بس اس سے تو ہے امید
کچھ آج کل سی فرق سا ہے اضطراب مین

قاصد یہ بچپنا ہے یہ ہی بات کا نباہ
ہمزہ لکھا نہ وصل کا سارے جواب مین

مستونکی بزم گرم ہوئی میکدہ مین جب
شیشے تڑق تڑق گئی جوش شراب مین

پورا ملا ہی سہم کسی باغ دہر مین
بوتک تو منقسم ہے دماغ و گلاب مین

وہ دن خدا دکھائے کہ قاصد یہ دے خبر
لیجیے وہ آپ آتے ہین خط کی جواب مین

جب کچھ کھلا نہ حال طلسماتِ دہر کا
موجیں کلید بنگئیں قفلِ حباب مین

مضمون تیرے خط کے لکھے کے مجھے خوب بن پڑی
غصہ نکالنی وہ خود آئے جواب مین

غش کے بہانے نے مجھے مارا وصل مین
جی جاؤن گر زبان ہلا دین جواب مین

رکھے رہین ہات وہ چہرہ پہ کسطرح
عادت ہی پیار کی کسی خانہ خراب مین

دنیائے منقلب کا مین قایل ہون کسطرح
سیدھا ہوا فلک نہ کسی انقلاب مین

مستونکے دل کو سینہ مین کیونکر نہ تھامکان
طاقت نہ پہ شپشی ہلگئی جوشِ شراب مین

کہتی ہین میری لاش سی بچپن تو دیکھئے
کیا ہوگا گر زبان ہلیگی جواب مین

آنکھین تھین خوب چیز مگر صاحبانِ عشق
اشکونکی لڑ لگا گئی چشمِ پرآب مین

تا حشر اہلِ قبر نے منھ سی نہ بات کی
اتنا مزا ملا تھا سوال و جواب مین

آہی چکین لحد مین مری نکر و نکیر
مین ایک ہون وہ دو ہین سوال و جواب مین

بیخوف اسلئے مین چلا ہون سوئے جحیم
رحمت نہ تیری دیکھیگی عذاب مین

بیدرد اوسی کو ن ہی ٹر ہکر جو کہین
بلبل کے خونکی چھینٹ نہین ہی گلاب مین

اللہ ری شرم آئی جو تصویر بہی مری
آنکھونپہ ہاتھ رکھدیئی فرط حجاب مین

کشتہ ہوئی ہی کوئی تو ایسی ہی آرزو
آنسو تڑپتی آتی ہین چشم پر آب مین

بوسہ کسینی چھینکی لیا جب تو یہ کہا
عادت ہے یہ فقط اوسی خانہ خراب مین

شاخین ہلا ئین لیتی ہین جھک جھک کے بار بار
عالم ہے کسکی نیند کا سبزے کے خواب مین

کیونکر سنبھل سنبھل کے نہ گویا ہون قبر مین
ہوتا ہے کسکا ذکر سوال و جواب مین

برہم تو میری دید سے ہین آپ رکھینا
آنکھونپہ اپنی ہاتھ رکھی ہین حجاب مین

اوٹھی وہ یون کہ مڑکے بہی دیکھا نہ میری سمت
کیا جانے مین نے کہدیا کیا اضطراب مین

رورو کے فرط شرم سی آنکھین سو جاتی ہین
اک بد نظر نے دیکھ لیا ہی جو خواب مین

خانہ نشینیون کی منافی نہین ہی سیر
عزلت گزین نکلکی ہی یوسہی گلاب مین

دیوانہ وار پھرتی ہین غواص بحر مین
کشتی صدف کی بیٹھ گئی ہی جو آب مین

سوتی مین بھی خیال جو رہتا ہے آپکا
آنکھین مری کھلی ہوئی رہتی ہین خواب مین

تڑپون مین قت وقت نزع نکیون لیکی ہچکیان
گھٹ گھٹ کے رو رہے ہین مجھے وہ حجاب مین

راضی ہون دیکھ میرا تڑپنا جحیم مین
رحمت تری جو دیکھ سکے اضطراب مین

ہر صبح شام وصل و بیٹھی ہین اسطرح
نیچی نگہ ہے فرق جھکا ہی حجاب مین

قاصد نہ بچنا ہی یہ ہمت ہے یہ عذر وصل
سب حرف مفردات لکھی ہین جواب مین

رحمت سے گر نہ مے کو تعلق ہو واعظو
بارش بنی نہ لفظ شراب انقلاب مین

بخشے گئی جو لوگ تو بولا مین پر گناہ
پروردگار حکم ہے کیا میری باب مین

مٹی چلو کسیکو اگر دی تو کیا ہوا
تم بھی شریک ہوگئے کار ثواب مین

قاصد کے ٹالنے کا اونہین بسکہ ہی خیال
خط لکھکے رکھدیئی ہین بہت سے جواب مین

عالم مین کوئی درد سی خالی نہین کہین
ہی منتشر جو درد مرا اضطراب مین

دے قصد گھومے جاتے ہین اللہ ری نازکی
بل کھا رہی زلف جو اک پیچ و تاب مین

لکھتی نہ مجھکو سخت نہوتی نمودِ خط
بھیجا خدا نی خط مرے بدلے جواب مین

رحمت کو اضطراب ہی نالان ہین اہلِ حشر
یون سر کو خم کیے مین کھڑا ہون حجاب مین

شیشی بھی کیون نہ جام پہ اب قہقہے کرین
رہتی نہین ہی پنبہ دہانی جواب مین

مستون کے یاد کرنیسے جب آئین ہچکیان
شیشے اوبل اوبل گئی جوشِ شراب مین

کیون گردشِ جہان نہون مست مضطرب
شیشی بھی خون اگلتی ہین انقلاب مین

جب سے پیون تو کیون نہو زخمِ جگر رفو
سوزن ہی میرے زخم کا کانٹا شراب مین

مستون نے میکدے مین جو پھینکی کلاہِ سر
شیشون کی ڈانٹ اوڑ گئی جوشِ شراب مین

کہتے ہین پھیر کے دانہ تسبیح وقتِ ذکر
کچھ ہو نہ نکلے ہاتھ سے دل انقلاب مین

دعوے مین فرق آئیگا شرمائینگے حضور
کچھ پوچھیے نہ مجھسے جو دیکھا ہی خواب مین

قطعِ امید عفو نہ اب ہوگی ای کریم
مجرم جو کچھ کہون تری رحمت کے باب مین

عارض کے پاس لائے جو وہ سونگھنی کو بو
ساری چمن کی بو سمٹ آئی گلاب مین

غزل ۵۴	مجمع ہی اک خدائی کا ماہر کے دفن مین تم بھی چلو شریک ہو کارِ ثواب مین	شعر ۵۷

پر تو حسن ہو عاشق مین بھی تو دو رنہین
روئی پروانہ پہ کس شمع کا کچھ نور نہین

بصر آنکھون مین نہین نورِ سرِ طور نہین
کون شی ہو مری جان پاس نہین دور نہین

کیون مصور کی طلب ہے جو وہ مغرور نہین
آپ اپنی ہی کھنچ جائین تو کچھ دور نہین

عذر بیکار کے ہین قبر تو کچھ دور نہین
لاش اوٹھانا ہی مریجان تمہین منظور نہین

جلوہ اونکا ساہتا بندگیِ نور نہین
آپ اپنے پہ گرے برق تو کچھ دور نہین

جذبِ دل وان موثر ہو یہ مقدور نہین
ناز کی ہی تو مری قبر بڑی دور نہین

قطعِ رہ مین مین دمِ ضعف بھی معذور نہین
گر کے رہجائے کہین سایہ کا دستور نہین

می پری کب ہے گر افشردہ انگور نہین
اتنی آنکھین نہ رسیلی ہون تو پھر حور نہین

کسکا دل سوزِ غمِ دوست سے رنجور نہین
شمع جلتی ہی تو ٹھنڈا دلِ کافور نہین

اتنی جانین پی مے لون مجھی منظور نہین
خون دل ونکا ہے یہ افشردۂ انگور نہین

وصل کی صبح کا یہ قول ہو تو دور نہین
باتون باتون مین نہ اوڑجاؤن تو کافور نہین

سچ ہی گم کر کے مری دل کو نکیون غافل
کھونا معمول تہا اور ڈہونڈہنا دستور نہین

لاکھ کوئی کہی پتلی کی ادائین ہین گواہ
نشۂ آنکھون مین جوانی کا ہی مخمور نہین

چلتی تلوارون مین چار ابرؤون کی تہمت ہے
مرد میدان کہو آئنہ کو گر سور نہین

کیا وہ نادان ہین حیا کر کے صفت اک کہو ئین
آنکھین اولٹی ہوئی نیچی ہون تو مغرور نہین

جور گردون ستم دہر گوارا یہ سب
ناز یارون کے اوٹھانا مجھی منظور نہین

سر بگین اشک نے ڈالا ہی غضب کا لنگر
نیچی آنکھین ہون اب اولٹی ہوئی تو دور نہین

محتسب کونکرین مست عبث بہی بدنام
کونسا شیشہ ہے نشہ مین جو خود چور نہین

دیکھیے اسکو سمجھ بوجھ کے دیجیے گا فشار
دل پر آبلہ ہے خوشۂ انگور نہین

درد خود اوٹھکی اوٹھاتا ہے مری میت کو
بار احباب جو ہونا مجھے منظور نہین

منہدی پاؤنکی نہ چھٹ جائیگی جلیو دو گام
آپ بھی پاس ہین ہین بھی مری دور نہین

دیکھکر ساقیونکا بخل یہ مین کہتا ہون
شیشۂ می ہی یہ کچھ دانۂ انگور نہین

گرتے پڑتے صفتِ عکس ہی آجاؤ کبھی
قبر بھی کاغذِ تصویر ہے کچھ دور نہین

اپنے ہی سی لپٹونمین نکیونکر شبِ ہجر
آنکھ سی دور ہوں سی تو مرے دور نہین

کوئی ہی دلمین مرے آگ لگانے والا
آپ سی آپ جلی شمع یہ دستور نہین

ناز کی نے وہی کی اک حرکت گر پڑکے
عکس رہجاے اب آئینہ مین تو دور نہین

جس سی دن وصل کا بنجاے مرے ہجر کی شب
سحر وہ نرگسِ جادو کو بھی منظور نہین

کیا فواکہہ مین مزا درد کی لذت نہین گر
کیا وہ انگور کہ جو زخم کے انگور نہین

دیکھکر سلکِ گہر کیون نہو تسکین مجکو
کونسا قلب ہے جس قلب مین ناسور نہین

نامرادونکی مراد آئی تو کیونکر شبِ وصل
غش بھی نزدیک ہی اور نیند بھی کچھ دور نہین

پتلیان گر دشن یہ قصد سے کہتی ہین
آنکھ مین جس ہے پھر کیا جو مخمور نہین

بادہ نوشی سی بھرون زخم جگر مین کیونکر
خود ہی ناسور سی خالی دل انگور نہین

لاش مفلس سی کہتی ہی ہوائے عالم
بوی کافور تو موجود ہی کافور نہین

درد کہتا ہے کہ تڑپا کے تین چھوڑونگا تجھے
مین یہ کہتا ہون کہ کروٹ بھی تو منظور نہین

کوئی خود دار مصور سی کھنچا بیٹھا ہے
اب کاغذ پہ گری عکس تو کچھ دور نہین

اونکی تصویر کو یہ چھیڑ کے کہتا ہی قلم
بیٹھنا چین سی بیچین کا دستور نہین

پاؤن مارد جو زمین پر نکل آئے پانی
ہم تو ہین قبر مین اور قبر بھی کچھ دور نہین

گر خطا ہوگئی ہو کوئی تو بخشوا سکو
ناز پروردۂ غم ہے دل رنجور نہین

لن ترانی بھی ہی کچھ دیکھنے والونکی لئی
ارنی گو نہین جیب طور نہین نور نہین

چپکی چپکی بھی جلا عود تو یہ بو پھوٹی
دل ہوا خاک یہ کسطرح کہ مشہور نہین

یونتو کچھ نام کو سینے مین ہے لیکن اب ہجر
کھوئی بیٹھا ہون جسے وہ دل رنجور نہین

رحم دل کہتی ہین مفلس کو اوٹھائینگی ضرور
لاش مچلی ہی کہ اوٹھنا مجھے منظور نہین

اونکی تصویر کا کیون رنگ زرد کے اور رہے
کچھ بیٹھین کہین بیچین یہ دستور نہین

استخوانونکو مری پھینک کے کہتی ہی لحد
ایسے نا اہل کا رکھنا مجھے منظور نہین

ہم نہ کہتے تھے کہ دل لیکے کروگے ضایع
کھو دیا یون کہ نشان دل رنجور نہین

برق تبی سی مرے ضعف مین بس دو تو ہین خوش
ورنہ دشمن کو بھی گرنا مرا منظور نہین

ہر جگہ ڈھونڈھ چکا دل کو مین اب تم تو اوٹھو
زیر زانو ہی نکل آئے تو کچھ دور نہین

ضعف سے ہون ہمہ تن صورت تصویر ضعیف
رنگ کے ساتھ خود اوڑ جاؤن تو کچھ دور نہین

ناز بردار یونکا بوجھ وہ رکھا رہا کیا
یہ کہو لاش اوٹھانا تمہین منظور نہین

کثرت جرم سے نظر مین ہی صورت میری
منھ کفن سے بھی چھپا ہون تو ستور نہین

مجکو تصویر جو بھیجی تو یہ مین پہلی ڈرا
وصل تو شاق تھا اب ہجر بھی منظور نہین

جنکی تصویر مرے پاس ہے کہدو انسے
آپ ہی اپنی سی تم دور رہو ہم دور نہین

زخم مین کر کہین کہتی ہوئی تبی دیکھی
مین پکارا کہ مری قلب مین تا سور نہین

دیکھیئے اب گل ماری ہو یہ دل یا کیا ہو
پھیر لینا مجھے رکھنا اونہین منظور نہین

لوگ غیرون کی لیی روین تو خوش ہون او نسے
اپنی ہی حال پہ مین روؤن تو منظور نہین

عام ہوتی ہی خبر خلق مین جو مرتا ہے
مر گیا دل مرا کسطرح کہ مشہور نہین

غزل ۵۵

لیسگئے خاک مین قارون کو فلوس ماہی
یہ بھی مضمون ہو جو ماہر کا تو کچھ دور نہین

شعر ۲۲

نظر کی بسکہ جھک جھک کر خم آیا پشت ابرو مین
تماشا کس غضب کا تھا طلسم چشم جادو مین

یہ تڑپی ہین جب آئے ہین تڑپے وحشی کی قابو مین
کہ سم پھٹ پھٹ گئے ہین بل پڑا ہے شاخ آہو مین

نتھا آتنا سلیقہ مردمک کو ظلم کی خو مین
ستمگر کوئی تما ہی طلسم چشم جادو مین

اشارہ ونکا اثر پہونچا بھوؤنکی جب ہر اک مو مین
چلی تو نیمچی اک جنبش شمشیر ابرو مین

سمجھکر کیجیے شانہ زراز لف سیہ مو مین
دکھا دل بھی کوئی الجھا ہوا ہے گیسو مین

کوئی تو سر چڑھا دل تری زلف سیہ مو مین
کہ شانہ خندۂ دندان نما کرتا ہے گیسو مین

بسایا تھا جسے وصلت نے اونکی بوئی کسیون مین
وہی تکیہ ہی سینہ پر وہی تکیہ ہی پہلو مین

خوشی وعیش سچ ہے تو فلک اب کس جگہ ٹھہرین
ادھر دل بیٹھتا ہے درد ادھر اوٹھتا ہے پہلو مین

دلِ جانباز کو کیونکر نہ اب شوق شہادت ہو
نہین ہین پسلیان تینون کہنچی ہین دونو پہلو مین

تمہاری مردمک کی گردشون سے صاف پیدا ہے
پری کوئی ٹہلتی ہی طلسم چشم جادو مین

مکالین گر تکلف سے نہ وہ سرمے کا دنبالہ
نیا اک پیپلپہ کیونکر بنے شمشیر ابرو مین

نہین ہے مردمک دیکھی جو ہین آئینہ مین سیرین
وہ خود جا بیٹھتے ہین اپنی طلسم چشم جادو مین

وہی نکلی ہین نیکر اشکہائی سرمہ آلودہ
بھری تھی کوٹکر موتی جو اونکی چشم جادو مین

ہر اک زخم نہان دامن کو منھ پر کھلکی روتا ہے
پڑی ہی لاش یون میرے جگر کی دلکی سہلو مین

تری مژگان نے کچھ ڈہلکا کی اشک سرمہ آلودہ
لگایا قفل طرفہ طلسم چشم جادو مین

سنا ہے آئینہ مین بیٹھکر دیکھینگے وہ سیرین
تماشا پتلیونکا ہی طلسم چشم جادو مین

نگاہ و مردمک تک اونکی جانا دیکھکر ابدال
ظفر تکیہ لیے بیٹھا ہی کوئی چشم جادو مین

خدا ہی راس لائے دیکھیے اس بار مین کیا ہو
اولجھتا ہی یہان دل وہان گر پڑتی ہی گیسو مین

یہان مقیصد اوٹھکرا ہاتھ دل پر میرے آتا ہے
وہان چلنی مین رکتا ہے جو شانہ اونکی گیسو مین

معاذ اللہ اب مین کسطرح زلفین چھوڑون اونکی
بلا مین شانہ لیتا ہے تو بل پڑتے ہین گیسو مین

ذرا دیکھے کوئی اس ضد کو دیدے کی صفائی کو
لگاتا ہو نمین جب سرمہ بہا دیتی ہین آنسو مین

غزل ۵۶

خدا بخشے کہا اور دل کا اپنے خاتمہ سمجھا
لہو سا کچھ نظر آیا جو ماہر مجھکو آنسو مین

شعر ۲

کی نظر باز تو سب وصلت کی راہین ملگئین
ملگئے دل بھی جو دم بھر کو نگاہین ملگئین

تیری نظارہ مین عالم کی نگاہین ملگئین
یون الگ تھین جا کے سب منزلپہ آہین ملگئین

غزل ۵۷

ولہ

شعر ۱۷

جنبش ہی شور اشک سے عرش آہ مین
بیکل ہے جان دل جو ہی راہ گناہ مین

سچ ہی بڑا اثر ہی یتیمونکی آہ مین
مضطر ہی نا خدا بھی جہاز تباہ مین

کیونکر پھراؤن آنکھ محبت کی راہ مین
برچھی گڑی ہی اونکی نظر کی نگاہ مین

آتا ہے محوِ ناز کو ہی سیر گاہ مین
آنکھین بچھائین نقش قدم کیون نہ راہ مین

اُف ری تباہیان مری الفتین چاہ مین
صورت جو دل کی تھی وہی ہی دُود آہ مین

کہدو مسافرون سے نہ آئے کوئی ادہر
رہزن بھی لٹ چکی ہین محبت کی راہ مین

کانی ہی مجکو ضعف ہی قطع طریق کو
اوٹھتے ہین پاؤن گر دکے اوٹھنے سی راہ مین

ہی کون مجھ غریب کی لے آکے جو خبر
پھیلا آپکے پاؤن سوتے ہین جادی بھی راہ مین

دیکھو نگاہ خلق سے ٹیڑھی نہ نیدو
دنیا اولٹ ہی جائیگی ترچھی نگاہ مین

کیون جان بھی بدن سے نکلتی نہ حسن سے
پامال مین ہوا تھا حسینونکی راہ مین

پلکین بلائین لیتی ہین کس چاہ پیار سے
صورت وہ پھر رہی ہی جو میری نگاہ مین

سیراب آبلون سے نہ کسطرح مین کرون
جادے زبان خشک دکھائی ہین راہ مین

آئینہ دیکھنی سی ہوے خود بھی سبزہ رنگ
زہر اسقدر بھرا تھا بتونکی نگاہ مین

گر حسن ہو تو آئین خریدار غیب سے
یوسف کو ایک رات بکنے ہی چاہ مین

ہر روز سرفراز تو کرنا محال ہے
اوسکو کبھی کبھی عذر جو ہو گاہ گاہ مین

تھکتے ہین جب قریب وطن جاکے ناتوان
آتی ہی بوئے یار کہین کو راہ مین

غزل ۵۸

ماہر وہ تیرہ بخت نہین خوش نصیب ہی
شعر ۱۵

سرمہ نظر سی جسکی ہی چشم سیاہ مین

تاثیر درد ہجر ہے پچھلا پہر نہین
دلکی مری چمک ہی طلوع سحر نہین

کتنی شب فراق کٹی ہی خبر نہین
بگڑی ہوئی گھڑی ہی فلک کی قمر نہین

وہ نازکی نہین کہ جو غفلت اثر نہین
کیا ہوشمین وہ آئین کہ اذن کمر نہین

جوہر کا وصف جسمین نہین نیشتر نہین
کسکی زبانپہ قصہ درد جگر نہین

تاثیر اشک شور ہے پچھلا پہر نہین
کچھ رنگ شب کٹا ہے بیاض سحر نہین

بیدرد آنکھین کھول کے دیکھین تو کچھ کھلے
فرقت مین رنگ اور ہی طلوع سحر نہین

آکر سیاہ خانہ مین میرے ڈرا نہ کون
شب کا بھی رنگ اوڑا ہے طلوع سحر نہین

معشوق مین کمی کسی شی کی محال ہے
کیا جھک کے زلف دیکھتی ہی گو کمر نہین

اُف ری درازیان کہ جوانی گذار کے
آئی ہی شام ہجر کی پیری سحر نہین

ہون مثل مرغ قبلہ نما قیدی جہان
ٹکراؤن کیون نہ سر کہ مری گھر مین در نہین

زلفین لٹک کے دوش پہ کیون پھر لپٹ گئین
جس سی تھمی یہ جھونک وہ نازک کمر نہین

دنیا طلسم حسن حسینان دہر ہی
گردش ہی چشم مست کی شام سحر نہین

ہی گھر مرا اک آئینہ کسکا نہین گذر
مسدود ہی نہین ہی اگر باز در نہین

نادم وہ گر نہین ستم ہجر پر نہون
کیا بھیگتی بھی رات پسینہ مین تر نہین

غزل ۵۹

شعر

رہ رہ کے دلمین اٹھتی ہی ماہر کے کیون چمک
بجلی تڑپنے مین دل مضطر اگر نہین

ہی غول راہ دہر قمر بھی قمر نہین
اک مکر چاندنی ہی طلوع سحر نہین

بچپن کی ہی جو چال رد اپر نظر نہین
کسکی خبر اونھین ہو جب اپنی خبر نہین

سمجھا نکوئی دہر مین برق و شرر نہین
سچ ہے تڑپتے دل کی کسیکو خبر نہین

پھیلائے پاؤن سوتے ہین تکیہ پہ سر نہین
کیا کر رہی ہی کسکی نظر کچھ خبر نہین

سینہ کھلا ہوا ہے رد اپر نظر نہین
کیا جانے دل یہ کسکی ہین جنکی خبر نہین

سانس اولٹی پاؤن پھرتی ہے تاب نظر نہین
کیا ہے جو غیر حالت قلب و جگر نہین

وہان اپنی اپنی کام مین کسکی نظر نہین
وہ سو رہی ہین یون کہ کچھ اپنی خبر نہین

اپنی تو ہی یہ رائی تمہاری خبر نہین
انگڑائیون مین جو نہ کہنچی وہ جگر نہین

آنکھون مین پھر رہے ہو جو دل مین گذر نہین
کس سمت ہو کہان ہو کدہر ہو کدہر نہین

مژگان پہ اشک چشم بھی ہین لخت دل بھی ہین
اک نی نصیب ہم ہین کہ زانو پہ سر نہین

تصویر کو بھی اہل دل دیکھتے نہین
کتنا کھنچے ہین خلق سی اتنی خبر نہین

کہتے ہین رہ رہ ندھے ہوئے دل شام ہجر کے
میلی سی چاندنی ہی ضیائی قمر نہین

مژگانکی صف مین دل ہی لڑائی ہی جس سے
افسر ملا ہوا ہے امید ظفر نہین

جلتا ہے خود اگر کا بھی دل میرے حال پر
کھوئے ہے بال قبر پہ کوئی چنور نہین

جاگے ہوؤنکی چشم کا ہی عکس چرخ پر
آنکھین جھپکے ہی ہین نجوم سحر نہین

پلکونکی بھی بلا سے وہ آتی نہین کبھی
جس نیند کا حضور کی آنکھون مین گھر نہین

تصویر کھینچ رہی ہی نزاکت مین ہین مست
کھنچکر چلے کہان سے کہان کچھ خبر نہین

کیون نیند بند کرنہین کرتی ہی اہتمام
وہ چشم نیم باز اگر باب شر نہین

کرتا ہون جبین پاکے جو آنکھونکو بند مین
کہتی ہے موت ابتو وہ درد جگر نہین

کیونکر تڑپ تڑپ کے نہ رہجاؤن ہجر مین
جسکو مین ڈھونڈھتا ہون وہ درد جگر نہین

کی وسنی ہی نہ آکے عیادت مری کبھی
کیا نیند کو بھی میرے مرض کی خبر نہین

کاندھا بدلتی آتی ہین آنسو ہی سوئے چشم
جاتی ہی لاش قبر مین لخت جگر نہین

مثل حباب شیشہ ہون کہیے تو روؤن اب
آنسو بھرے ہوئے ہین مگر چشم تر نہین

حرفون مین بھی نشان ترے کیون شگاف کا
زخمِ زبانِ کلک ہے زخمِ جگر نہین

کیون بیچین نہ بیٹھکے دونونکے رو و نہین
دو لاشین دونون سمت ہین قلب و جگر نہین

عکس میان آئنہ کیون سبزہ رنگ ہی
گر زہر کا تمارے نگہ مین اثر نہین

معدومی دہن کی تو خیر ایک بات تھی
کس پر کھڑی ہین ہات رکھے گر کمر نہین

ہی آج مجمعی اور صف مژگان سے سامنا
انجام کیا ہو دیکھیے دل بھی ادھر نہین

کیا کس سی پوچھون ایک سرے عدم کو گو
سب سوتے ہین کسیکو کسیکی خبر نہین

لب بند کیون کیے ہون گلہ کیون نہین مجھے
کچھ میٹھے میٹھے درد مین لذت اگر نہین

دل چپکی چپکی جان جو دیتا ہے ہجر مین
یون دم نکل رہا ہی کہ مجھکو خبر نہین

کچھ حال تو چھپائی تو ہین اپنے زعم مین
نیچی نگہ جو کہتی ہے اوسکی خبر نہین

کیون موئی تن بدن سی نکل آئی ہین مرے
ٹوٹی ہوئی رگون مین اگر نیشتر نہین

کیون سانس چڑھتی ہی عرق آیا ہے کیلئی
بھاری جو رات آپکے بیمار پر نہین

جراح بھی چھوئے تو مین کیونکر تڑپ نہ جاؤن
اونکی امانتین ہین یہ زخم جگر نہین

آئی ہی ڈھونڈھتی ہوئی اڑتی تک اونکی زلف
سچ کہتی ہین کہ جسم مین اونکی کمر نہین

صیاد چھپتی چھپتی چھٹینگی وہ عادتین
کے دن ابھی ہوے کہ مرے بال و پر نہین

وہ محو خواب ناز ہین نکلا ہی آفتاب
دکھلا رہا ہے آئنہ گردون سحر نہین

اچھا نہ آئے تھے تو سمجھتے ہی میری قدر
کیا آپ مین ہی آنیکو اذن کمر نہین

نازک رگین تڑپ رہی ہین برق کیطرح
تعویذ کا تو آپکے بازو پہ سر نہین

سچ ہی کہ سب ہین صاحب خانہ کے دم تلک
گر دل نہین تو جان نہین ہی جگر نہین

کچھ ایسا پڑ گیا ہے محبت مین تفرقہ
دلکی ہمین تو دلکو ہماری خبر نہین

کچھ حسن اتفاق سے یون لگ گئی ہی آنکھ
آئینہ منھ پہ منھ کو رکھے ہے خبر نہین

سنکر صدا گدا کی نرکھ ہاتھ کان پر
سو در کھلے ہین باز اگر ایک در نہین

زلفین دبانے آئی ہین کیون اتنی دور سے
گر دشمنون کو آپکے درد کمر نہین

سوز و گداز شمع مین کر کچھ بھی ہی اثر
کافور کا بھی خلق مین ٹھنڈا جگر نہین

تھمتی نہین نظر دل مضطر پہ کیون حضور
پارہ نہین ہے برق نہین ہی ٹھہر نہین

وہ اور کسیکی سامنی سر شرم سی جھکائین
ہیکل کا ہے یہ بوجھ کہ اونچی نظر نہین

اینٹھی ہین ہاتھ پاؤن تشنج کا حال ہی
تعویذ کا جو آپ کے بازو پہ سر نہین

کیون نیم باز رہگئی ہین خواب ناز مین
آنکھون مین میری نیند کا بھی گو گذر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین گرتے ہین منہ کی بل
اس نازنین پہ خود انکی نظر نہین

آنکھین لڑ گئی ہین جوانی کے نشہ مین
ای شرم یہ سبب ہے کہ نیچی نظر نہین

اعضا چلے جو کھنچکے تو بولا مین نزع مین
جاتے ہو غم کہان ابھی میرا سفر نہین

کیون حضرتین پڑی ہین دوپٹے مین آپکے
مل دل کسیکے دست نگہ کی اگر نہین

دوڑی ہی بیتوات ادھر سے ادھر چلی ہین وہ
سچ ہے کہ دلکی آہ مین کیونکر اثر نہین

کیون اسکی روشنی مین نہ نکلی بدن سے دم
اتنی بھی گر چمک نہین درد جگر نہین

معشوقِ بیحجاب کو آڑا تنی ہی بہت
یہ شمع کے ہین اور پتنگوں کے پر نہین

بیدردیون سے پنیتکتی ہو کیون اوتار کے
ہیکل کی تختیان ہین یہ لختِ جگر نہین

شکنین پڑی ہوئی ہین دوپٹہ مین کیون دہان
کھنچتی ہوئی رگون مری گر اثر نہین

اک آئنہ مین عکس ہی اک چشمِ صاف مین
حیران بیٹھی ہین یہ کدھر ہین کدھر نہین

اپنی جھڑکیون کو دلکی غریبی کو دیکھیے
دعوہ بھرا وسہ کیہ مین بیداد گر نہین

ایڑی کی کھینچی لاتی ہین چلنی مین کس لیئے
گر ہونمین آنچلونکی جو لختِ جگر نہین

تربت پہ بھی سکوت شبِ وصل یاد ہے
اب تم پکارتے ہو ہمین کچھ خبر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین غیرون پہ طعن ہے
خود گر پڑی جو حسن پہ اوسکی خبر نہین

نازک جو تھے قلم کے اشارون مین کھنچگئے
تصویر کا تو نام ہے اپنی خبر نہین

لڑبھڑ کے کس سی سوئی ہین کس سے بگاڑ ہی
کون اونکی لے رہا ہے بلائین خبر نہین

مجھ بگڑے دل کی دھوم ہے چرچے ہین نام ہے
بن بن کے لیٹنے کی کسیکو خبر نہین

دل لے کے جھوٹ موٹ کا سونا جو سو ہین
یون مسکرا رہے ہین کہ جیسے خبر نہین

ایسے بھی اب نہین کہ سُنین نزع اور آہین
کچھ دل پکارتا ہے کہ اونکو خبر نہین

غزل ۶۰

کٹنا شبِ فراق کا ماہر محال ہے
کچھ کھیت چاندنی نے کیا ہی سحر نہین

شعر ۲۵

غضب ہے سبزۂ رُخ کہلی سب اوسکو مٹاتے ہین
نگاہونکی جو پڑ نیکے نشان کچھ پا ہی جاتے ہین

کوئی اونسی کہی جو ساتھ بھر دفن جاتے ہین
مبارک ہو رہین شق ہوتی ہے عاشق سماتے ہین

عبث کیون دوست دو مجکو بارِ احسان سے دباتے ہین
جو خود اوٹھی جہان اوسکا لاشہ کیون اوٹھاتے ہین

ہزارون حسن سے آپ اوسکی جامے مین سماتے ہین
اوسی بالیدگی سی آئنہ مین بال آتے ہین

نہین حاجت اونہین کچھ شمع کی جو دل جلاتے ہین
خود اپنی روشنی مین تا عدم پروانے جاتے ہین

نزاکت اون تنونکی کیا مصور آزماتے ہین
قلم کے اک اشارے مین جو کاغذ تک کھنچ آتے ہین

بشر مت کو بھی تا دستِ رس اپنی ستاتے ہین
بگڑ جاتی ہی جب صورت تب آئینہ دکھاتے ہین

وفا پروانوں کی دیکھو عبث کب لپٹی جاتے ہین
سیاہی صبح والی شمع کے منھ کی چھڑاتے ہین

دہن مین وہ زبان دیتی ہی جب یہ پاس آتے ہین
نجانے کیا پتنگے شمع سی باتین بناتے ہین

قیامت ہے غضب ہے بیٹھے آنچل سی مٹاتے ہین
نشان آئینہ مین کس کی نفس کے پائے جاتے ہین

رہین آباد و شاداں رحم جو شمعون پہ کھاتے ہین
وہی ٹھنڈا بھی کر دیتی ہین آخر جو جلاتے ہین

نہین معلوم جلنی مین وفا کیسی دکھاتے ہین
زبانِ شمع پر کچھ نام پروانون کی آتے ہین

جلانیوالے تو پتھر ہی تھے ذکر اونکا جانیدو
دل اونکی موم کب ہین شمع روشن جو بجھاتے ہین

نزاکت اونکی کام آتی ہی ہیرے مثل آئینہ
ذرا سی جب کشش ہوتی ہی وہ دلمین در آتے ہین

نگاہونکو بچا کر شمع بھی لیتی ہی بوسہ
پتنگے جلنے مین کچھ منھ سے یون منھ کو ملاتے ہین

ہماری اضطراب دلکی اب حالت یہ پہونچی ہی
نہین جمتی ہزار اپنی قدم آنسو جماتے ہین

رگین کیونکر نہ مثل موئے آئینہ مری دبیرن
کہ جوہر سب کڑون ٹوٹے ہوئے نشتر دکھاتے ہین

مثال عکس آئینہ تمہاری ساتھ ہم بھی ہین
چلو تم جاتے ہو تو گھر سے ہم بھی نکلی جاتے ہین

ہماری ناتوانی کام آتی ہی تو منزل مین
غبارِ دشت اوٹھاوٹھکر قدم اپنے اوٹھاتے ہین

برنگ بوئے غنچہ گرچہ نقل ہت مین ہوش اوڑتے
نسیم صبحکی جھونکے مری دلکو ہلاتے ہین

ذرا آنسو مرے بجھتے ہین کچھ تسکین سی ہوتی ہے
تڑپکر جب پتنگے شمع کے دلکو ہلاتے ہین

قیامت کے جب آنمین نظر آتی ہی دیرا ونکو
زمین سے چلنے مین کھنچتا ہوا دامن اوٹھاتے ہین

گلہ ہو کسیکی بیرخی کا منھ مین کیونکر
ہماری ہاتھ پاؤن جب ہمین سے اینٹھے جاتے ہین

ٹپک کر یہ صدا دیتے ہین اشک شمع کافوری
جلین دل اونکے جو ٹھنڈے کلیجے کو جلاتے ہین

غزل ۶۱

سلیقہ مثل دار بات کرنیکا نہین جنکو
مثالِ عکس آئینہ وخالی لب ہلاتے ہین

شعر ۹

یہ حباب آکے سرِ آب خبر دیتے ہین
دم جو لیتی ہین زمانمین وہ سر دیتے ہین

سچ ہے سختی سے دنی خلق مین زر ہین
چوٹ جب کھاتی ہین تب سنگ گہر دیتے ہین

شمع کہتی ہی کہ پروانونکا احسان کیا ہے
جان لیتے ہین تو ہم خود بھی تو سر دیتے ہین

اونکو گلہائی سپر جانکی منظور کرو
ہاتھ پر رکھکے تمہین نذر جو سر دیتے ہین

ہین نخیلان جہان بہی کوئی غنچہ شاید
ٹکڑے دل ہوتے ہین مٹھی بہی جو زر دیتے ہین

زخم کیطرح کبھی ہنس کے کبھی رو دہو کر
ہم خوشی آپکی ہر طرح سے کر دیتے ہین

وہ سلامت رہین یارب کہ اگر کیصورت
دفن جو مجکو مری خاک مین کر دیتے ہین

کوئی تو نکتہ ہے جانباز یونہین خاموشی
لوگ لکھ لیتی ہین جسوقت یہ سر دیتے ہین

غزل ۶۲ — ۲۸ شعر

شور شکوہ کا مین کیونکر نہ سنون اے ماہر
کچھ خبر دلکی مجھے دین تو کہتے ہین

ہم اون گلون کا قفس مین خیال کرتے ہین
ہوائی نرم سی جو منہ کو لال کرتے ہین

قدم کے نقش پہ کیون اپنا حال کرتے ہین
وہ تربتین بہی تو ہین پایمال کرتے ہین

چھری کو روک کے بیجا نلال کرتے ہین
یعنی ذبح کے ہین یون حلال کرتے ہین

اونہین کے عشق مین ہم انتقال کرتے ہین
ہٹا ہٹا کے جو زلفین حلال کرتے ہین

نہ خوش ہون وہ کہ جو دیدِ ہلال کرتے ہین — فلک کو چھری سے حلال کرتے ہین

ہر اک سی رنج ہر اک سی ملال کرتے ہین — وہ اپنی شان کا کچھ بھی خیال کرتے ہین

عدم نہ منھ کو کہو تو ملال کرتے ہین — کہانکی بات کہانکا خیال کرتے ہین

لباس خونکی چھینٹون سی لال کرتے ہین — حلال کر نہین آتا حلال کرتے ہین

کسی طریق تو سی بی سخن ہون وہ مشہور — زبان پان ہی کھا کھا کے لال کرتے ہین

اب آفتاب بھی پانی مین کیون نہ ڈوب مرے — وہ آج آئنہ مین دیکھ بھال کرتے ہین

بلائین لیتی ہی ہر بار زلف چہرے کی — کچھ اس ادا سے وہ مجکو حلال کرتے ہین

کوی پڑے ہوی لو گونسی کہدے ذبح کے وقت — یہی چھپک ہے تو پھر کیون حلال کرتے ہین

قفس کی خیر منا مثلِ غنچہ اے صیاد — اسیر صحن چمن کا خیال کرتے ہین

یہ کیسے لوگ ہین یارب فرشتگانِ لحد — کہ جانکر ہمین بیجان سوال کرتے ہین

زبان بنکی ہزارون دعائین دیتا ہے — کچھ اس ادا سے وہ دل پائمال کرتے ہین

ہماری فرج مین منھ کا بھی پھیرنا تناضرور
جہانگیر مین یون بھی کسیکو حلال کرتے ہین

فرشتگان لحد چھیڑنے سے کیا حاصل
جوابدہ ہمین ہم بھی سوال کرتے ہین

کشیدہ کون ہو تیر افگنان عالم سی
کھنچی کمانکی یہ گوشمال کرتے ہین

خیال خاطر نازک تھا عفو ہو تقصیر
جگر کو تھامہی اب عرض حال کرتے ہین

غرہ کی ہاتھ بھی کہتی ہین اوٹھکے اوسکی طرف
فقیر اوسکے اوسی سے سوال کرتے ہین

وہ لوگ بھی ہین جو ہین دور چشم کے کشتہ
چھری سی ہمکو تو ڈورے حلال کرتے ہین

کسے نہ تم نظر آئے پناہ موسی سے
کہ دیکھکر ارنی کا سوال کرتے ہین

جو نامت آتی ہی پھولونکی اونکی ہاتھون مین
وہی ہمارے کلیجے کا حال کرتے ہین

عوض جواب کے دیتے ہی تجکو بنتا ہے
ترے فقیر غضب کا سوال کرتے ہین

ہوئی ہی باغ کی پھولون سے جب سے کچھ چشمک
وہ جاگ جاگ کی آنکھونکو لال کرتے ہین

نہ جا صبا کے فقیران آسیا خوپر
یہ جتنا سیر ہون اوتنا سوال کرتے ہین

جناب موسی عمران پناہ دیدے سے | یہ اُسکی دید کا حضرت سوال کرتے ہین

غزل ۶۳ | اونہین کے عشق مین ماہر کی جان جاتی ہر | شعر ۴۴
بچے ہوئے جو لہو سی حلال کرتے ہین

جراح درد زخم سے رو رو کے یہ نہین | دل ہنس رہا ہے بخیۂ تار رفو نہین
اب کیون ترے گدا کا سفر مثل بو نہین | حسرت نہین مراد نہین آرزو نہین
اب کیا کہون کسی سی کوئی آرزو نہین | حسرت ٹپک رہی ہی جگر کا لہو نہین
ناقدر درد غم کے نہو نیسے شاد ہین | مین یہ تڑپ رہا ہون کہ دل کیون لہو نہین
یون حبس دم کیی ہین قفس مین اسیر باغ | شاخون مین پھول اک نہین پھولون بو نہین
پروانو نکو جلا کے دکھا شمع کا نہ دل | اب بھی کہو سفید جہان کا لہو نہین
سینہ پہ ہاتھ رکھکی کبھی پڑھ دو فاتحہ | میت ہے یہ بھی ایک مری آرزو نہین
دھبا لگا یا آپ مین کس احتیاط پر | اتنا بھی ہو نہ شوخ تو دل کا لہو نہین

آرام پاکے کہتے ہین دل سی مری دفع
ناحق گلہ تھا اسمین بُری کوئی خو نہین

مستون بغیر بزم مین کیا دل لگی مرا
شیشہ نہین ہی جام نہین ہی سُبو نہین

رُوٹھی جو دل مرا تو کوئی دلسی یہ کے
پھر کیون خفا کرو جو منانیکی خو نہین

کہتے ہین رنگ اوڑا کے حنائی کسیکے ہاتھ
جو چُلہون نہ روز گھٹے وہ لہو نہین

ذرہ ہے میری خاک کا دامن سے جا پڑی
ای دوست میری اور کوئی آرزو نہین

شاید کہ مر گیا دلِ نالان مرا کہین
چپ چپ سی شہر مین ہے وہ غل کو بکو نہین

مجھتک تو عادتین تہین جگانیکی رات بھر
سونے نہ دی اور نہین یہ مردلکی خو نہین

پر تو پڑا ہے دلکی چمک کا مرے ضرور
بجلی مین بے سبب تڑپنے کی خو نہین

کمسن ہین گر نہ چال مین اولجھین تو کیا کرین
گرنیکی عادتین ہین سنبھلنی کی خو نہین

اب کس امید پر مجھے ناوک لگائین وہ
رنگت پکارتی ہی کہ دل مین لہو نہین

کہتے ہے دل مین ڈال کے روزن مراد دل
اس در کی جو فقیر نہین آرزو نہین

دہار و نکا زور دیکھ کے ناوک لگائیی
اولٹی پھرین تیر تو دل کا لہو نہین

کہتا ہون تم دیکھ کے حسرت زدونکو مین
سُن رکھین سب کہ مجکو کوئی آرزو نہین

دم ہو خفا تو ہجر مین دل ہی نہ تنگ ہو
معشوق کب ہے جسمین بگڑینکی خو نہین

کیون مست خونِ دلکو سمجھین شراب سُرخ
مے کی نہ چھینٹ ہو تو لہو بھی لہو نہین

کہتا ہے دل جلا کے مرے درد کا مزا
وہ دل نہین کباب کی کچھ جسمین بو نہین

دل بے لباط ہو تو ڈرو اور ظلم سے
پھٹکی سا ہو جو خون وہ لہو کیا لہو نہین

مستونکو کیون نہ درد ہو ٹوٹین جو ایسے دل
ہی کون جسمین شرکتِ خون سبو نہین

خنجر کا منہ بھی رنگ کے پردہ مین ہے نہان
دیکھو سمجھکے تم بھی تماشا لہو نہین

دل مین یہی سمجھکے وہ رہنے دین اپنے تیر
غیرونکی آرزو ہی مری آرزو نہین

پیکانمین رنگ پاکے مکدر نہ اتنے ہو
جو خشک ہو گیا وہ لہو کیا لہو نہین

وہ تیر پر لگا رہے ہین تیر اسلیے
کہتا ہے جوشِ خون کہ ابھی دل لہو نہین

دنیا مین اتنی عمر پہ ہی ای شفق یہ حال
مین بھی تو ایک ہو گئی مرادل لہو نہین

گر درد زخم دل کا سنوگے تو ہو گا کیا
چھوٹی سی منھ کی بات بڑی گفتگو نہین

ظلم ہوا گلو نپہ ہی بلبل اسیر ہے
کیا ہو رہا ہے اب خبر رنگ و بو نہین

تولید خو نکی مردہ دلی مین عبث ہے فکر
جو دل کی جان تہا وہ لہو اب لہو نہین

ایسے غریب دل کو نہ چھاتی سی کیون لگاؤن
خصلت نہین ضد و نکی مچلنی کی خو نہین

جلاد رو ئینگے دل زخمی کے حال پر
باتین شکست بخیہ تار رفو نہین

زخمی دل سیے ہوئے لب کی صدا نہین
ٹانکو نکا ٹوٹنا ہے مری گفتگو نہین

جلاد جلتے خون کا ادنی یہ حال ہی
بجلی زمین پہ لوٹ رہی ہے لہو نہین

برعکسیون سے عکس کے الٹی ہین کیا نصیب
آئینہ اونکے آگے ہے پھر روبرو نہین

تفریح اوس سے ہو یہ رولائے جہان کو
غنچے کے دل مین ہی مری حسرت کی بو نہین

رنگت تو کہہ رہی ہی مرا طور ہی برا
ہمت پکارتی ہی ابہی دل لہو نہین

اتنا تو کوئے دل کا نشان مجکو یاد ہی	غش کی سی عادتین ہین تڑپنے کی خو نہین
یہ کیا کہ میرے پاس تھمین سو دلمین حسرتین	اب اونکی پاس ہے تو کوئی آرزو نہین

غزل ۶۴ — شعر ۳۴

گل دی کیون خموش ہو ماہر شمعِ بزم
چھن جائے منھ کی بات تو کچھ گفتگو نہین

مجھے اس شرط سے دی ہی جگہ گردون نے گلشن مین
گرے بجلی تڑپکر گر پڑے تنکا نشیمن مین

رگِ جان عین سوزِ غم نہ کیونکر ہو مرے تن مین
گلِ آتش ہو وہ بھی خس جو ہو شعلہ کے دامن مین

نصیبِ طبع کی تاثیر یون ہے شعر کے فن مین
عوض شیرونکے جیسے بُو رہے شیرونکے مسکن مین

قدم ڈالے نکیون دل ہر طریقِ صاحبِ فن مین

اسد جاتے ہین بیشہ کی طرح غیر دن کے مسکن مین

کوئی دم دے رہی ہے تیغ دستِ تُرک پر فن مین

رگون کو اپنی کچھ بھڑکا ہوا پاتا ہون گر دن مین

کوئی تو پوچھ دے یہ باغبان سے مجھکو گلشن مین

وہ کھٹکے آنکھ مین کیونکر جو تنکے تھے نشیمن مین

معاذ اللہ کیسی منتین بانکی لڑکپن مین

غضب ہو جائے نیچا سر ہو سپنین طوق گر دن مین

پھر آمد غم کی ہے دلمین الٰہی خیر امید دنکی

اسد مایوس ہو کر صید سے آتا ہے مسکن مین

بند ہین باندہی کسیکی اہلِ وحشت غیر ممکن ہے

ہوا کیا گر پڑی زنجیر رشتہ پائے سوزن مین

ترس کھا ہم صفیرون پر بھی جو ساتھ آئے ہین

مین جس مٹھی مین ہون گلچین چھپا لے اوسکو دامن مین

ہوا کے دم سے اتنا بھی اگر ہے تو غنیمت ہے

مرے بدلے مرے پر آتے جاتے ہین نشیمن مین

اگر ہے طالبِ قطعِ سفر رہبر کے پیچھے آ

اولجھکر رہگیا رشتہ بڑھا جب راہِ سوزن مین

کسیکا راز افشا کر نہ اپنی بیحجابی سے

کہ عریانی پہ عادت پردہ پوشی کی ہے سوزن مین

خبر اونکو نہین باتون مین یون بیٹھے ہین تربت پر

بلائین سر سے پاتک لے رہا ہے کوئی مدفن مین

یہی تو ہین ادائین قتل کرتے ہین جو محفل کو

کہ خود بیٹھے ہین اور تصویر پوشیدہ ہے دامن مین

زبان سے کام کم لے گر بقائے دم کا خواہان ہے

کہ عمر رشتہ گھٹتی جاتی ہے رفتار سوزن مین

سمجھکر مال اپنا لیگئین اشکونکو بھی نظر مین

وہ رزق برق تھا دانہ جو کچھ تھا میرے خرمن مین

کبھی اونکی لحد کی سمت بھی ہو کر نکل جاؤ

نگاہین جنکی جالا بنگئی ہین چشم روزن مین

کبھی گرتے ہین جب دشمن تو مین سنکر یہ کہتا ہون

انیلی چال چلتے ہین اوجھ جاتے ہین دامن مین

مری اک قید نے حالت یہ کی ہے ہمصفیرون کی

بھرا ہے خانۂ صیاد سناٹا ہے گلشن مین

تعجب کیا جو چھلّے کی طرح دل بھی نکل آئے

لیئے بیٹھے ہین وہ مٹھی چھپائے ہین جو دامن مین

نظر مین کیون نہ اونکی نشہ آتا اونکی آنکھون کا

کہ مے مستون کے ہاتھون سی بھی گر پڑتی ہی دامن مین

عجب کیا اس بلانے سے چلا آئے اگر قاتل

اشارون کی ہے صورت جنبش رگہائے گردن مین

بدی غیرون کے آگے ہو رہی ہے کب سے تربت پر

ہمین دیکھو کہ ہم چپکے پڑے سنتے ہین مدفن مین

رہے قطرہ نہ باقی ہان دم شوق شہادت ہان

بدن بھر کا لہو کھچتا چلا آتا ہے گردن مین

دوبارہ ہون نکیونکر قتل یہ کہکر جو وہ روئین

بدن پر سر نہین ہم ہاتھ ڈالین کسکی گردن مین

جدائی انمین بہی کیا تیغ سے ہونے کو ہے قاتل

گلے ملتی ہین آپس مین رگین جتنی ہین گردن مین

اب اس سے بڑھ کے کیا شوقِ شہادت ہوگا ای قاتل

رگین کہنچتی ہوئی ساری سمٹ آئی ہین گردن مین

فلک کے دور مین انسان رہے ثابت قدم کیونکر

دمِ گردش تو پتّھر بھی نہین تہمتا فلاخن مین

خبر پائی ہے شاید قتل کی اے بیخودی کوئی

بدن سے خون جو دوڑا ہوا آتا ہے گردن مین

اوتر کر زلف نے اوسکی جگہہ روکی ہے شانہ پر

کبہی مین نے جو باہین ڈالدی تہین اونکی گردن مین

محبت مین بھی اونکے قتل کا ہے اک نہ اک مطلب

جھکا کر سر دیا مین نے توڑ الا ہاتھ گردن مین

کوئی اس سن کو تو دیکھے عوض مین کچھ چڑھانیکے

لحد کے پھول بھی چنکر لیئے جاتے ہین دامن مین

غزل ۶۵ شعر ۱۶

بشر ہو کر فلک کی گردشین ماہر سہے کیونکر

کہ چکر آتا ہے پتھر بھی جب آتا ہے فلاخن مین

گہر صفت اضطراب مین ہون جہان ہون اک انقلاب مین ہون

میان خشکی بھی آب مین ہون مین آبرو سے عذاب مین ہون

نکیون مین سالک حساب مین ہون تری ہی آداب و داب مین ہون

خموشی بس اس حجاب مین ہون مین آور گویا جواب مین ہون

عدو سے اوٹھکر عذاب مین ہون محاسبہ کے خطاب مین ہون

ہوسمین کیا کہ عقاب مین ہون جہان ہون اک انقلاب مین ہون

مین خاک گویا جواب مین ہون کہ اونکے سن کے حساب مین ہون

مگر مین سبزہ خطاب مین ہون کہ رہرووُنکے عذاب مین ہون

کہون تو کیا کس حساب مین ہون زمانہ روندے مین خواب مین ہون

لحد عجب اضطراب مین ہون صدا سے اونکی عذاب مین ہون

مین اپنی فکرِ عقاب مین ہون وہ جانتی ہین کہ خواب مین ہون

گناہ پر بھی ثواب مین ہون خموشی رحمت کے باب مین ہون

کفن کے اس پیچ وتاب مین ہون مین بیحجاب اور حجاب مین ہون

ہمیشہ آباد ساقیا تو نہ کیون ہو مینا کی طرح اچھو

اودھر ہون تا حلق اپنی ملوا دھر گلے تک شراب مین ہون

برنگِ بوئے چمن جو کھویا مین بیٹھ کر دل کو خوب رویا

ہوا بس آتے مین کوئی گویا کسیکے رخ یا گلاب مین ہون

نکیون لگی آگ جسم و جانمین یہ سوز کہتا ہے استخوان مین

کبھی ہونمین نبضِ عاشقان مین کبھی مین سیخِ کباب مین ہون

نہ ڈوبے مجھسا بھی کوئی بیکل کہ سارے دریا مین اک ہی ہلچل

ابھر رہی ہے زمین سے ریتل غضب کے مین اضطراب مین ہون

بیان ہو کیا حالِ قلبِ مضطر تڑپ رہا ہے اوٹھا اوٹھا کر

جہان مین ٹھیلے نہ درد کیونکر شبِ فراق اضطراب مین ہون

سقر مین کیا جی یوہین مین ہارا کیا تھا شعلون نے کچھ اشارا

مین دستگیر ونکو یون پکارا چلو چلو مین عذاب مین ہون

لحد کے دُکھ تو فلک نے ڈالے نہ منھ سے پر یہ سخن نکالے

چلین نہ اسطرح چلنے والے قدم کے نیچے مین خواب مین ہون

OSMANIA UNI
LIBRA
HYDERABA

مرد ہائے جو قلبِ مضطر تو سر پہری صورتِ مقدر

نکیون ہون غلطان مثالِ گوہر غرق خود اپنے آب مین ہون

سُنا دے حکم ای حساب والے سقر مین جائین عذاب والے

جواب دینگے جواب والے کریم مین کس حساب مین ہون

غزل ۶۶

نہ خوش ہون ماہرستا کے دشمن جو ہون مین گردش سے خشت آہن

زمانہ بھی تو بنے فلاخن جو دم کو مین انقلاب مین ہون

شعر ۶۹

صاحب بساط قدرسی خالی کہین نہین — تکیہ وہ کونسا ہے جو مسند نشین نہین

ہی دُور کون دست دو جو سیر قرین نہین — سینہ مین وہ ہی دل جو کم از دُوربین نہین

احسان لے نہ تو مثل ترا بھی کہین نہین — اکسیر ہے وہ خاک جو اہن نشین نہین

کس سی ہو نامِ عشق کوئی نازنین نہین — مجنون تو ہین بھی لیلیٰ محمل نشین نہین

ای چرخ کاملون کی جگہ کیون کہین نہین — تکیہ سی بھی یہ کم ہین جو مسند نشین نہین

کیا آنکھ مُرکے دیکھتی ہی کیا کہین نہین — دنبالہ سُرمہ کا ہی کوئی دُوربین نہین

مٹجائی شکلِ حزن تو جانو حزین نہین
تقدیر کا لکھا ہی یہ چینِ جبین نہین

عاشق تو نکی مثل تو خود نازنین نہین
عکس انکا جسکے رخ مین نہین وہ حسین نہین

پینے مین محتسب کو یہ کیون ہی نہین نہین
شیشون کا ہی خیون مئی آتشین نہین

کیونکر مکان بھی باعثِ زیبِ مکین نہین
بیحس ہین وہ حرف جو کرسی نشین نہین

نے روئے کیون نہ رودون کہ مجھسا خرین نہین
آنکھو نپہ آستین ہے چینِ جبین نہین

سچ ہے پناہ سبز خطون سے کہین نہین
یہ آبِ زیرِ کاہ ہین حسنِ حسین نہین

کیا اہلِ نام چین سے اپنے گھر مین سوئین
جب آشنا زمین بسترِ نگین نہین

ہو لامکان تو اہلِ فنا سے کرو نہ نان
گر تم کہین نہین ہو تو یہ بھی کہین نہین

جامہ ہین مار کے ہون جو زہرِ جنون سے ہین
افعی کے تن کا پوست یہ ہے آستین نہین

گر ہو نہ وصفِ ذات تو شہرت سے کیا حصول
اک نام ہے چراغِ مکانِ نگین نہین

بوسہ کے ہین نشان پہ کیون نازنین خفا
شاید لیا ہو خواب مین مجکو نہین نہین

نامی جہان مین گر ہے تو کسب حیا بہی کر
گر آنکھ ہی مین آب نہین تو نگین نہین

مین اک فشارِ قبر کا شکوہ کرون تو کیا
دنیا مین کس کی خونکی پیاسی زمین نہین

زیرِ زمین قیدیِ جامہ ہونگین کیا
ہاتھونکی ہتکڑی شکنِ آستین نہین

ہے صاحبِ وقار تو کر ترک بانکپن
گر کج کلاہان ہون تو حسن نگین نہین

کبتک چھپے رہوگے دکھا بہی چکو جمال
کیا خوب تو سامنے ہین اک تمہین نہین

کر صاحبِ وقار پہ تہمت نہ طنز کی
چشمک زنی پہ میلِ مزاجِ نگین نہین

طبعِ نفیس مائلِ مالِ جہان ہو کیا
فاسد غذا صدف کی ہی دُرِ ثمین نہین

ای چرخ خانہ زادونکی اور اتنی آبرو
قابل صدف کے گوش کے دُرِ ثمین نہین

تکرارِ نفیِ وصل مین اتنا ہے خیال
اقرار ہو بجائے تمہاری نہین نہین

پر تو دکھا دیا تو سراپا دکھا چکے
اب تم مری نگاہ مین پردہ نشین نہین

کھو جاتی ہو تم آنکھون ہی آنکھون مین کسطرح
آنسو نہین ہو سُرمۂ چشمِ حسین نہین

جلتی زمین پہ کیا مرے وادی کی آئین وہ
ہین موم خام شمع غزالان چین نہین

ہون آتشین لباس گل شمع کی طرح
شعلہ نہین اگر تو مری آستین نہین

ہون عکس آئنہ تو نہ کھلواؤ منھ مرا
گر مین حسین نہین ہون تو تم ہی حسین نہین

ہے غرق مالدار کا باعث جہان مین مال
کشتی صدف کی کون ہے جو تہ نشین نہین

اولٹی نہ باتین ہون جو زمانیکی طرح سب
ہان سی بھلی لگے نہ تمہاری نہین نہین

ایسا برا ہو نین کہ ہی جس مین جسکا عکس
صورت نما مرے نہین تو خود حسین نہین

کہتی ہی ہر کلی کی قبا چاک کرکے بو
جسمین نہ دست غیب ہو وہ آستین نہین

پروانی پوچھتی ہین اشارون مین کچھ جو بات
کہتی ہے شمع سر کو ہلا کر نہین نہین

نامی بھی انتظار اجل مین مرین نہ کیون
پتھرائی جسکی آنکھ نہین وہ نگین نہین

ای ضعف درد ہجر مین رونے سی کام ہی
ابرو تو آنکھ پر ہی اگر آستین نہین

ڈھونڈہ آیا ہر طرف دل بیتاب بہی مرا
ای وای تیرے درد کا درمان کہین نہین

پروانونکو قرین نظر آتا ہی کیون عدم — شعلہ جو شمع کا صفتِ دُور بین نہین

یون گر نہ آئے دیکھکے ارمانون ہی کو آؤ — یہ کیا یہ سب تو دلمین بسی ہین تمہین نہین

لاکھون ہی حسرتین ہین تمنائین سیکڑون — بستی جو میرے دلمین بسی ہی کہین نہین

دیکھو خرامِ ناز سے دبتا ہی دل مرا — پھر یہ کہوگے ہمسا کوئی نازنین نہین

رسوائے خلق ہی ہوئے منہ پر بھی آئی بات — وصلت مین اور کیجیے مجھسی نہین نہین

کھوئی ہی خلق آپ تبا کسطرح ملے — گر تم کہین نہین ہو تو کوئی کہین نہین

نامی جہانکی دور مین محتاج کیون نہون — دیکھے ہر اک کا ہاتھ نہ جو وہ نگین نہین

پرتو سے شکل دیکھنی والون نے دیکھ لی — سمجھے تھے تم کہ یہان کوئی بار یک بین نہین

بیہوش لوگ دلکی نگہ سی ہون کیا نہان — یون چھپ کے آج بیٹھے ہین ہمسی کہین نہین

ظاہر کے خاکسار و نمین ہین عیب بھی ضرور — پانی مرے نہ جسمین وہ کوئی زمین نہین

آنسو پونچھینگے کاہکشان شبِ فراق — عریان تنونکی آنکھ پہ گر آستین نہین

سایہ بھی ہو نہ پاس تو کسکا کرون گلہ
مین اپنا آپ ہجر کی شب ہمنشین نہین

جو چاہو اپنی منھ سی کہو مین نما نونگا
ہر جا ہو میرا جان تو کیونکر کہین نہین

آوارگی کے لطف کو سورن سے پوچھیے
لاکھون بنائے گھر مگر اک مین مکین نہین

پھر پھر کے میری نیند کو ڈھونڈین تلیان
گر آنکھ مین نہین تو جہان مین کہین نہین

جلوے سے یہ بھی دیکھنے والے سمجھ گئے
ظاہر کے سب حجاب ہین پردہ نشین نہین

اولٹی ہوئی ہے آنکھ ہو نیچی تو کیا کرین
بیکار کی ہی بات کہ وہ شرمگین نہین

کی تھی نہ لیکے قدر تو یہ کیا ضرور تھا
یون کھو دیا کہ دل کا ٹھکانا کہین نہین

کہتے ہین جاگے آنکھ کے پردے پڑے ہوے
یہ آنکھ وہ ہے اسپہ بھی جو شرمگین نہین

اولٹو نقاب منھ سی دکھا بھی چکو جمال
ایسا نہو کہ لوگ کہین تم حسین نہین

آنکھونکی آگے لاؤ تو دیکھو جہانکا حال
دنبالہ سر کا بھی کم از دو رہین نہین

غائب جو آنکھون آنکھون مین میری ہو ہو لوگ
ای نیند تیری طرح سے وہ بھی کہین نہین

تو بہین کہین چھپی بیٹھی ہو میرِ جان
یہ بھی کہین ہوا ہے کہ ہو اور کہین نہین

کر خاک نفس کو تو ہو عاشق تری ہی خلق
جسپر مرین نہ سب کوئی ایسی زمین نہین

صاحب ہنر ہو نمین تو قدم سے لگا ہی نام
حسن جزام کلک ہے نقش نگین نہین

کیا چلتے پھرتے لوگونکا شکوہ ہو اے فراق
بیٹھا ہوا جو دل تہا وہی ہمنشین نہین

ای بیخودی کرا منے کا آج کیا سبب
سینے مین دیکھو درد تو میرے کہین نہین

ای کھوئے دل یہ سینے مین کیا ہو رہا ہے اب
کیا چیز کسکو ڈہونڈہتی ہین کیا کہین نہین

بیمار پڑکے لوگ تو اوٹھ بہی کھڑی ہوئے
اللہ میری درد کا درمان کہین نہین

غزل ۶۷

بیٹھوگے لاکھ ہتکے جو ماہر سی ہوگا کیا
مژگان پہ اسکی اشک کم از دور بین نہین

شعر ۱۱

ردیف الواؤ

رُلوا دیا ملائک عرشِ آلہہ کو
کیا دل دوکھا نیمین یہ طولا ہی آہ کو

عمرِ رواں سی دُور رکھ ای دلِ گناہ کو
ہے قہر قرب کوہ جہازِ تباہ کو

اشکون سی کچھ سکون ہے مجھ پُر گناہ کو
تھا بنا ہے لنگرون نے جہازِ تباہ کو

کہتی ہی چھوکی آہ یہ عرشِ الٰہ کو
دیکھین ملک بھی آج مری دستگاہ کو

دیکھا فلک کو توڑ کے عرشِ الٰہ کو
کیونکر کہونگین تیرِ ہوائی اب آہ کو

کیون اٹک ہون ضرور مجھ پر گناہ کو
لنگر سے روکتے ہین جہازِ تباہ کو

دیکھین بشر جو چشمِ بصیرت سے اک نظر
ہر رگ دکھائے معرفتِ حق کی راہ کو

درویش طبع جو ہین گزرگاہِ دہر مین
چلنے مین چھوڑ دیتے ہین وہ شاہراہ کو

ای آہ دل کو پھینک تنِ بے سکون سی تو
لنگر سے کام کیا ہے جہازِ تباہ کو

کیونکین وہ دلِ ستم زدہ مضطرب کو ہو
ہے بادبان قہر جہازِ تباہ کو

غزل ۶۸

ماہر یہ غفلتِ کفن و قبر تا بہ کے
اب چھوڑ بھی جہانکے سفید و سیاہ کو

شعر ۲۳

سوزِ غم آہون سی میرا تیز تر کیونکر نہو
آتشِ سوزان ہوا سی شعلہ ور کیونکر نہو

اشک سی زیب مژہ لختِ جگر کیونکر نہو
آب دین جس نخل کو وہ بارور کیونکر نہو

داغِ غم پیری مین میرا جامہ در کیونکر نہو
چاک دستِ مہر سی جیبِ سحر کیونکر نہو

سخت جانی مین مجھی سوزِ جگر کیونکر نہو
سنگ خلقت ہون تو باطن مین شرر کیونکر نہو

شیب مین لے نور ہر داغ جگر کیونکر نہو
گل چراغِ ماہ ہنگامِ سحر کیونکر نہو

داغِ دل وقتِ جوانی جلوہ گر کیونکر نہو
ضو فشان ہنگامِ شب نورِ قمر کیونکر نہو

دل سی پایا پھل نہ مین بے گر تو اسکا کیا عجب
جو شجر اک سرو ہو وہ بی ثمر کیونکر نہو

ہی شبِ کوتاہ وصلت مین گذشتہ کا بیان
ذکرِ طولِ شامِ فرقت مختصر کیونکر نہو

عکسِ داغِ سینہ سی پکی نہ کیونکر دل مرا
تابشِ خورشید سی پختہ ثمر کیونکر نہو

اوّل و آخر عدم سی ہی بنا واحد ہو مین
مبتدا جو ہی وہی میری خبر کیونکر نہو

تن کی تاریکی سی گہبراتی ہی روحِ فرطِ غم
داغِ قندیلِ درِ زخمِ جگر کیونکر نہو

پڑھ چکا ہو جو کتابِ قصۂ زلفِ دراز
پھر مطوّل اوسکی آگے مختصر کیونکر نہو

مجھپہ تنہا کٹ رہی تھین ہجر کی راتین فلک
گرم پہلو کرنیکو داغِ جگر کیونکر نہو

جب کمالِ اوج سوزِ آتشِ فرقت کو ہو
شعلۂ سرکش نگاہو نمین قمر کیونکر نہو

ختم کردی عشق جب مجھپر جہانکی انقلاب
دوست دل سا دشمنِ بیداد گر کیونکر نہو

جب قیامت کا ہو پیلا وامرے غم کو حصول
دشتِ محشر دامنِ زخمِ جگر کیونکر نہو

وار پیہم جب چلین گردونکی مجھپر زیست مین
پھر مری تیغِ اجل آخر سپر کیونکر نہو

خانمان برباد ہوکر مجکو مرنا ہی فلک
تیر بجانب ہے زمین کے دل مین گھر کیونکر نہو

داغِ فرقت جا سے ہین دلچسپ اے سوزِ جگر
یاد لطفِ وصل کا آخر اثر کیونکر نہو

بسمل شمشیرِ طولِ شامِ فرقت ہون فلک
میری نظر و نمین شفق خونِ سحر کیونکر نہو

جزوِ آفاتِ سماوی کو نہ بدلون کل سے کیون
شاق تر مجکو یہ دردِ نیم سر کیونکر نہو

فتح باب شوقِ صحرا مجھپہ جب کردے جنون
آہنی دیوارِ زندان ہو تو در کیونکر نہو

غزل ۶۹	یاد مین آہوئی چشمِ یار کی نکلا ہے دم مرگِ ماہر کی خبر وحشت اثر کیونکر نہو	شعر ۱۹

کہان تابِ کسافت ضاطبعِ مصفا کو
کہ دستِ صبا و ساقی سی بہی قی آتی ہی مینا کو

کیا ہی یاد کن مستون نے ساقی آج صہبا کو
کہ بنکر شورِ قلقل ہچکیان آتی ہین مینا کو

لگا اتنی تو آگ اوآتشِ فرقت سراپا کو
سپند آسا اوڑادون مجمرِ دل سے سویدا کو

پلادون کیون نہ آبِ بادہ وحشت مین صحرا کو
زبانِ خشک سمجھا ہو نہین نقشِ کفِ پا کو

ملا خلقت سی خونکی اطف و قلبِ مصفا کو
مئی گلرنگ سی حاصل ہو کیفیت جو مینا کو

بصیرت سے کبھی دیکہی جو مجنون دلکی صحرا کو
نہ سمجھے خیمۂ لیلے سی کم داغ سویدا کو

یہی حسرت ہے اے دستِ جنون مجھ وحشتِ پیما کو
مثالِ گرد پھٹتے دیکہ لون دامان صحرا کو

طمانچہ موج کا آخر پڑا مونہہ پر حبابون کے
گرہ مین اور باندہ مین مہ ہائے آبِ دریا کو

سوئی گر دون نظر پڑتی جو میری نشہ مین
سمجھتا خوشۂ انگور مین عقدِ ثریا کو

فلک اوسکی مین شمع بزمِ الفت کا ہوں پروانہ
کیا ہے میر فرشِ ارضِ حسنی کو صحرا کو

کمی ہی گر دغمی آنسو نمین کیون ہو قلت
کہ ساحل کا تو گھٹجانا بڑھا دیتا ہے دریا کو

اگر انکا بھی تو طیران چاہے صورتِ سیمرغ
پر پرواز پر کاہ ہون ہر کوہِ صحرا کو

پیادہ چلتی اولیلی تو رتبہ اور بڑھجاتا
سمجھتا سجدہ گہ مجنون تیے نقشِ کفِ پا کو

یہ حسن بیکس نے وقتِ غرق آہ سرد کھینچی تھی
حباب اب بڑھے ہین سب سر سی ردائے آبِ دریا کو

نکیونکر بیمحابہ دامنِ یوسف پکڑ لیتی
گریبان اپنا اکدن چاک کرنا تھا زلیخا کو

ترقی خواہ نورِ حسن اتنی ہی نہون عاشق
اندھیرے نے کچھ کم تھی تجلی چشمِ موسی کو

تری بیمار کو دم توڑتی گر دیکھ لیتی وہ
مثالِ نبض تڑپن بھر تہی مسیحا کو

تڑپکر ہجر کی راتین کٹین جب قید یوسف مین
ہنسی آئی ہی کیا کیا اپنی رونے پر زلیخا کو

غزل

کسیکے ناخنِ نازک جو یاد آتے ہین اے ماہر
گرہ ہر شک کی کھل کر خجل کرتی ہی دریا کو

شعر ۱۴

اچھا یوہین سہی شبِ فرقت بسر تو ہو
یون رنگ ہو سفید کہ طالع سحر تو ہو

مانندِ شمع خلق مین سودائے سر تو ہو
سر جسم پر رہے نہ رہے تاجِ زر تو ہو

کم بڑھکے آبرو ہو تو خیر اسقدر تو ہو
دریا سی شے گھٹی تو بقدرِ گہر تو ہو

ای چشم اونکی عکس کا پتلی مین گھر تو ہو
پھر دیکھین باہر آنکھ کی تل بھر نظر تو ہو

اشکون سی کچھ نہ اور ہو حفظِ نظر تو ہو
جب گھر لٹی صدف کا گہر قفلِ در تو ہو

ای عشق دل مین آرزوون کا گذر تو ہو
سچ ہے کسیطرح مرا آباد گھر تو ہو

مرجائی دل جو سینہ مین نالان جگر تو ہو
جب لاش گھر مین ہو تو کوئی نوحہ گر تو ہو

وحشت کا عکس قیس مین پیدا اثر تو ہو
پھر دیکھین آئینہ کی نہ دیوار و در تو ہو

گردون نے یہ سمجھکے دیئے مجکو اشکِ چشم
لنگر سفینۂ صدفی کا گہر تو ہو

کام آئے دل نہ جنبشِ ابرو مین کسطرح
تلوار جب چلے کوئی سینہ سپر تو ہو

ہین سخت جان قیس سو آسیاسی کیا
کوئی مرض نہین ہی تو درمان تہر تو ہو

گر ہمنشین کوئی نہین واقف نہین سہی
آگاہ دردِ دل سی ہماری جگر تو ہو

گویا اگر نہین تو نہون یہ بھی اک ہنر ہے
سب کچھ سہی تبونکی خدایا کمر تو ہو

دلکی جلا دیکھاتی ہی ما مہر جمال دوست
مجھسا کوئی سکندرِ آئینہ گر تو ہو

غزل ۷۱ — ولہ — شعر ۲۰

تیغِ جفای چرخ کا کوئی اثر تو ہو
چھوٹا بھی داغ ہو تو بقدرِ سپر تو ہو

آئینہ لیکے جاؤن نکیونکر مین سامنے
اونکی کسیطرح سے اِدھر کو نظر تو ہو

اب دلمین گڑ گئی ہی مثالِ سنانِ تیر
وہ دن تھے اور آج سی ترچھی نظر تو ہو

باغِ جہان مین اہلِ ہوس ہین برنگِ گل
ہون داغ دل مین یا نہون مٹھی مین زر تو ہو

بنتِ عنب کے عشق مین اتنا تو ہو اثر
شیشہ جو ٹھیس کھائے تو دل کو خبر تو ہو

بوی اثر تو کچھ ہو محبت کے رنگ مین
بلبل فغان کرے تو گلون کو خبر تو ہو

کہتا ہی پھیل پھیل کے یہ دودِ دل مرا
اتنا فلک گھٹے کہ گل نیلوفر تو ہو

صیاد ہوش بھی نہ اوڑین تو کیا عجب
مجھسا ریاضِ دہر مین بے بال و پر تو ہو

بلبل کو اسقدر تو ہو صیاد عشقِ گل
چٹکی کلی چمن مین تو دلکو خبر تو ہو

غش آگیا کلیم کو یا دیکھ ہی لیا
کھلجائیگا وہ نور کہین جلوہ گر تو ہو

کٹتی نہین جو یون شبِ فرقت مری فلک
کافور زخم اوڑکے طلوعِ سحر تو ہو

رنگین خیالیان نکرون کیون مین قید مین
آخر کسی طرح سی قفس مین بسر تو ہو

سب چل بسین گے دل سی بڑھاپے مین حسرتین
نکلیگا قافلہ بھی سراسی سحر تو ہو

عشاق کو ہو صحبتِ معراج کیا پسند
پردے کی گر ادھر نہین کوئی ادھر تو ہو

سچ ہی نہ بدلین بزم مین پہلو وہ کسطرح
دنیا کسی طرح سی ادھر کی ادھر تو ہو

جاگا ہوا تھا ہجر کا آتا ہون تھم ذرا
ای حشر قبر مین مری سیدھی کمر تو ہو

یہ بات اور ہی ہے قبولو نہ بزم مین
کچھہ دل کے کھوئے جانسیے تم باخبر تو ہو

چھاتی سی اوسکو بھی مین اسیطرح سی لگاؤن
دلکی طرح کوئی مرا سینہ سپر تو ہو

اور وان سے عرض حال کا تو امتناع ہے | ای دوست میرے درد کی تجکو خبر تو ہو

غزل ۷۲

ماہر امید عفو گنہہ عشق مین کہان
تر دامن اور ہوگا ذرا چشم تر تو ہو

شعر ۱۳

مسکن کسیکا مثل حباب روان نہو | نکلے بدن سے سانس تو گھر کا نشان نہو
یون کہنہ گھر کسیکا میان جہان نہو | لو شمع کی ہلے تو ہمارا مکان نہو
طے کرکے راہ سخت قدم کیون روان نہو | تلوار کیا ہو تیز جو سنگ فسان نہو
مجھسا نحیف و زار کوئی ناتوان نہو | مین ہی نہ ہل سکون جو کوئی رگ طپان نہو
وہ ناتوان ہون سینہ سے منہہ تک نہ آسکی | لیکر عصا سے آہ جو نالہ روان نہو
یا بس مزاج شہی تواضع کی رکھ امید | جان اوسکو خشک چوب جو جہک کر کمان نہو
بحر جہان مین ہون نمین ہوا ہے حباب | گر مین نہون تو گھر کا بہی میرے نشان نہو
کس طرح اشک سینہ سے آنکھون مین میری آیین | پستی سی سوے اوج جو پانی روان نہو

خدمت سے باغ دہر مین ہر شے کی ہی بہار
صحرا ہی پھر چمن بھی اگر باغبان نہو

کہتا ہی سر کو کھینچکے میرا غبار دل
یا مین نہون زمین پہ یا آسمان نہو

دی ہی فلک نے باغ مین مجکو جگہ تو یون
تنکا بھی گر ہلے تو مرا آشیان نہو

کینہ ہی متھم ہون نہ نکلے جو دل سی بات
سب عیب ہون بشر مین مگر ناتوان نہو

غزل ۱۳

چلتے ہوے جو قافلے رکتے ہین راہ مین
ماہر سا پا شکستہ پس کاروان نہو

شعر ۱۳

دل مرا اب نگہ تند کو برماینده
تیر خالی جو گیا دور کر و جاینده

رنگ الفت جو کوئی چیز نہین جانیده
اک کلی دل ہی ہی مرجھاے تو مرجھاینده

ذکر بحرین تو ہمیشہ ہی سنا کر مجھسے
خیر آنکھون سے ہی دو اشک نکلجاینده

او بھرے سینہ پہ شکنجا سا یہ کیا کھینچا ہی
ولولے دلکے جو نکلین تو نکلجاینده

شاید اونکو مری رونیکی نہین ہی ہو خبر
ٹوٹے تارونکو کسی گھر کیطرف جاینده

نزع مین پھر وہی باتین وہی چھوٹے وعدے
دل کو تم آج تو جی کھول کے گھبرا نیدو

ہو یہ خلوت تو بھلا کونسا انصاف ہی ہے
غش کو مین آنے دون شرم کو تم آنیدو

نزع مین روتے ہو کیون یاد کرو ہجر کے دن
دل مرا آج ہی گھبرائے تو گھبرا نیدو

تھامنے والو قسم نزع کی اُلجھن کی مجھی
تا لحد جاؤن تڑپتا یوہین گرجانیدو

مجھپہ تو طعن تھی آیا ہے اب آنہ کیون
دل جو تنہائی مین گھبرائے تو گھبرانیدو

سب عشاق کی قسمت کو بگڑ جانیکے ابھی اور
کچھ دنون گیسونکو اور بھی بل کھانیدو

چاند سی مُنھ کو نہ دیکھونگا ابھی نزع مین مین
رُوح کو جسم سی آنکھونمین سمٹ آنیدو

غزل ۷۴

نرگس مست مین ماہر ہین کب اشکِ شادی
نظر آتے ہین چھلکتے ہوئی پیمانی دو

شعر ۲۵

انسان کا دل بھی دست دو کی دُکھ سی خرین نہو
ضربِ قلم جو باعثِ زخمِ نگین نہو

روتے ہی ہو سکون تو کیون دل خرین نہو
آنسو پُہین تو چشم پہ کیون آستین نہو

گر میری حال دل پہ زمانہ حزین نہو
چشمِ فلک پہ کاہکشاں آستین نہو

صاحب وقار بہی کہین کلکِ نگین نہو
رکھدی یہ جس جگہ قدم اوتنی زمین نہو

غلطان زمین پہ گر کے ہون کیون مثل اہلِ زرع
رشتہ جو گوہرون کا دمِ واپسین نہو

روکے ہون اپنی اُمنڈ ہوئی اشک اسلیے
بچپن کی روئی آنکھ کہین شرمگین نہو

چہرے پہ زلف آئے تو کہیے نہ منھ سے کچھ
یہ عاشقونکی آہ کی شوخی کہین نہو

اک تھی ہوا کی جسکی ہوس دلمین رہگئی
مین خاک اوڑاؤن گر تو جہانمین زمین نہو

کھائی ہین ٹھوکرین مرے وادی کی سالہا
کیونکر دو نیم سُم غزالانِ چین نہو

دامن سی پونچہتی ہین جو ہوتی ہین کوئی شئین
وہ چشمِ دُر فشانِ دل سی مری رشکگین نہو

کیون دل کا حال کہنی مین کاٹین نہ میری بات
منظور ہے شکایتِ قلبِ حزین نہو

دل کا حجاب جاں ہی باطن کا جانی کون
سب ہو کسی سی آنکھ مگر شرمگین نہو

اتنی مین لامکانیان جاتی رہینگی کیا
دلمین تو ہو مکین مرے جان گر کہین نہو

کہتی ہی پھر کے لاش مری اونکی دوش سے
معشوق بیوفا ہو مگر نازنین نہو

آنکھونکو بند کرکے جو لیٹو تو سب سنو
دل کے کرہنے کا جو میرے یقین نہو

گر ہون نہ بادشاہ الوالعزم ملک نظم
قرطاس کی زمین مری زیر نگین نہو

یہ کیا کہ پھر فقیر سے بدتر ہون بادشاہ
قبضہ مین گر ذرا سی زمین نگین نہو

بند آنکھین لوگ کرتی ہین میت کی اسلیے
حسرت بھری نگاہ مری شرمگین نہو

کہدو یہ نامیون سی گری جب زمین پہ
سب وصف ہون نگین کے پہ ظرف نگین نہو

نہ تم ادا سکھاؤ نہ قاتل بنی کوئی
تلوار اوگلی کیون جو چڑہی آستین نہو

گر دفن اہل درد نہون گرم دشتمین
تکمید موم سم غزالان چین نہو

گوہر کو پاکے آب مین کہتی ہین ناتوان
یہ کوئی ڈوبتا ہوا دل تو کہین نہو

یاتا ہون کچھ فرار کی صورت سموم مین
پیچھے مرا کہین نفس آتشین نہو

رو کے ہو نمین تڑپتے ہوی دلکو اسلیے
وہ ہاتھ آئے گر تو کہین کا کہین نہو

ماہر مرے سے درد کی ہمت بڑی ہے یہہ
ہر عضوِ تن جو دل ہو تو مجھکو نہین نہو

غزل ۷۵ ردیف الہاء شعر ۱۸

محشر بپا ہے نالۂ آتش فشان کے ساتھ
پھنکتا صور بھی مری شورِ فغان کے ساتھ

دیکھا غبارِ دل کو نہ اشکِ رواں کے ساتھ
کیا دخل گرد ہو جو مری کارواں کے ساتھ

تھم کر چلی ای نسیمِ چمن ناتوان ہو نہین
اوڑ جاؤنگا شمیمِ گلِ بوستان کے ساتھ

اللہ آج خیر کرے عندلیب کی
صیاد بھی چلا ہے کہین باغبان کے ساتھ

ساقی مجھی بھی جام دے تا کب کبھی تہا مین
لہرائی ابتو موجِ مئے ارغوان کے ساتھ

ہی مستقل مزاج کو تحریک بیحصول
آبِ گہر بہیگی نہ آبِ رواں کے ساتھ

واماندہ وہ ہون راہ مین ایک ایک گام پر
تھمتا ہے قافلہ مری بانگِ فغان کے ساتھ

گلشن کے بندوبست سے نالان ہے عندلیب
اوڑتے ہین ہوشِ بوئے گلِ بوستان کے ساتھ

تاثیرِ جذبِ شوق شہادتکو دیکھنا
ہر تیر اپنی تن مین رہا اُستخوانکے ساتھ

او جہل جو تو نگاہ سی لو ماہِ حسن ہو
یوسف تری تلاش کریگا روانکے ساتھ

سالک ہوان اوس طریق پر شوقِ عشق کا
رہزن بہی لٹ چکی ہین جہان کاروانکے ساتھ

اتنا خیال قافلے والو ضرور تھا
کوئی شکستہ پا بہی ہے اس کارواںکے ساتھ

تحریرِ خطِ شوق مین طاری ہے طرفہ ضعف
چلتا ہے ہاتھ جنبشِ نبضِ روانکے ساتھ

وہ سخت راہِ عشق تہی پہونچی حد تلک
رہبر بہی خاک اوڑاتے رہے کاروانکے ساتھ

زخمی ترے جو پیاس مین دریا سے منہ لگائین
کھنچ آئے دُر کی آب بہی آبِ روانکے ساتھ

واعظ کے ہوش اوڑ گئی محشر مین غل ہوا
مستون کے غول آئے جو پیرِ مغانکے ساتھ

تکلیفِ نغمہ قید مین صیاد کیا ضرور
ان چہپو کا لطف گیا بوستانکے ساتھ

غزل ۶

ہے ظالمو نسے دہر مین ماہر کسے نجات
ہر شاخمین ہین خارِ گلِ بوستانکے ساتھ

شعر ۶

ردیف الیاء

یہ کسکو بزم مین ناز معشوقانہ آتا ہے
کہ جان اپنی ہتیلی پر لیئے پیمانہ آتا ہے

پھیرین ہمراہ چشم مست کیون نظرین محفل کی
ہزارون ہاتھ بڑھتی ہین جدہر پیمانہ آتا ہے

بگاڑی چال کہتی ہی تم منھ سی کہو اپنی
تمھین طرز خرام ناز معشوقانہ آتا ہے

مژہ کو طی کرے کیونکر نہ گردش اونکی آنکھونکی
کہ ہاتھون ہاتھ محفل مین لیون ہین پیمانہ آتا ہے

جو ہو محتاج اپنا اوس سے تو کھینچا قیامت ہے
کہ شیشہ بھی تو جھکجاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

غزل

صفین اولٹین نہ کیونکر مثل مژگان بزم مین ماہر
ادہر پھرتی ہی چشم مست اودہر پیمانہ آتا ہے

شعر

حد کے نازک ہو سہارا تو ہو چلنی کے لیئے
دل مرا تھام لو اپنے ہی سنبھلنی کے لیئے

اوڑتی مہندی کا اشارہ ہی یہی گر سمجھو
آگ دو ہاتھ سی اپنی مری جلنی کے لیئے

نذر مین پاکے جگر اونسی پسینی نے کہا
پنکھیا لیجیئے یہ ہاتھ مین جھلنی کے لیئے

نزع ہی مر رہی ہین دلکی مراد ین دل مین
بھیڑ چھٹنی ہی مردم کی نکلنی کے لیئے

خدمتِ صاحبِ جوہر مین ہین اعلی ادنی
ہاتھ ہی پاون ہین تلوار کے چلنی کے لیئے

ابر مین برق کی یہ جلوہ گری کہتی ہے
کوئی ہیچین ہی پردے سی نکلنے لیئے

غزل ۷۸

کہتی ہے ہاتھ مین اونکی یہ حنا اے ماہر
مہندی ملتے ہین کلیجہ مرا ملنے کے لیئے

شعر ۳

غزل ۷۹

ملگئے ہین آج بی قابو جو وہ تقدیر سے
رنگ کیا کیا کر رہا ہے شوخیان تصویر سے

تم وہی ہیچین کے بیچین ہر صورت رہے
نچلے بیٹھے گر کبھی تو رنگ اوڑا تصویر سے

طبعِ نازک کیون نہ کرداے اور صورت کا حال
رنگ کچھ اوڑنے لگا ہی آپکی تصویر سے

شعر ۶

فشار کیا کہ جو سرمہ ہر استخوان نکری
زمین نے ظلم کیا وہ جو آسمان نکری

وہ کون ہی کہ سنیے ہین اور فغان نکری
مری تو درد کو کوئی کہین بیان نکری

مزا تھا نالون کا بھی باغ ہی تک اے صیاد
قفس نصیب کوئی ہو تو پھر فغان نکرے

نہ آب خشک زمین نے بھی خاک مین پایا
خدا کسیکو مری طرح بی نشان نکرے

کہان وہ چال کہان خفتگان خاک کے دل
خدا کسیکو تمہاری طرح جوان نکرے

غزل ۸۰

مسافران عدم یاد آتے ہین ماہر
اوتر پڑے تو کبھی کوچ کاروان نکرے

شعر ۱۱

آلودہ ہون کیا اہلِ صفا گرد سفر سی
ہم صورتِ آئینہ نکلتی نہین گھر سی

ظاہر ہو پس مرگ کہ تھی حسرتِ دیدار
سلوائین کفن دوست مرا تارِ نظر سی

کیون ضعف سے ہم ہون نہ رہِ عشق مین پامال
ہین نقشِ قدم خاک اوٹھین راہگذر سی

میخانہ مین بھی جائی تو مسجد کیطرف سے
دنیا مین کرے عیب بھی کوئی تو ہنر سی

گل سیکڑون کھائی ہین تلون پہ تمہارے
نسبت تنِ داغی کو ہی طاؤس کے پر سی

برباد ہوئی بادیہ گردیمین مری عمر
کیا حق نے بنایا تھا مجھے گردِ سفر سی

دیکھی لبِ دندان جو ترے ملگئی دولت
دامانِ نظر بھر گیا یا قوت و گہر سی

کیا دیدسی دانتونکی ہو سوزِ جگری کم
بجھتی ہے کہین آگ بھلا آب گہر سی

زینت کے سبب ہوتے ہین اسباب امارت
بی رُوپ ہے وہ نگ جو گرا خانۂ زر سی

بل سیکڑون کیونکر نہ وہ رفتار مین کھائین
اولجھی ہین مری تارِ نظر مُوئے کمر سی

غزل ۸۱

کسطرح ہون ماہرِ ترے اشعار نہ نگین
سینچا ہوا یہ باغ ہی خونناب جگر سے

شعر ۱۱

جو شوقِ قتل مین دمِ تیغ یار سی نکلے
تو مرحبا کی صدا خونکی دھار سی نکلے

کبھی جو کوچۂ گیسوئے یار سی نکلے
تو پھر نسیم نہو کرتار سی نکلے

وہ دل جلا ہون جو ہو نبشِ قبر بعد فنا
دھوان غبار کی بدلے مزار سی نکلے

کھلے کسی پہ مرا تانہ رازِ سوز درون
کبھی شرار نہ سنگِ مزار سی نکلے

جلا یہ خاک نی دی ہمسی صاطبون کی
کہ بنکے آئینی تختی مزار سی نکلے

اثر بھی جسم کا باقی نہین وہ لاغر ہون — یقین ہے خاک نہ میری مزار سی نکلے
عجب نہین جو گلِ روئے یار کی تعریف — زبانِ طایرِ رنگِ بہار سی نکلے
صفائے طبع کی تاکید ہی پس مردن — ذرا بھی دود نہ شمع مزار سی نکلے
ہمارے وادی پرہول سی ڈرا ایسا — قدم نہ آہو دنکی پھر تتار سی نکلے
وہ محوِ رخ ہون عجب کیا ہے خاک کے بدلے — عتق جو نور کا میرے مزار سی نکلے

غزل ۸۲

کسی پہ بار نہ صد شکر تم ہوئے ماہر
بسانِ بوئے چمنِ روزگار سے نکلے

شعر ۱۳

جہان سی حسرتِ زلف و عذار لے کے چلے — مزار مین بھی یہ لیل و نہار لیکے چلے
پس فنا بھی ہے دل کو رخِ صبیح کی یاد — یہ صبح ہم سو ئے شام مزار لیکے چلے
خزان ہوئے پہ نہ دیکھا ترا رخ رنگین — چمن کے پھول دلونمین یہ خار لیکے چلے
وہ صید گیر ہے تو گر چمن سی ہو نکلے — شکارِ طایرِ رنگِ بہار لیکے چلے

وہ ناتوان ہین گرے اُٹھکے لاکھ جگہ
صبا جو دو قدم اپنا غبار لیکے چلے

ہزارون بُلبلین ہون سیکڑون ہون پروانے
چراغِ حسن جو وہ گلعذار لیکے چلے

شکستِ رنگ سے گل دیتے ہین یہ صاف صدا
خزان نصیب چمن ہم بہار لیکے چلے

وہ زار تھا مین کہ جب آئے قابضِ ارواح
سمجھکے رُوح مرا جسمِ زار لیکے چلے

جو قصدِ باغ کری شبکو وہ قمر اندام
چراغِ لالہ چمن سے بہار لیکے چلے

جلاہی دیکھ کے کیا چرخِ تفرقہ پرداز
کبھی جو ہاتھ مین ہم دستِ یار لیکے چلے

اوتار کر جو وہ گل پھول کان کے پھینکے
صبا وہ برِ عروسِ بہار لیکے چلے

لطیف مثلِ ہوا ہمکو لاغری نے کیا
گرانہ سایہ جدہر جسمِ زار لیکے چلے

وہ عندلیب مین تھا جنکی دم سی لطفِ چمن
چلی جو اوڑ کے تو رنگِ بہار لیکے چلے

غزل ۸۴

جہانمین آئے تھے ماہر تو تھے سبکدوشی
چلی تو سر پہ گناہونکا بار لیکے چلے

شعر ۲۷

آج میخانہ مین یہ جوشش صہبائی ہی
مئی گلگون شفق گنبد مینائی ہی

کسکو تقدیر پی عیش یہان لائی ہی
صبح بھی خون شفق تھوکنی کو آئی ہی

دل تو پہلو مین انیس شب تنہائی ہی
ورنہ ہر داغ الم چشم تماشائی ہی

کم یہ کچھہ شوخی چشم بت ہرجائی ہی
سرمہ تک گرد رم آہوی صحرائی ہی

ابھی ساقی نی مئی تازہ جو بھر لائی ہی
مثل پنبہ سر شیشہ کف صہبائی ہی

زرع مین آمد عیسی کی خبر پائی ہی
دور بالین سی ہو کیا موت کی تو آئی ہی

سیر جب سے او نھین صحرا کیطرف لائی ہی
میل سرمہ مجھی ہر جادہ صحرائی ہی

میری تیغ نظر قہر سی یہ ہی ٹکڑے
دود پر موج سواد شب تنہائی ہی

آنکھین عنبک سے مین کیون مانگون ترا فضل ہو جب
خود مری گرد نگہ سرمہ مینائی ہی

صبح مستونکو نکیون یاد صبوحی دلوائے
صاف خورشید فلک پنبہ مینائی ہی

دشمن زار کو کم زور نہ غافل سمجھین
خار کانٹا ہے مگر تن مین توانائی ہی

جو ہین تن پرور و مسرف وہ سنی ہین مشہور
نیکنامی کی عجب خلق مین رسوائی ہی

آنکھ کیا واقعی لڑتی مژۂ قاتل سی
نظرِ شوق ہی مرد صفِ ہیجائی ہی

کیون رہے اسمین نہ پھر یادِ بتانِ عالم
واعظو شکل ہر اک دل کی کلیسائی ہی

ہر جگہ جلوہ حسینونکا ہے گر کچھہ ہو نظر
محملِ چشم مین بھی لیلیٰ بینائی ہی

کیون نہ مجرم کیطرح دل سی فراری ہو خوشی
خانۂ تن پہ مرے اشکونکی دوڑ آئی ہی

منتظر رہ کے ہوئی ہین مری آنکھین وہ سفید
چشمِ ہر روزنِ در جسکی تماشائی ہی

جبتک انسان ہے نظر کردۂ خلاق حکیم
پردۂ چشم ہی خود عینک بینائی ہی

ہاتھ ہٹتے نہین چہرے سی سیہ خانہ مین
آنکھ پہ روزنِ در نے مجھے دکھلائی ہی

کیون نہ چھاتی سی لگائے رہون داغ دم شیب
خلق مین سبکو عزیز آتش سرمائی ہی

تیری بیمار بھی ہین رشکِ مسیحا شاید
جانبری کے لیئے اونتک جو اجل آئی ہی

کیا دیکھائیگی مجھے بی نگہ لطف کریم
کور چشم آپ ہر اک عینک بینائی ہی

ربط دیرینہ خلقت نے کشش جب کی ہی
خاک دم بھر کو مری قبر پہ بیٹھ آئی ہی

خاک اوڑھنیکی سوا کیا ہو مری تربت پر
گرد برخواستہ نے چادر وہان چھائی ہی

پیش و راہ عدم مین جو ہین انون سی مسن
یہان ضعیفی جسی کہتی ہین توانائی ہی

پتلیون نے مری پھر پھر کے یہ ڈھونڈا ہے تجھی
کہ نظر آنکھون مین جالے کی طرح چھائی ہی

غزل ۸۴

روح کو تن مین نہ کیون سوز الم ہو ماہر
شمع ہر بزم مین جلنی کی لیی آئی ہی

شعر ۱۱

ذات انسان جہان ثانی ہے
روز و شب پیری و جوانی ہے

گرم اشکونکی گر روانی ہے
سب کہین گے کہ آگ پانی ہے

فصل پیری مین کیون نہو دہڑکن
دلمین یہہ ماتم جوانی ہے

اب زمین پر قدم وہ کیا رکہین
برمین پوشاک آسمانی ہے

رو رہا ہون جو مین خجالت سے
اشک ہر ایک پانی پانی ہے

سوز دل کا سبب جو ہے گردون
رنگ دود دل آسمانی ہے

سنتے ہو اے کلیم اونکی صدا
جنکو دعوائے لن ترانی ہے

جائے کسطرح طنطنہ اونکا
ابھی اوٹھتی ہوئی جوانی ہے

تن مین قوت بھی آہنین سکتی
کسقدر زور ناتوانی ہے

جوش حیرت پہ کیون نہ حیران ہون
آب آئینہ مین روانی ہے

غزل ۸۵ — شعر ۳۶

کسی دریا مین بہی نہین ماہر
جو تری طبع مین روانی ہے

مجھسا بہی کوئی زار جہانکی چمن مین ہے
یہ رنگ جسم کا ہی کہ بو پیرہن مین ہے

مجھسا بہی نالہ کش کوئی دار محن مین ہے
دل مُنہ کو آگیا ہے زبان کب دہن مین ہے

عالم مین روشنی ہی وہ تن پیرہن مین ہے
فانوس مین ہی شمع ضیا انجمن مین ہے

سوزش فراق دختر رز سی یہ تن مین ہے
اشک کباب ہے جو پسینہ بدن مین ہے

لب مجھسا ناتوان کوئی دار محن مین ہے
رعشہ عروق کی حرکت سے بدن مین ہے

غم دوست اسقدر کوئی دار محن مین ہے
تعویذ دل ہی داغ جو اپنی بدن مین ہے

یہان فقر مین بھی رخت تکلف بدن مین ہے
اُتوسی کم نہین جو شکن پیرہن مین ہے

اسطرح یاد زلف دل پر محن مین ہے
بُو جسطرح سی نافہ مشک ختن مین ہے

امید وار ضعف ہے اب کس ہنر کا ہون
کیا کم یہ بات ہی کہ تکلف سخن مین ہے

کیون فکر رخت تن ہو انسان کو دہر مین
بی جسم ہو کے روح لباس بدن مین ہے

دست جنون سے کسنے مڑوڑا ہی دشت مین
پہنچ آجتک جو شاخ غزال ختن مین ہے

مین اب وہان ہون چشم تصور مین بھی جہان
انداز مردمک کا سواد وطن مین ہے

شبنم کے ساتھ گرتے ہین دیوار و بام و در
بوسیدگی وہ اپنی مکان کہن مین ہے

سوز الم کا کر نہین سکتا بیان جو مین
شاید زبان شمع کا کام اس سخن مین ہے

اخفائے عشق سی ہی فغان اپنی بی صدا
سینہ دو رہی کہ نالہ پر خون دہن مین ہے

خشکی مین مثلِ قطرۂ آبِ روان ہین ہم
غربت مین ہی قیام سفریانِ وطن مین ہے

کتنا خجل گہر کو کرینگے تمارے دانت
جاری ہی یہ پسینہ کہ دریا عدن مین ہے

ہی شمعِ اشک ریز تو شعلہ ہی بیقرار
کیا میرے سوزِ غم کا بیان انجمن مین ہے

ہی اہتمامِ پردۂ لیلیٰ جو قیس کو
ہاتھ آہو کے نکی آنکھ پہ دشتِ ختن مین ہے

شبنم کے بھی عرق نکل آتا ہے جسم مین
گرمی وہ اے ہوا مری بیت الحزن مین ہے

کوچون سے نابلد ہین وہ خانہ نشین ہین ہم
درکار راہبر ہمین اپنی وطن مین ہے

کیونکر نہ وقتِ نالہ کشی دل ہو بیقرار
جنبش دمِ کلام زبانکو دہن مین ہے

اچھی کمی یہ خلعتِ آخر مین کی فلک
ہاتھہ آستین کی جامہ ابد کفن مین ہے

جانا مرا محال ہی مالوف ہون کمال
زنجیر پاؤنکی ہی جو کوچہ وطن مین ہے

محفل کے انتظام کا کثرت مین کر نہ دہیان
حلقہ نجومِ چرخ کی کب انجمن مین ہے

غربت ہماری ہی صفتِ جادۂ طریق
صحرا مین جاکے بھی قدم اپنا وطن مین ہے

یہ ہولناک ہی مری وادی کی سمت بھی
منھ پھیرے ہے اودھر سے ہرن جو ختن مین ہے

جوشِ بہار ایکی یہ ہی باغِ دہر مین
پھولونکا رنگ خونِ جنید ہ چمن مین ہے

دندان یار سچی ہوئی ہین عرق عرق
اک قطرہ آب کا ہی گہر جو عدن مین ہے

نا آشنائے خلق جہان مین ہون اے فلک
رنجِ سفر نہ مجھکو غمِ بود و طن مین ہے

دیوِ سفیدِ روز سی کہدو سمجھکی آئے
کالی بلا ہی رات جو بیت الحزن مین ہے

مین تو کرون نہ دردِ دل اپنا کبھی بیان
ہر آہ کو مگر یدِ طولِ سخن مین ہے

بنتی ہی آگ آکے وہان صورتِ غال
گرمی کے ساتھ جس وہ بیت الحزن مین ہے

باندہا ہے دوستون نے یہ کس ہر ایک بند
ایذا فشارِ قبر کی مجکو کفن مین ہے

ای یار تجھبی بزم ہو خالی محال ہے
گر تو نہین تو ذکر ترا انجمن مین ہے

غزل ۸۶

تصویر گھر مین چھوڑ کے نکلا ہے شہر سی
ماہر سفر مین یون ہی کہ گویا وطن مین ہے

شعر ۱۶

کیون نہ توصیفِ لبِ لعل دہن سے نکلے
بات کوئی تو بھلا اپنی سخن سے نکلے

دل بھلا کیا تری گیسو کے شکن سے نکلے
مشک نافہ کی خطا ہی جو ختن سے نکلے

شکر ہی گر دشِ گردونِ کہن سے نکلے
جی گئی مر کے جب اس دار محن سے نکلے

کیون نہو قدر سخن کی جو دہن سے نکلے
آبرو پائے گہر بھی جو عدن سے نکلے

باغ عالم سی عمل دورِ خزانکا نہ اوٹھا
موسمِ گل مین ہی کانٹی نہ چمن سے نکلے

تو عطا نطق کری گر تو عنادل کیا مین
بات ہر رنگ کی غنچونکی دہن سے نکلے

پانی پانی ہوئی ہم ضبط بکا سی کیا کیا
اشک جب بنکی عرق اپنے بدن سے نکلے

باغِ عالم مین ہے ذلت کا سبب ترکِ وطن
گل رسن بستہ ہوے جیکہ چمن سے نکلے

صورتِ دانۂ تسبیح رہی گردش مین
گو سفر ہمنے کیا پر نہ وطن سے نکلے

غیر پھر غیر ہین اپنی جو ہین اپنے پھر ہین
سایہ بھی ساتھ ہوا ہم جو وطن سے نکلے

آبرو تو جو بڑھائے تو بھلا مین کیا ہون
سیل آبِ دُر نایاب عدن سے نکلے

تنگ ہون زیست سے اے موت مسیحائی کر
جان آجائی اگر روح بدن سے نکلے

چار ناچار چلین کیون نہ پئی سیر وہ اب
بوئے گل اونکی جو لینے کو چمن سے نکلے

مین نی وہ کہنہ کفن نجب کے ہاتھون پایا
چاک ہو نعش کافور جو تن سے نکلے

تھا قیام اپنا بہار چمنستان کی طرح
وہ وطن ہی نرہا ہم جو وطن سے نکلے

ہی تھی غربت وہ بلا ہے عاشق جسمین
ساتھ بلبل ہنوئی گل جو چمن سے نکلے

غزل ۸۷

وصفِ خالِ رخِ جانان جو بیان ہو ماہر
ایک نکتہ ہو وہ جو بات دہن سے نکلے

شعر ۱۱

غبارِ قلب کا اشکون مین کیون نشان نہ ملے
یہ بحر وہ نہین ساحل جہان روان نہ ملے

حیات مین نہین ممکن ملین عدم والے
نشان اونکا ملے گر مرا نشان نہ ملے

اسیکے جور و ستم سے جلا تھا دل میرا
فلک سے رنگ مین کیون آہ کا دھوان نہ ملے

کھلی جو آنکھ تو تنہا تھے بند مرقد مین
عدم مین بھی ہمین یاران رفتگان نہ ملے

فروغ دون جو بیانکو مین بزم عالم مین
سوائی شمع کوئی میرا ہمزبان نہ ملے

مین انقلاب جہانکا ہون دوستو کشتہ
تہہ زمین بہی کہین مجکو آسمان نہ ملے

نہو جو چرخ خمیدہ تو جاے عرش پہ آہ
یہ تیر آور کرے پلہ گر کمان نہ ملے

کلام سخت سے رکھے نہ تا بشر کچھ کام
یہ بات تہی کہ زبانکو جو استخوان نہ ملے

تلاش ہی پس مردن بہی ایک یوسف کی
مری غبار سے کیون گرد کارون نہ ملے

گری ہین چاہ ذقن مین تری ہزارون دل
یہ چاہ وہ نہین یوسف ہو کارون نہ ملے

غزل ۸۸

فلک سے کوئی یہ کہدی مٹادے اسکو بہی
کہین مزار سے ماہر کا بہی نشان نہ ملے

شعر ۲۳

جبکہ قطع منزل مقصد مین قسمت رہگئی
ہر قدم پر نقش پا کیطرح طاقت رہگئی

گل ہوئی پژمردہ بسکر خاک تربت رہگئی
ہوگیا گلشن خزان حیران ہون نکہت رہگئی

سن ہی لینا گر یہین آہونکی شہرت رہگئی
تیر کے پرتاب پر آکر قیامت رہگئی

خود صبا کو لاغری پر میری حیرت رہگئی
یون اوڑا صحن گلستان سے کہ نکہت رہگئی

دکھلینا سر آہونکی جو عادت رہگئی
استخوان سخت بنکر شمع تربت رہگئی

کچھ ہوا حاصل نہ مانگے سی مذہت رہگئی
مطلب گردون بر آیا میری حاجت رہگئی

محنت غم سی ہوے آراستہ داغ الم
اس چمن مین باغبان بنکر ریاضت رہگئی

مثل شمع سوز غم سی استخوان جلنی لگی
جب ہوا سی بجھکے اپنی شمع تربت رہگئی

داغ غم مرجھاگئی جب بہی پکا جاتا ہون مین
کیا یہ آتش تہی کہ بجھنے پر بہی حدت رہگئی

تب مین سمجہا سی نکلیگی بیشک شکل رزق
گردۂ نان بنکی جب گردش کیصورت رہگئی

منعمونکی گھر بنانے کا نتیجہ یہ ہوا
آپ سوئے کنج مرقد مین عمارت رہگئی

جسکو ہنگام دعا شغل نظر بازی رہا
چشم بنکر قفل در ہائی اجابت رہگئی

فاش پایا جبکہ راز عسرت ارباب فقر
پردہ رکھ لینیکو دنیا مین قناعت رہگئی

سوز غم نے ایک شب مین ہڈیان یون کیین تمام
صبح کو جسطرح گہل کر شمع تربت رہگئی

گھر سی ہم نکلین کبھی تو یہی اک امر محال
یہ بھی وجہ ضعف ہے دلمین جو حسرت رہگئی

ناتوان وہ ہون جب آئے فاتحہ پڑہنی کو دوست
بھیم اوٹھکے میری خاک تربت رہگئی

دن جہان قربت بڑہی سی کلیم اللہ ہوے
بن پڑین باتین زبان مین جبکہ لکنت رہگئی

بیخبر پاکر ہمین گھر سی نکالا بیقصور
یہ غریزون سی ہمین مرکر شکایت رہگئی

ناتوان وہ ہون جب آیا دل سی ہجر تک ملال
چین پیشانی پہ مثل خط قسمت رہگئی

جب مزا مجھ ناتوان کی صحبتونکا پڑ گیا
اوٹھکے سو سو بار میری خاک تربت رہگئی

جب ہوا قائم مزاجی پر مجھی اپنی سرور
رنگ بنکر میری چہرے پر بشاشت رہگئی

ہون وہ زار و ناتوان نکلی نکلنی کی جو شکل
آئنہ مین بال بنکر میری صورت رہگئی

غزل ۸۹

کونسا ماہر گلہ مرکر غریزون سی رہا
خاکمین بیشک ملانیکی شکایت رہگئی

شعر ۳۰

مجھسا بیخود لیب کم اس بوستان مین ہے
تنکے کیطرح جسم نزار آشیان مین ہے

بیجا نہیں سکوت جو سوزِ نہان میں ہے
چھالا ہر ایک مُہرِ خموشی زبان میں ہے

گرمِ سفر یہ کونسا رہرو جہان میں ہے
صورت دھوئیں کی گردِ رہِ کارواں میں ہے

غم دوست ہو تو خوشی سی یہ کینہ جہان میں ہے
دل کیا گرہ کی شکل ہر اشکِ رواں میں ہے

تاثیر کس کے ضعف کی یہ کارواں میں ہے
بانگِ شکستِ رنگ جرس کی فغان میں ہے

راہِ دراز مُلکِ عدم طی کرینگے ہم
مرکر بھی اتنی جان تنِ ناتوان میں ہے

سینے سی کیوں نہ قافلہ لختِ دل چلے
اشکوں کا کارواں بھی کسی کارواں میں ہے

ہستقل مزاج سے کامل نہو گا تو
ناقص ہی نقشِ پا بھی جو ریگِ رواں میں ہے

سوزِ الم سے خون گھلا ہے مری طرح
یہاں تارِ اشکِ شمع کی شکل استخواں میں ہے

سینے میں دل کی ساتھ ہیں داغِ الم مرے
یوسف کنوئیں میں بھی ہے تو اک کارواں میں ہے

جاتا ہی باغ دہر سے کیا کاروانِ گل
آوازِ کوسِ نالۂ برگِ خزاں میں ہے

سوزِ الم میں بات تو اولٹی نہیں ہی شکر
زخمِ زبان سے ہو جو دہن یہاں زبان میں ہے

باساز و برگ گیعن تنون قایم ہین جہان
ہو خاک دانہ سبز کہ ریگ روان مین ہے

کیون ہو دل پسند خم ابروان یار
وہ عین راستی ہی کجی جو کمان مین ہے

اپنا ثبات بحر جہان مین ہے جان تو
مٹتا ہے جلد نقش جو آب روان مین ہے

مجھ ناتوان کی منھ سی نکلتی ہی اس سی بات
مشکل عصا ہے صاف الف جو بیان مین ہے

یہ سوز عشق چشم تبان سے مین زار ہون
انداز میل سرمہ ہر ایک استخوان مین ہے

بحر جہان سے پار اوترنیکی کیا ہو فکر
نابوت مجکو صورت کشتی جہان مین ہے

معجز بیان نکیون دہن تنگ یار ہو
اعجاز سی کلام کا دخل دہان مین ہے

سمجھون یگانہ کسکو مین باغ جہان مین
بیگانہ مجھسے سبزہ مزبوستان مین ہے

کیونکر پڑی نہ آنکھ ہر اک کی لباس پر
اشکون سی جسم جامہ آب روان مین ہے

آہون سے جب ہوئی ہی مشبک تمام شقف
تب فرش ہو چھپرون کا اپنی مکان مین ہے

معنی مکین ہین لفظ ہین حجرے ستون ہین رکن
انداز بیت شعر ہماری مکان مین ہے

وہ اس چمن مین ملیل رنگین مزاج ہون
تنکا بھی صورت گل آشیان مین ہے

روزن کی روشنی کا گذر تک محال ہی
وہ تیرگی بھری ہوئی اپنی مکان مین ہے

آندھی کی طرح آتا ہے سینے سی تا دہن
شامل جو آہ و دود دل ناتوان مین ہے

کیون لاغری سی ہو نہ خلش جسم زار مین
کانٹون کا طور اپنی ہر اک استخوان مین ہے

ایسا ہے تنگ اپنا سیہ خانہ ہمدمون
وہ بھی گھٹا ہوا ہے دھوان جو مکان مین ہے

کیا منھ کھلی مراتب غم مین پی کلام
چھالا ہے جو وہ قفل کی صورت دہان مین ہے

غزل ۹۰

شاگردی اسیر سے مضمون کی قید ہے
ماہر دگرنہ رنگ بھی اپنی زبان مین ہی

شعر ۹۳

حیرت مجھے روانی عمر بشر مین ہے
لنگر پڑا ہوا ہی سفینہ سفر مین ہے

کیا محو طی ارض کوئی رہگذر مین ہے
پیچیدگی غبار طریق سفر مین ہے

فصل بہار اوج پہ اپنی نظر مین ہے
کب برق ہی یہ خون گل ابر تر مین ہے

پیری مین بھی چمک ہے مرے داغِ جگر مین ہے
حیران ہون دل کو شبِ کسطرح ضو قمر مین ہے

پر تو جو اد نکے رُخ کا مری چشمِ تر مین ہے
روشن چراغ کوچۂ مدِ نظر مین ہے

نالی نہ کر زبان دل پُر درد بر مین ہے
اچھا نہین ہے شور یہ بیمار گھر مین ہے

اوس مہ کا عکسِ رُخ جو مری چشمِ تر مین ہے
ایک ایک اشک آنکھ کا تارا نظر مین ہے

کیون سوزِ عشق دوست دونہو مثلِ جانِ عزیز
ٹھنڈا ہے جس سے قلب وہ آتش جگر مین ہے

ہی دل مین یاد قامتِ موزون یار کی
دیکھو نئی بہار شجرِ بیان ثمر مین ہے

ٹھنڈک ہے زخمِ دل مین مہ رُخ کی یاد سی
یہ چاندنی بھی مرہم کافور اثر مین ہے

تصویرِ انقلابِ زمانہ ہون شیب مین
پاؤن مین ہی سکون حرکت جب سے سر مین ہے

ہوتا نہین ہی آتشِ غم سی جو کچھ ضرر
رختِ حریر شعلہ مگر میرے بر مین ہے

ہر روز تیری نذر کو ای بادشاہِ حسن
دینار آفتاب کا دستِ سحر مین ہے

سوزِ دل و جگر کا ہے رُخ جانبِ دماغ
اس آگ کا گرہ ہی کہ مقر اپنی سر مین ہے

عالی اونکی طبع بھی عالی ہی جنکی قدر
مضمون بلند مطلع شمس و قمر مین ہے

دن زندگی کی کاٹ کے پہونچونگا تا عدم
راہی یہ مین ہون عمر روان کب سفر مین ہے

کیا جو فیض گل کہی دریا ہے صحن باغ
کشتی کا طور موج نسیم سحر مین ہے

تپ مین ہی اہل فقر کی تبرید خون دل
تعویذ ابرو دونکی گرہ دردسر مین ہے

آئین فقیر خانہ مین سبکی نہ کیون قدم
گھر نقش پا کیطرح رہ گذر مین ہے

یارب مواہی کونسا یہ سوختہ جگر
رخت سیہ دھوین کا جو شعلہ کے بر مین ہے

پڑ جائے جسطرح کوئی پا بو میان بحر
اشکونسی یون کدورت دل چشم تر مین ہے

روشن ہی آگ شعلہ دلکی دماغ مین
یہ پینچ ہی جو بل مری ہر موئی سر مین ہے

کام آئے فرط ضعف مین کیا اور کوئی شئی
منھ دیکھنی کو آئینہ جب اپنے گھر مین ہے

تیغ قدم سی کاٹونگا وہ تیز رو ہونمین
گو درع نقش پا رہ صحرا کے بر مین ہے

رونے مین دیکھتا ہون بخوبی کتاب غم
عینک ہی آب اشک یہ کب چشم تر مین ہے

دل ساجری بھی ہی سپر انداختہ یان
کیا آنچ تیغ کی مری سوزِ جگر مین ہے

نالان جو شام سے ہے موذن بوصال
کیا چاندنی سی رات لباس سحر مین ہے

محتاجِ دستگیر عصا بھی ہی راہ مین
سختی نئی طریق کی سیری سفر مین ہے

کیونکر نہ شمع عقل فروزان رہی سدا
کم موم سے نہین ہے جو مغز اپنے سر مین ہے

ساری کرامتین یہہ پریشانیونکی ہین
مین ہون حضر مین اور دلِ محزون سفر مین ہے

اپنی جگہ سی ہل نہین سکتا یہ ضعف ہے
مین ہون مکان مین یا کوئی تصویر گھر مین ہے

بھرتا ہے دفن ہونے سے زخم دلِ لحد
انسان کا جسم کیا کوئی مرہم اثر مین ہے

بریان ہین سینے آہ پہ نالے کباب وار
حدت یہ اپنی آتش سوزِ جگر مین ہے

پیری مین بی ہین داغ مری جسم زار پر
فصل خزان مین کثرت گل اس شجر مین ہے

جامع مقام و کوچ کا پرکار وار ہون
اک پاؤن ہے حضر مین مرا اک سفر مین ہے

کیا آگئی تھی فکر مین ماہر خزانکی یاد

مصرع جو شاخ خشک ہر اک شعر تر مین ہے

حسرت و اندوہ غم کا گھر ہمارے دل مین ہے
دیکھیے جسکو وہ ضیا خانہ اس محفل مین ہے

ہاتھ پھیلانے سے اضح ہی مضمون دل مین ہے
ہین لکیرین یا خط مطلب کف سائل مین ہے

کون ہے زیر زمین مضطر کشش کس دل مین ہے
نبض وہ چلتی ہوئی ہے جادہ منزل مین ہے

کب فقط اکراہ غربت سے ہمارے دل مین ہے
گرد بھی خواستہ خاطر اسی منزل مین ہے

سوز غم سے سلب گریہ فرقت قاتل مین ہے
آبلہ کہیے اوسے جو اشک اپنے دل مین ہے

راہی ملک عدم ہر دم دھڑکا دل مین ہے
قافلہ خاموش جاتا ہے خطر منزل مین ہے

کب مسرت کا گذر اہل الم کے دل مین ہے
شمع اشک افشان شب شادی بھی ہر محفل مین ہے

ناز کیا کینہ اگر مجھسے دل قاتل مین ہے
اوس گرہ کی کھلگئی قسمت جو میکے دل مین ہے

ہاتھ مثل موج لرزان ہے نقاہت دل مین ہے
کس تلاطم مین ہی کشتی کف سائل مین ہے

کسقدر سختی طریق الفت قاتل مین ہے
سر بال و شش ہر رہرو اس منزل مین ہے

ہے بجا راہِ عدم سی خوف اگر ہر دل مین ہے
رہگئے ہین خضر بھی سختی وہ اس منزل مین ہے

دیکھیے جسکو اسیرِ لطف صحبت ہی وہی
طوق گردن سبکا ہی حلقہ جو اوس محفل مین ہے

عشق گیسو مین کشود کار ہے امر محال
ہی گرہ وہ بال کی عقدہ جو اپنے دل مین ہے

دلمین مجھ غمکش کہ ہی دیدون کوئی دلبر جولے
داغ جسمین لگ گیا پھر لطف کیا اوس دل مین ہے

باطن باطن سی کھنا ہو نمین عشقِ یار دوست
راہ یہ وہ ہے جو نہان اپنے دلکی دل مین ہے

ابتو آکر دیکھ جا قاتل دل بیتاب کو
دم کو مید کے لیے مہمان تن بسمل مین ہے

گر نہین ہے ارتباط دوستان تازہ طلسم
کسلیے پھر درد دل یار و نکامیرے دلمین ہے

گردشِ قسمت کا نکتہ تا کہ ہو سب پر عیان
اس سبب سے دور خطِ کاسہ سائل مین ہے

ملی عدم کی راہ کرنی مین مسافر کیون ہو شاد
ہی وہی سنگ نشان سختی جو اس منزل مین ہے

شاخ ناقہ قیس بلبل نجد ہی صحن چمن
غنچے مین نگہت کہ لیلی گوشہ محمل مین ہے

دیکھکر شاید اسی کو ہو مکدر دل کوئی
یہ سبب ہے جو گلی کا نسہ کفِ سائل مین ہے

رنج دیکر آشنا سب چل بسی سوی عدم
ہے غبار کارواں گرد غم کب دل مین ہے

ساتھیون سے کہدو لین اوسکی خبر بکرو ذرا
کوئی وا ماندہ بھی جو نالان جرس منزل مین ہے

کیون نہ روشن طبع پائین آکی صحبت مین جگہ
کیسی ہی کثرت ہو جا شمع ہر محفل مین ہے

بحر عالم مین نہ پہونچی کیون ہر اک کے در تلک
بادبان حرص و ہوا کا کشتی سایل مین ہے

خونکی دھارین نکلکر دیتی ہین اوسکو صدا
اور بھی اک ہاتھ اور قاتل کی دم بسمل مین ہے

موت ہے انسانکی دنیا مین ہوشکی بات سی
یہ وہ دریا ہے کہ خوف غرق بیجا ساحل مین ہے

عشق لیلی مین جو سودائی ہوا دیوانہ تھا
مین تو مجنون اوسکا ہون محمل کی جا جو دل مین ہے

ساکنان قبر سی اتنا تو کوئی پوچھیدی
گھر بھی یاد آتا نہین کیا چین اس منزل مین ہے

حسن کی گرمی سی اونکی سب کے سب تابہ ہین
شعلہ جوالہ ہے حلقہ جو اوس محفل مین ہے

ناخن تدبیر کے بھی کھلگئی عقدے تمام
عقدہ لاحل ہی وہ عقدہ جو میرے دل مین ہے

کیون نہ مجنون صورت بلبل نظر بازی کرے
پنکھڑی غنچی کی ہی پردا کب اوس محمل مین ہے

کیون نہ بھاگین عالم پیر یمین محبسی دوست
شکل دیوار خمید و یہان قد مائل مین ہے

کونسی صحبت زمانہ مین ہے بیمثل و نظیر
دیکھیے جسکو مثال آئنہ محفل مین ہے

بارش اشکون کی ہوئی خاطر مکدر جب ہوئی
خاصہ ابر بہاری کا غبار دل مین ہے

ناتوان وہ ہون کہ جبتک بزم مین بیٹھا ہون مین
فرش ہی صاحب فراش و سو وقت تک محفل مین ہے

کرتی ہی صحبت اثر ظاہر ہو یا باطن مین ہو
کب ہنے آواز جو کاسہ کف سائل مین ہے

ہمنشینو تمکو کلیجون مین ہی پنکھے لگ گئے
کسقدر گرمی الٰہی اپنے سوز دل مین ہے

قلب ماہیت کا باعث ہے بشر کی فرط فقر
ڈوب مرنیکے ایی کشتی کف سائل مین ہے

کسنے تھک کے راہ کو دیکھا تھا چشم یاس سے
صورت مد نگہ ہر جادہ منزل مین ہے

بعد وصلت بہی چھوٹیگی یہ عادت رنج کی
داغ فرقت جو ہوی شکل سویدا دل مین ہے

ہاتھ دیکھلا کر اونھون نے قتل کر ڈالا مجہی
کیا دم خنجر لکیر ایک اک کف قاتل مین ہے

دیکھکر حال شکستہ اوسکا یہ کہنا ہی دل
بال کہیی اوسکو جو خط کا نسہ سائل مین ہے

کسطرح اوس قد کا یون نقشہ مجھے اوترا ملی
سرو کی جسطرح صورت قمریون کی دل مین ہے

بحر دیر کو ئی دست موج سی جام حباب
تشنگی کے جوش سی خشکی لب ساحل مین ہے

ہی مزید فقر سے بحر جہانمین خوف غرق
کیا تعجب ہے اگر کشتی کف سائل مین ہے

آرہا ہی رنگ ہمدردی کا یہ اس عہد مین
زخم سب ہنستی ہین اور ہر دل سبل مین ہے

روح اپنے جسم مین کیونکر رہے بعد شباب
شمع کو دیکھا تو شب بھر کے لیے محفل مین ہے

کب کثیف الطبع لوث عیب سے ہین پاک صاف
دیکھ لے مٹی کا دہبہ دامن ساحل مین ہے

تیرے اوٹھ جانیسے یہ صحبت منغص ہوگئی
لوگ کیسی فرش ہی مین جبین محفل مین ہے

سوکھ کر کانٹا نکیون ہو جاؤن باغ دہر مین
تلتی ہین پھولونمین جو اونکی محبت دل مین ہے

کیا مسافر اب نہ دیکھینگے وطن والونکو پھر
صورت پردہ یہ کیون گرد رہ منزل مین ہے

دیکھے کچھ اس پر شکش کو کرلے او منعم قبول
آبرو سی چیز کشتی کف سائل مین ہے

کونسے بیکس کی ہے تاراج کشت آرزو
جسکی غم سی دانہ ہر اک خاک بر سر گل مین ہے

گریبان کا ٹینگے روز محشر کیے مسافر راہ کو | انجو جادہ وہ بنجائیگا جو منزل مین ہے

غزل ۹۱ | غیب دان ماہر کہ اونکو جو ہین تیری رازدار | شعر ۴۳
بات وہ کہدیتی ہین منھ پر جو پنہان دل مین ہے

فلک سجایہ کیا برہم جو دم مین صحبت غم کی | اودا سی ہی تو رونق تھی ہمارے بزم ماتم کی
دکھاؤن گر روانی بحر اشک چشم پرنم کی | بہی مثل کف دریا سفیدی صبح ماتم کی
تقابل وسس سی کیا دیکھی جو لمین سیر عالم کی | مگر ہان کاسہ گرسی کم نہین تہی آبرو جم کی
بیان قدرت ہو کیا اوس نخلبند باغ عالم کی | ثمر کو دی وہ لذت جسپہ ٹپکے رال شبنم کی
جنو نمین داغ سر سے زیب ہے یون قد پر خم کی | نگین سے خوشنمائی جسطرح ہوتی ہی خاتم کی
تجہی ہی دلازم اس چمن مین شادی و غم کی | فراموشین ہر آتی ہین یہان اثمار توام کی
کہلا جب یہ کہ دنیا ہے جگہ ہر صدمہ و غم کی | تو دریا نے بہی دست موج سی کی مشق ماتم کی
گرانقدری کہون کیا اوس سلیمان مکرم کی | کہ بار نام نے جسکے کمر خم کی ہی خاتم کی

مجھے ہوس کے آگے قدر کیونکر ساغر جم کی
کہ اک جام اسکا دیکھلاتا ہے کیفیت دو عالم کی

شکایت پھر نرہتی محنت گلزار عالم کی
نظر گر باغبان کرتا عرق ریزی پہ شبنم کی

ازل ہی گوش زد ہی نے ثباتی باغ عالم کی
برنگ گل مری تن پر قبا کیون ہو نہ شبنم کی

دکھا ساقی مجھی اوس جام مین سیر عالم کی
کہ پتلی لال شیشہ کیلئے حسن جام پر جم کی

بہار اے باغبان جوبن پہ ہے یہ باغ عالم کی
کہ گلشن پر رگ گل سی نظر پڑتی ہی شبنم کی

حباب آسا ہون نازک مین بی فرط ضعف خلقت سے
بہروسا کیا ابھی مٹجاونگا تحریک سی دم کی

یہ بیدردی کہ اس گلشن مین شبنم اوسکو سب سمجھے
چمن مین اشک غم سی آنکھ نرگس نے جو پرنم کی

مین ہی وہ آہوے رم کردہ وحشت ہون اے صحرا
کہ جسکے سایہ کی تصویر مین ہین طاقتین رم کی

روار و رہگذار دہر کی ای رہرو دیکھو
ملی فرصت نہ چلنے سے کبھی دم کو بھی اکدم کی

جھکے کیونکر برنگ چوب خشکیدہ ہے ہر سر کش
کمر ٹوٹیگی پشت اسنی تواضع مین اگر خم کی

الٰہی کس بہم خوبی کی فرقت مین یہ حالت ہے
لگی ہین جھپٹ کو آنکھین ہم جاب بحر عالم کی

نفس کے شغلی پیری مین دل بہلاتی ہین میرا
ہوا سچ ہے کہ فرحت بخش ہوتی ہے سحر دم کی

برنگ بوئے گل نازک مزاجی مین مین بیٹھا تا
کہان سے آکے صرصر نے طبیعت سرسری برہم کی

شریک حال اہل غم نہ مین کیونکر ہوون اے گلشن
جب آنسو دیدۂ نرگس مین ہون رقت پہ شبنم کی

نہ دیکھو گر تو ہوون کم ظرف مثل جام جم بیشک
اگر دیکھو تو گنجایش ہی محبت مین ہے عالم کی

بجز اعجاز حسن دوست اسکو اور کیا کہیے
ثنا مین نے زیادہ ہی جو کی تو ہیچ ہے کم کی

تناسب کی رعایت مجکو ای افسانہ گو یہ ہے
حکایت گر سنون ہی مین تو لب سے جام جم کی

سیہ روزی سی اے گردون سواد آخر شب ہوون
فنا ہو جاونگا دیکھی ضیا گر صبح ماتم کی

عرق کی قطرون سے اوس گل کے دعوی ہے جو ہمسری
یہ پانی ڈھل گیا ہی ای چمن آنکھون کا شبنم کی

یہ پیہم پھوٹکر روئے ہین کسکی آشنائی مین
کہ سوج آئی ہین آنکھین ہر حباب بحر عالم کی

مین وہ ہون رحم دل ای کعبۂ حق دار فانی مین
نہین ہی تاب جسکو دید غور عین زمزم کی

بناہون قدر سوز دل ہی عکس برق گردون کی
تڑپ جاونگا مین بھی سا تہ ہی بجلی اگر چمکی

وہ فورِ ضعف مین اُنکا ہجر بھی دلکو آفت ہے
ڈبوئیگی مری کشتی کو گر فشِ چشمِ پرنم کی

ندامت کچھہ تو اسنی سیکھا دیا اوس سے اوٹھائی ہے
جب آیا سامنے پیمانہ گردن شیشہ نے خم کی

نہ کیونکر ای اجل پھر آنکھ میری بند ہو جاتی
دمِ بیریکی آہین بھی ہوائین تھین سحر دم کی

یہ ادنی سی صفت ہے اوس طلائی رنگ کی اونکے
پڑا جب عکس رخ چاندی کی تہ پہ نکی طرح دمکی

کسی شکِ چمن کے انتظارِ آمد آمد مین
سفید آنکھین ہوئی ہین قطرہ ہائے آب شبنم کی

مین ہی تو موجدِ بیتابیِ سوزِ جدائی تھا
زمین پر مین جو تڑپا آسمان پر برق بھی چمکی

دکھادے تو اسکو ای صنم خوبی جمال اپنا
کہ جان آنکھو نمین آئی ہی حباب بحرِ عالم کی

بجا یار ہر دو نے ٹھوکرون سے جب تو ٹوکا تھا
یہ نوبت ہو گئی مرنی پہ خود جامِ سر جم کی

کٹیگی عمر ہی بر مین یہ جان اپنی وہ پھر ہے
مثالِ نار گہی آمد و شد سینہ مین دم کی

کرین کیسو قت کارِ دین و دنیا کا اہلِ عالم
نہین ملتی ہی فرصت سانس لینے سے کوئی دم کی

دکھایا گاہ مجھے کوئی نکوئی سانحہ گردون
کہ آنکھین تک چھپک کر رہی ہین مشقِ ماتم کی

کیئی سجدے یہ طمانچوں نے زر کو دارِ دنیا مین	کہ آخر آگئی داغ جبین مین شکل درہم کی

غزل ۹۲ — بنی ہین دیدہ ہا منتظر نقش قدم ماہر — شعر ۱۸۱

زمین بھی ہی یہ شائق مہدئ ہادی کے مقدم کی

نقش قدم بنا نہ کہین پر جہان چلے	سایہ چلا زمین پہ کہ ہم ناتوان چلے
گھٹ بڑھ کی یون زمین پہ ترخشہ جان چلے	سینے مین جسطرح نفس ناتوان چلے
یون مجمہ بلا نصیب کے اشک روان چلے	جسطرح جلد خوف کی جا کا روان چلے
گر کچھ چلی بھی چال تو یون ناتوان چلے	اپنی جگہ پہ صورت بنض روان چلے
رفتار گر قلم کی ترا ناتوان چلے	ہو طرفہ سیر ساتھ قدم کا نشان چلے
مجھسا کوئی رفیق طریق آپ کو ملا	سایہ صفت قدم بہ قدم تا جہان چلے
مستوں کے غول آئین تو جاے ملال زر	ساغر چلین تو پیر مغانکی دوکان چلے
ہاتھ اوس سے پھر جدا نہو اشام کی طرح	اکدن عصا جو لیکی ترے ناتوان چلے

کیونکر نہ بات بانمین کاٹو ہر ایک بات
قینچی کیطرح سی جو تمہاری زبان چلے

یون کر دغم مین پیر گیا ہی ہمارا دل
ریتی مین جسطرح سی ہاسی ریگ روان چلے

وہ مست ہون جو ٹھیس سی شیشہ ہی لگ گئی
فریاد کرتے ہم سوئے پیر مغان چلے

فرقت کی شب مین یون ہے رواں کہکشان چرخ
جسطرح سی کی اثر در آتش فشان چلے

آئینہ سان سفر مین ہی نکلین نہ گھر سی ہم
گر ہم چلین تو ساتھ ہمارا مکان چلے

بلبل وہ ہون پٹک کی دیکھا دون جو زور عشق
اوڑتا ہوا قفس کیطرف بوستان چلے

دامن سی خار اولجھ گئے گل پا ون پر گرے
صیاد اوجاڑنے جو مرا آشیان چلے

بھولا ہون گر ستارون بھری مانگ کو تری
آرے کیطرح سر پہ مرے کہکشان چلے

اندھیرا اہل بزم کی آنکھون مین ہو گیا
محفل سی میری آپ گر شمع سان چلے

ہون دفن بسمل تپ ہجران جو دشتمین
جادہ ہر ایک صورت نبض روان چلے

مارا جواب دینے پہ اوسنے رقیب کو
سچ ہے کسیکا ہاتھ کسیکی زبان چلے

اولی چلی خزان مین ہوا جب تو باغ سی
مثل طیور اوڑتے ہوئے آشیان چلے

لپٹین جو بو کی باغ سی نکلین ہوا سبی
بن آئی راہ رن کی جہان کا روان چلے

ای داغ دل جو تجھ مین بند ہی یہ ایکی دہن
اوس ملک مین چلو تمین سکہ جہان چلے

بدگوی رقیب سیہ رو کو کیا کرون
گر قطع ہو تو اور قلم کی زبان چلے

ہم وہ خزین ہین یونتو نجانا ہوا کبھی
پھولونمین بلبلونکے سوے بوستان چلے

دانہ جو تیرے خال کا بھولا ہون مین کبھی
چکی کیطرح سر پہ مرے آسمان چلے

یاد آئی گل کو آمد و شد عندلیب کی
پھر کر جو آشیانکو پر آشیان چلے

مثل نسیم صبح مگر آپکی ہی چال
غنچونکے پاس پاس ہوے دل جہان چلے

وہ گل چلا جو باغ کی نظارے کے لیے
طایر سمٹ کے سب طرف بوستان چلے

رکھدون کبھی جو بار غم اپنا ادا تارے کے
جھک کر جہا نمین پر کیصورت جوان چلے

کی بعد مرگ جو شش و حسرت نے جب کشش
صحرا کو ٹھوکرون سے مری استخوان چلے

بلبل وہ ہون بھرون جو قفس مین گلونکا دم
اوڑکر شمیم گل بطرح بوستان چلے

یون باتین کرتے ہین تیرے دیوانے ہجر مین
جسطرح سے کہ گنگ کے منہ مین زبان چلے

وحشی وہ ہون کہ تھک کے گرے سایہ کیطرح
جن بہی جو میرے ساتھ دم امتحان چلے

تاثیر ضعف عالم پیری کو دیکھنا
سایہ بہی بی عصا نہ چلا ہم جہان چلے

خالی کمان جو رہگئی قاتل کے ہاتھ مین
تن سی نکل کے صورت تیر اوستخوان چلے

بلبل وہ ہون کہ قتل کو صیاد جب بڑہا
باہر چمن کے روتے ہوئے باغبان چلے

بچھڑے سی مست بیٹھے ہین اس انتظار مین
بھولے شفق تو جام ارغوان چلے

یون شوق مین ہے غم مرے دل کی طرف روان
جسطرح سی طیر سوئے آشیان چلے

دیکھا یہ انقلاب ترے لطف و قہر سے
تنکر چلے جو پیر تو جہک کر جوان چلے

صیاد کی تسلیون کا اعتبار کیا
کھڑکی کہلے قفس کی تو جی کہان چلے

ماہر کو قبر پیستی ہی یا ابو تراب

غزل ۹۳۰	جلد آیئے فشار ہوا دستخوان چلے	شعر ۳۴۰
بہر طور اچھی بسر ہوگئی	گھٹی آبرو تو گہر ہوگئی	
خجل جب نہ حرص بشر ہوگئی	ہوا خود پسینے مین تر ہوگئی	
مرے اشک شور آئے فرقت مین کام	کٹا رنگ شب جب سحر ہوگئی	
یہ اونکی بھری دل مین مجھسے آنکھ	کہ شب بھی ادھر کی ادھر ہوگئی	
فقیری قناعت کا باعث ہوئی	بُری بھی تو اچھی بسر ہوگئی	
بڑھاپے مین تختہ ہی تن قبر کا	مری جھک کے سیدھی کمر ہوگئی	
مرا دل وہ لیکر یہہ کہنے لگے	کوئی شی ادھر کی ادھر ہوگئی	
قدم رُک کے جب سر پہ خوش ہون پیر	مہم تھی جو پاونکی سر ہوگئی	
سب اچھے رہے مر گئے جب فقیر	گدائی فقط دربدر ہوگئی	
عجب رنگ مین رنگ اُلفت کھلا	شب وصل گھسکر جگر ہوگئی	

سیہ خانہ میرا وہ تاریک ہی
شبِ ہجر جس مین سحر ہو گئی

مرے خشک تن ہی ہوئی یہ خجل
یہ بوست پسینے مین تر ہو گئی

نہ ٹھہری گی بو غنچہ گل مین پھر
خبر اوسکی گر مشتہر ہو گئی

وہی میری پیری ہی ای آسمان
سحر مین جو شیر و شکر ہو گئی

یہ دیوانے ہی کیا تھے غنچہ کی بو
چلے جب تو دیوار در ہو گئی

مجھے خوفِ تیغِ ہوس پھر نہین
یہی نانِ جو گر سپر ہو گئی

بلا گرد سر میرے بہانتک پھری
کہ آخر کو دستارِ سر ہو گئی

تری مردک کا پڑا جسپہ عکس
وہی دیکھنے کی سپر ہو گئی

یہ سمٹی دمِ ضبطِ سوزِ درون
گھٹا دود دلکی جگر ہو گئی

جوانی سے بہتر وہ پیری ہی چرخ
جو کافورِ زخمِ جگر ہو گئی

تمھین بہی رہا تیغ ابرو کا ڈر
جبہی مردک بہی سپر ہو گئی

سوکھا یا کسی گل کی فرقت نی یہ
کہ کانٹا ہر اک شاخِ تر ہو گئی

بتون نے کرم کی جو پھیری نظر
خدائی ادھر کی ادھر ہو گئی

اوڑا شب یہہ کافور زخم جگر
کہ بیدرد سمجھے سحر ہو گئی

نہ کہنا مجھے صاحبِ رازِ عشق
جگر کو جو دلکی خبر ہو گئی

پڑی بحث جب کفر و اسلام مین
اِدھر بُت خدائی ادھر ہو گئی

مجسم گنہ نے یہ آخر کیا
کہ دلکی سیاہی جگر ہو گئی

بدلتے ہی کروٹ کے اے آسمان
شبِ وصل دہر کی ادھر ہو گئی

دیا ساتھ مشکل مین فوراً مرا
اگر بیکسی کو خبر ہو گئی

مجھے خوفِ طولِ شبِ ہجر کیا
اوڑا رنگِ رُخ جب سحر ہو گئی

نہ اوتری فقیری کے اعجاز سے
کلاہِ گدا تن پہ سر ہو گئی

مقدر کی گردش سے آخر بلا
یہ لپٹی کہ شالِ کمر ہو گئی

سخن سی نکیون ہو نمین راس الرئیس | زبان شمع کے تن پہ سر ہو گئی

غزل ۹۴ | بڑھاپے مین ماہر نہ چل راہِ جرم / ٹھہر جا کہ اب دوپہر ہو گئی | شعر ۳۶

مجکو مہمان سی مروت بھی حیا بھی آئی | جان لیکر گئی گھر مین جو قضا بھی آئی

جان لینی کا جو تہا کام قضا بھی آئی | بی ہوس پاس ہمارے نہ ہوا بھی آئی

میرے کہنے پہ ہوس کیا کہ ہوا بھی آئی | دم ذرا سا جو دیا مین نے قضا بھی آئی

وای غفلت کہ نہ کچہہ اونکو صدا بھی آئی | در کی زنجیر مری آہ بلا بھی آئی

آج کچہہ نگہت گیسوئے رسا بھی آئی | مرض عشق بڑہا جب تو دوا بھی آئی

مین جو آیا تو زمانے مین بلا بھی آئی | بزم مین شمع کی آتے ہی ہوا بھی آئی

مجکو اوس وادیِ پرغول مین لایا جنون | قافلہ کیا نہ جہان بانگِ درا بھی آئی

ہاتھ مین آئنہ و شانہ وہ لیتی ہی رہے | بگڑی زلفونکو مری آہ بنا بھی آئی

عذر کرکے مرا غیط مین وہ کہتے ہین
تجکو بگڑی لہی بات اپنی بنا بھی آئی

مجکو تھی نوالہوسی یہ جہانمین نفرت
حرص سمجھا اوسی گر پاس ہوا بھی آئی

رنگ سیوم مین کھلا اسکی محبت کا مجھی
رہگئے دست صبا پھول اٹھا بھی آئی

پینچدار ایسے ہین کونچے ترے گھر کے اید دوست
ٹھوکرین کھاین جو فکر شعر ابھی آئی

خلوت یار مین بیگانونکا آنا کیسا
سر دھنا شمع نی گر پاس ہوا بھی آئی

اب تن زرد مین کس منھ سے دکھاؤنگا اونکو
زعفرانکو جو ہنسا نا تا ہنسا بھی آئی

سیان نسیم سحری ٹھوکرین کہاتی ہی ہی
تیز دست آہ مری اونکو جگا بھی آئی

اپنی تنہائی سی مضطر یہ دم نزع نہامین
تھم گیا دل مرا جسوقت قضا بھی آئی

مین نہین اک تری گھر دور کے سب آتے ہین
سانس پھولی ہوئی تھی جبکہ ہوا بھی آئی

طاعت حق پہ نہ بگڑین یہ سمجھکر اصنام
مجکو بھولے سے کبھی یاد خدا بھی آئی

مجکو تعجیل اوسی جان کے لینے مین ہے دیر
لو ادا کرتی ہوئی مجھسے قضا بھی آئی

تنکے چننے لگا مین زردی تن اپنی
عشق مین لوکشش کاہ رُبا بھی آئی

قتل تمنے جو کیا قتل کے مشتاقونکو
اس خفاسی ہمین کچھ بوئی وفا بھی آئی

محکو بیخود یہ خط شوق کے آنے نے کیا
نامہ بر کا ہوا دھوکا جو صبا بھی آئی

ناز و غمزہ ہی کو دنیا مین غنیمت سمجھون
سامنا پھر ہے قضا کا جو ادا بھی آئی

مرسلونکو ہونکیون خوف دم روز حساب
سب تو تجھے اُمت محبوب خدا بھی آئی

ضد تری کونسی دنیا کی بشی نی رکھ لی
پاؤن پھیلا جو تو تونے خنا بھی آئی

مثل شبنم چمن دہر مین روئی ہر شے
ایک کرنیکو لہو پانی حنا بھی آئی

رنگ حاجت چمن دہر مین پھیلا تا یوہین
سب تو سب دیکھنے کو پاتہہ خلا بھی آئی

جاکے اب دیکھ لے نی پردہ اونھین جو جا ہے
آہ آنکھونکا حجاب اونکی اوٹھا بھی آئی

اب مری لغزش پا کا ہے مزا ہے ساقی
دیکھ لے جھوتی گردون پہ گھٹا بھی آئی

اب سکندر سی کہو صنعتین سب ہین بیکار
میری حیرت اونھین آئینہ دکھا بھی آئی

یون ہی کیا کم تھی وہ ہاتھ اور نیا گل پھولا
شاخ مین شاخ لگانیکو حنا بھی آئی

تھا یوہین رنگ سیری کا جہانمین کیا کم
ہاتھ بندھوانیکو دنیا مین حنا بھی آئی

تیز دستی یہ ہی چمکی تھی نہ وہان آنکھ ابھی
آہ پر دود مری سُرمہ لگا بھی آئی

رغبت دل سی مری نزع مین آیا نکوئی
فرض ادا کرنیکو آئے جو قضا بھی آئی

باغ عالم یوہین جلتا تھا بتونکے ہاتھون
آگ مین آگ لگانیکو حنا بھی آئی

غزل ۹۵ — شعر ۲۱

اسقدر بھی کوئی تربت پہ نہ ٹھہرا ماہر
کچھہ اگر ہی سے ہمین بوئے وفا بھی آئی

عبث جہانمین کب زلزلے ہین آئے ہوئے
تڑپ رہے ہین لحد مین ترستے ہوئے

نہ پوچھو کچھہ یہ کون آتے ہین نہائے ہوئے
یہی ہین جنکی ہین ہم خاکمین ملائے ہوئے

عوض مین آہ کے ہنستے ہین منھ بھرائے ہوئے
نئی ہین لوگ جنازے پہ پھر آئے ہوئے

تم اہل بزم مین سے ایک کو تو دو بوسہ
فقیر میٹھے ہین سب آسرا لگائے ہوئے

طریقِ عشق مین آتی ہی یہ صدا مجکو
خطر کی راہ ہے رہرو قدم اوٹھائے ہوئے

عصائے شیشہ وہ ہے ساقیا کہ زاہد کیا
سنبھل گئی ہین شرابے بھی لڑکھڑائے ہوئے

رقیب رستم دستان ہو گر تو کیا ہو گا
تری پھکیتیونکے ہم ہین مارکھائے ہوئے

خدا ہی حشر مین دستار قاضیونکی بچائے
مغانکے ساتھ ہین ستونکے غول آئے ہوئے

نہ اوگلی ہیان ہے کسطرح تیغ او قاتل
ہماری قتل پہ ہے آستین چڑہائے ہوئے

یہ کون لیگیا پہلو سی کیا ہوا یارب
ابھی تو دیر ہوئی تھی نہ دلکو آئے ہوئے

مین ہی نہین ہون تری شمع رخ کا پروانہ
چراغ شام ہی سے تجھسے لو لگائے ہوئے

یہ شکل اونکی دم صبح شام صلوت ہے
نگاہ نیچی ہی بیٹھی ہین سر جھکائے ہوئے

صدا یہ ہچکیون سے دیکے مر گئے عاشق
جنازہ لاؤ وہ گھبرا رہے ہین آئے ہوئے

وصال کا تو بھلا ذکر کیا ہے فرقت کا
وہ داغ ہے جسے چھاتی سی ہون لگائے ہوئے

یہ وہی مری آنکھون سے اشک بن بنکر
جگر کے زخم تھے پانی جو کچھ چرائے ہوئے

دلونکو عاشقونکی سچ تو ہی وہ کیا جانین
کہین پڑے ہوے ہونگے جلے جلائے ہوے

اوتر رہی ہے گلی مین مثال آب جہری
کچھہ اس اداسی وہ سیدہ کو ہین دبائے ہوے

نشان وجشیو منزل کا مل ہی جائے گا
چلے چلو کسی جانب کو منھ اوٹھائے ہوے

نہ پوچھو عشق نظر مین کہ کیا گذرتی ہے
تڑپ رہا ہون کلیجے پہ تیر کھائے ہوے

اونہین کا بوجھ نہ اوپر پڑے یہ ڈرتا ہون
وہ لاش اوٹھاہین اور لاش ناز اوٹھائے ہوے

غزل ۹۶ — شعر ۲۵

مثال دون رخ روشن سی کسکو ای ماہر
چراغ شمس و قمر بہی ہین جھلملائے ہوے

طپان ہون یون تری مژگان سے دل لگائے ہوے
شکار جیسے تڑپتا ہے تیر کھائے ہوے

وہی ہین میرے جنازی پہ آج آئے ہوے
ادہر جو دیکہتی ہین منھ ادہر پھرائے ہوے

ادہر ہے ایک دل زار دیکھیے کیا ہو
مژہ کی صف ہی پر اوسطرف جمائے ہوے

تمہاری زلف کو دل دیکہکر یہ کہتا ہے
یہ ابر آیا ہے بجلی کہین گرائے ہوے

گہرا دنکے جا کے سنا یہہ عوض مین خط کے
سر اتھی کیا جو چلی آئی منہ اوٹھائے ہوئے

عقب مین اشکونکے یون دل کا زور آتا ہے
کہ جیسے فوج کو آئے کوئی دبائے ہوئے

پتا یہ کوچۂ دلدار کا ہے اے قاصد
ہزارون بیٹھی ہین وہان دھونی رمائے ہوئے

عبث گمانِ بدا و نپر نہین ہی اے فرقت
کہین وہ یا نہ کہین بال ہین نہائے ہوئے

مناسب آپکو بھی روزِ حشر ہے آنا
اوٹھی ہین آپکے سب خاکمین ملائے ہوئے

نصیب اتنو نمین کہلتی ہین دیکھی کسکے
بڑھے ہین قتل کو وہ آستین چڑہائے ہوئے

ہزار حیف کہ مردہ کہین اوٹھین بیدرڈ
کبھی جو سوئین ترے ہجر کے جگائے ہوئے

گناہگار دنکو دیتی ہین غسل کیون پسِ مرگ
یہ آپ ہین عرقِ شرم مین نہائے ہوئے

دل و جگر کی تمنائین قتل ہوتی ہین
اوجڑ رہے ہین مری گھر نسے بسائے ہوئے

اوبال اوبل کے دعا دے رہے ہین شیشے بھی
مغان چلی ہین جو ہر مست کو چھکائے ہوئے

دمِ وصال کہان آیا جو ہے خیال دنکو
بدن ہی سرد پسینے مین ہین نہائے ہوئے

دلون مین بعد فنا بھی نکیون سے ہے شورش
چراغ شعلۂ خو نکی ہین یہ بجھائی ہوئے

نہ دل مین حسرتین اب ہین نہ دل ہی سینے مین
بتونکی راہ مین بیٹھے ہین گھر لٹائی ہوئے

یہ گرم صحبت پیر مغان ہی مستون سی
شراب خانہ مین شیشی ہین جوش کھائی ہوئے

انھین سے کوئی ہماری فنا کا پونچی حال
جو ذبح کر رہے ہین آستین چڑھائی ہوئے

تقاضہ سن کا ہے اڑ دینے سی راہ چلو
ادا یہ کہتی ہی چال اور ہی بنائی ہوئے

علاقہ قطع نہین گولیی وہ جاتے ہین
چلا ہے دل بھی تو پہلو مراد بائی ہوئے

دلونکو دیکھ کے ناوک فگن یہ کہتے ہین
اوٹھالو انکو نشانے یہ ہین اوڑائی ہوئے

شب وصال وہ سر رکھ کے جب پہ سوتی
تڑپ رہا ہون وہ تکیہ گلی لگائی ہوئے

امید اب تری دیدار کی ہو کب قاتل
گلے پہ تیغ بھی سکھی تو منھ پھرائی ہوئے

غزل ۹۷	حنا او نخون نے ملی گر تو خوب ای ماہر ملے شہید دنمین خود بھی لہو لگائی ہوئے	شعر ۲۲

وحشی حجل ہین پاؤن جو کھرسی نکال کے
شیشے ہین آبلے عرق انفعال کے

بیٹھے ہین دل کو پھینک کے مشتاق چال کے
کھرسی قدم نکالیے گا دیکھ بھال کے

ہنگام حشر سامنی ہون ذوالجلال کے
پہونچا کہان مین پاؤن لحد سی نکال کے

وحشت مین کیا مین چال چلون دیکھ بھال کے
پردے پڑے ہین آنکھ پہ چشم غزال کے

اوس قبر تار مین تری وحشی چشم ہین
جسپر چراغ بنتے ہین دیدے غزال کے

دشت جنون مین ہی تری وحشی کا یہ جلوس
شیرون کے غول پیچھے ہین آگے غزال کے

سو درد سر اوٹھین ہو بوسہ دیکی ایک
سچ ہی بلا مین پڑتی ہین صد قم کو ٹال کے

مجرم وہ تھا کہ خوف سے تاثیر جرم کے
بھاگے ملائکہ مجھی دوزخ مین ڈال کے

اون مدفونون مین ہین تری وحشی پس قضا
گنبد بنی ہین جن پہ زغند غزال کے

یہ نزع جان وہ شے ہے کہ انسان کا ذکر کیا
مر مر گئے ہین شیر زبانین نکال کے

خالق جزائے خیر دے مردان عشق کو
دیدی ہے تیغ میان سے اونکو نکال کے

کیون دامِ آسمان مین نہ عالم اسیر ہو
جنکو نجوم کہتی ہین خلقی ہین جال کے

جادے نہین ہین وادیِ آب مین مرے
دیکھا رہے ہین کوہ زبا نین نکال کے

وحشت مین تیری چشم کا جب آگیا خیال
مژگان بنائی پاؤن سے کانٹے نکال کے

انجم ہین کب عیان شبِ فرقتین الفلک
ذرّے بلند ہین مری گردِ ملال کے

وصلت تو درکنار ہی جی جائے قیس ابھی
محمل سے کوئی مُنہ جو دکھادی نکال کے

نافے نہین ہین جانکی وحشیِ چشمِ یار
دل رکھ گئے ہین قبر پہ آہو نکال کے

بی جسمیونکا جب ترے ہی آیا مجھی خیال
بن بنکے سب بگڑ گئی نقشی خیال کے

احباب بھی گئی ہین لحد ہی ہوئی ہی بند
ای دست و اب مرے ہین جواب سوال کے

انجام کیون نہ وحشیونکی غم کا ہو خوشی
بنتی ہین خونِ خشک سی نافے غزال کے

کھائی ہین میرے دشتِ جنونمین جو ٹھوکرین
دو ہو گئی ہین بیچ سے سم ہر غزال کے

اشکون سی دل جو سرد ہو ماہر سمجھ یہ تو

غزل ۹۸	دی ہی مراحی چرخ نے شوری مین جھالکی	شعر ۴

یوسف سے گھر چھوڑاتی ہین شہر جمال کے
بولیچلی ہی گل کو چمن سی نکال کے

وحشت مین کیون نہ چال چلون دیکھ بھال کے
ہین آبلے بھی پاؤنکے دیدے غزال کے

کیونکر نہ زلزلے مین ملین دل جبال کے
زیر زمین تڑپتی ہین طالب وصال کے

ایسے ہین قدردان بھی ہر اک بیکمال کے
خود اونگلیان اوٹھاتے ہین شایق ملال کے

آیا نہ کام مین جو کسی خوش جمال کے
پہلو سی ہمنی پھینکدیا دل نکال کے

میکش کشیدمی سی خجل ہین یہ ساقیا
انگور شیشے ہین عرق انفعال کے

کم تھے نہ وحشیون سے تری چشم مین یہ
کیون گرد باد لگے خیمے نکال کے

گذری ہی آج دلپہ کچھ ای تیغ غم ضرور
انداز آنسو دنمین ہین بسمل کی چال کے

کیا تیرے رند قہقہہ زن ہین بروز حشر
دستار گرد باد قیامت اوچھال کے

عشاق کے سکوت یہ کہتی ہین ای بتو
دیگا خدا جواب تمہاری سوال کے

وحشی وہ ہون کہ جسکی درازی سے دست کی
کوس آستین کے بنگئے دامن جبال کے

رحمت خدا کی صورت سیل تر ٹپکی
کچھہ یون پھرے ملک مجھے دور خمین ڈال کے

کیون ضبط سوز دل نکرون صورت سپند
معدوم ہونگا سنہ سے مین نالہ نکال کے

ذکر غزال کیا تری وحشی کے دشت مین
جا دبکی رہگئے ہین زبانین نکال کے

مجھ دل دکھے کے دفن مین اتنا وہ بول اوٹھے
کوئی اسی لحد مین اوتارے سنبھال کے

ہوگا ضرور قتل کوئی آج بیگناہ
خنجر وہ دیکھتے ہین کمر سی نکال کے

دیوانی کیون خزانہ وحشت نہ لوٹ لین
ہین قفل سب کھلے ہوے سم غزال کے

مشہور ہین وہ جادہ صحرا کے نام سی
پھاڑے ہین وحشیون نے جو دامن جبال کے

دنبالہ سرمہ کا ہو جو منظور چشم یار
رکھدین غزال منھ سی زبانین نکال کے

آیا مژہ کا وادی وحشت مین جب خیال
تلوے مین پھر چبھو لیے کانٹے نکال کے

یہ عشق چشم یار سی وحشت مین ہین غزال
پاؤن سی داب لی ہین زبانین نکال کے

کیون ہر قدم زغند نہ وحشی ہی اب ہرن
دہنے کو غون بائین کو دیکے غزال کے

طالب زمین سے شوق مین آیا ہی تا بہ عرش
پر دسی کوئی تو دیکھا دی نکال کے

پوچھی جو مجھسی قیس نی سختی راہ عشق
پاؤنکے خار رکھدیئی سر سے نکال کے

چھوڑا سے دلکو لیکی مین آیا ہون قبر مین
اوجانوالے پاؤن کو رکھنا سنبھال کے

اک عاشقونکی بات تہی اوسکو بھی کھو دیا
موسیٰ ملی جواب ارنی کی سوال کے

غزل ۹۹

ماہر ادنین بھی آگئی کچھہ تپ خفیف سی
تڑپے مثال نبض جو طالب وصال کے

شعر ۳۰

مر گئے ہم نہ کہا اک نے قضا آتی ہی
شمع دامن مین چھپاؤ کہ ہوا آتی ہی

حالت جرم مین بالین پہ قضا آتی ہی
مر کے کھولونگا نہ آنکھین کہ حیا آتی ہی

بخشد و دل سی اگر آہ رسا آتی ہی
ٹوٹتا ہی کوئی شیشہ تو صدا آتی ہی

کچھہ نکچھہ قیس پہ گذری ہی خبر لے لیلی
گرتی پڑتی ہوئی صحرا مین ہوا آتی ہی

بعد میرے جو نہین کوئی عزادار مرا
قبر پر جاکے ہوا خاک اوڑا آتی ہی

ہر سحر کیون نہ چلے قافلۂ نکہتِ گل
جو چٹکتی ہے کلی بانگِ درا آتی ہی

اونکو جب ہوتی ہی منظور نظر خود بینی
میری حیرت اونہین آئینہ دکھا آتی ہی

نیم بسمل ترے کیا خاک سی اوٹھین قاتل
برچھیان یہ نگہِ شوخ لگا آتی ہی

دیکھکر تجکو گنہ مینے کہی تھی یارب
بند کر دی کوئی آنکھین کہ حیا آتی ہی

جنبشین ابرو دنکی کہتی ہین گو تم نہ کہو
تمکو تلوار بھی عاشق پہ لگا آتی ہی

ای جوانو کبھی پیرون سی ننو نا گستاخ
انہین بندون سے خدا کو بھی حیا آتی ہی

گوش دل سی مری آواز کو سنتے ہین ملک
میری پردے مین سسکی جو صدا آتی ہی

غول بھاگے ہین گریزان ہین بیابان سے غزال
آبلونکو مرے کیا آنکھ دکھا آتی ہی

دل دکھونکو نہ ستا اسمین ہی کک او ظالم
انکی وہ آہ ہی جو عرش ہلا آتی ہی

مجھ کہیلتا نہین ای قافلۂ اشکِ روان
دل ٹھہرتا ہی کہ آوازِ درا آتی ہی

حشر مین توڑ رہی ہین ترے وحشی قبرین
نکلو نکلو کی جو کانو مین صدا آتی ہی

مرسلو نمین بھی دم حشر یہ غل ہی تہ عرش
سب ہٹین امت محبوب خدا آتی ہی

یار دا جاب سی تو قبر پہ آیا نہ کوئی
ہان اگر سی تو ذرا بوئی وفا آتی ہی

کہدو اوسنی کہ خبر لین مرے مرنیکی جلدی
آج کچہ رونیکی ہیلو سی صدا آتی ہی

نالہ حضرت مجنون کا اثر ہے اب تک
سائین سائین کی جو صحرا سے صدا آتی ہی

دلمین لیکر تجہی بند آنکہ جو کرتا ہون کبھی
میرے دم سے ترے سونیکی صدا آتی ہی

پاس کسطرح مرے آکے نہ دم لے قاتل
منزلون سے مری لینیکو قضا آتی ہی

زیر پا خار کو سمجھے نہ رگ گل کیون قیس
ملکی رخسار سی لیلی کی ہوا آتی ہی

قتل کرنیمین مرے ضد نکری کیون قاتل
پاؤن پھیلاتی ہین جسوقت حنا آتی ہی

گر شہیدونکا جنازہ نہ اوٹھایا نہ سہی
لاش عشاق پہ ٹھوکر تو لگا آتی ہی

چھیڑتا ہون جو بھری بزم مین یہ کہتے ہین وہ
سچ بتادی کبھی تجکو بہی حیا آتی ہی

قتل پر میرے جو ضد ہی تو کہدو اونسے
خون پانی نکرین ایک حنا آتی ہے

کوئی تو پونچھ لے نقاش ازل سی اتنا
دوسری شکل ہی تیری سی بنا آتی ہے

وای ویلہ کہ جو محروم ہین آواز سی ہی
لن ترانی کی تو موسی کو صدا آتی ہے

غزل ۱۰۱

مُوشگافی سی کہلا ہمپہ عقیدہ ماہر
عاشقون پر اونہین زلفونکی بلا آتی ہے

شعر ۲۳

بنکی معشوق جو عاشق کی قضا آتی ہے
صاف خلخال کی گھنگرو سی صدا آتی ہے

مردے جی اوٹھتی ہین زندونکی قضا آتی ہے
کس ستم کی تجھی او ترک ادا آتی ہے

توڑکر جب دلِ بلبل کو صبا آتی ہی
صاف غنچی کے چٹکنے کی صدا آتی ہے

منعمو عالم فانی مین خوشی ہی معدوم
کان بجتی ہین کہ نوبت کی صدا آتی ہے

زاہدو دل مین جگہ دو نہ بتونکو کیونکر
دیکھتا ہون جب انمین یاد خدا آتی ہے

نازنین نے جو اوٹھایا تو شنا کیا اسکی
آپکو بھی تو مری لاش اوٹھا آتی ہے

کوئی اونسے کہے ویران جو دل کرتی ہین
اس زمین پر تمہین بستی بھی بسا آتی ہی

برہمن چھوڑ کے کعبے کو ملا کیا تجکو
دیر مین بھی تو نظر شان خدا آتی ہی

گل نکیون ہجر مین ہو جاے مری شمع حیات
دل تڑپتا ہے تجھے یون جس سے ہوا آتی ہی

نا بلد ہین یہ خوشی سی غربای عالم
دل دھڑکتا ہے تو نوبت کی صدا آتی ہی

باغ مین دیکھکے اونکے گل رخسار کا رنگ
پھول مرجھائین نکیونکر کہ حیا آتی ہی

تجھسے بی پردہ گنہ مین نے کیی تھی یارب
کیون نہ گڑ جاؤن زمین مین کہ حیا آتی ہی

وصل کا کیا مجھے اچھا نظر آئے انجام
دل جو ہنستا ہی تو رونیکی صدا آتی ہی

پیچھے ہٹجاتی ہی محمل مین اداسی لیلی
آہ جب قیس کی پردے کو اوڑا آتی ہی

پردہ گوش مین کیونکر نہ چھپاؤن اے دوست
دلمین ہی تیری جگہ دل سی صدا آتی ہی

حسن اور عشق مین پھیلا ہے لڑائی کا جو رنگ
خون پسینی پہ گرانیکو حنا آتی ہی

بیوفاؤنکی قدم کیونکر اٹھین چلنے مین
زیر پا تربت نقش کف پا آتی ہی

پردۂ دیدمین کیا کام نکالا موسیٰ
ابتو کانونمین وہ مطلوب صدا آتی ہی

مجھہ گنہگار کے لاشے پہ نکیون منھ دہانپین
مجکو روتے ہوی لوگونکو حیا آتی ہی

آنکھین محرم ہون دیدار سے تو ہون موسیٰ
لن ترانی کی تو کانونمین صدا آتی ہی

کان آوازۂ وحدت سے بھری ہین جو مرے
کوئی بولی مجھی تیری ہی صدا آتی ہی

لن ترانی تو کہا پر یہ ہوا کیا جانے
یہ نہ سمجھی مرے کانونمین صدا آتی ہی

غزل ۱۰۲

اوسکی رحمت مرے عصیان کو نہ بخشے ماہر
مین نہ یہ منھ سے کہونگا کہ حیا آتی ہے

شعر ۴۱

آئنہ ہنگئی ہی تن مین جو قدرت تیری
میری صورتمین نظر آتی ہی صورت تیری

آئنہ لیکی بھی بڑہتی نہین حیرت تیری
دیکھہ تو دیکھہ رہی ہی تجھی صورت تیری

تھوڑی دل کو جو بڑہا دے تو عنایت تیری
نکلی جاتی ہی مری دل سی محبت تیری

میرے وحشت ہو غضب چال ہو آفت تیری
حشر میرا ہو یہان وہان ہو قیامت تیری

قیس کردی مجھی کسطرح نہ اُلفت تیری
دل جو مجمل ہی تو لیلی ہی محبت تیری

لیچلی ہی سوئی دوزخ جو عدالت تیری
لپٹی جاتی ہی گنہگارون سی رحمت تیری

ہاتھ تلقین مین مجکو نہ لگائے کوئی
ہون تہہ خاک مین امید امانت تیری

دور کسطرح گناہون سے مین ہو تا یارب
سر کی جاتی ہی مرے پاس سی رحمت تیری

جوشِ خون ہی جو چمکون کو بھی تر سوی مین
پھوٹ نکلی ہی ہر اک پھوسی نگت تیری

باتین کہنی کی ہین تلقین کہانکی ای دوست
مرکے بھی میری زبان پر ہی حکایت تیری

کیون لحد توڑ کی نکلین نہ گنہگار ترے
حشر مین ڈھونڈ رہی ہے انہین رحمت تیری

اب بھی آہوشمین برباد نکر دلکو مری
دیکھ نی گھر ہوئی جاتی ہی محبت تیری

کونسے جرم نی یہ ربط بڑہایا یارب
جب تڑپتا ہون تڑپ جاتی ہی رحمت تیری

وائی ناقدری مردم کہ اوسکو کہین
کھپ گئی ہو مری آنکھون مین جو رنگت تیری

حشر مین اسکی سوا اور کہین کیا مجرم
ہمسے وہ کر چوکی تجسی مروت تیری

شبہہ غیبت کا کیا مین نے تو وہ کہنی لگی
ہان تری سر کی قسم کی تھی شکایت تیری

آج تو خیر مری لاش جب اوٹھی او گل
رنگ او سدن تجھ نہ لائی یہ نزاکت تیری

حفظ جان عشق مین اب شاق بہت ہے ایدو
جسکو کہدی او سے دیدو مین امانت تیری

خلد کو چھوڑ کے مرسل نکل آئین باہر
ہاتھ چھوڑے تو مرا حشر مین حجت تیری

کسکے دیدار کی خواہش ہی خبر لی ہوسے
باتون باتو نمین بٹہتی جاتی ہی لکنت تیری

دل مرا لینی کو اور آئین خدا کی قدرت
غیر کے ہاتہہ مین دیدو مین امانت تیری

توجو بالین پہ ہے اتنا نہین کھلتا مجہپر
جان تن سی یہ نکلتی ہی حسرت تیری

جلوہ گر ہوکے نگاہون سے نہ کیون چھپ جاوے
کچہہ شرر مین نظر آتی ہی شرارت تیری

حشر مین آتے ہین اس شان سی تیر مجرم
قہر آگے ہے پس پشت ہے حجت تیری

یہہ سبب ہے جو تری غم کو بہی کہتا ہون غریز
دل جو تڑپی تو بہلتی ہی طبیعت تیری

گاہ دلمین ہین گہ آنکہون مین ہر گہ دامن مین
میری اشکون سی ٹپکتی ہی شرارت تیری

دو دلی کی مجھی ہی بھی تو یون حسرت ہے
تو ہو اک دل مین تو اک دل مین محبت تیری

عکس آئینہ مین جسطرح نظر آتا ہے
یون مرے دل مین اوتر آئی ہی صورت تیری

لاش ہی لاش نظر آئیگی اب مقتل مین
دیکھ اوٹھجائی نہ انگشت شہادت تیری

کیون نہ فرقت مین بھی اب لطف ملین وصلت کے
دل وہ پہلو مین ہی جسمین ہی محنت تیری

آہ ہر دم کی نکلکر یہ خبر دیتی ہی
اب سماتی نہین دل مین مرے حسرت تیری

دیکھتا ہون جو مین آئینہ تو وہ کہتی ہین
خوش نہو مرکے بدل جائیگی صورت تیری

دل کے جانیکا تجھے نزع مین کیون دھڑکا ہے
جان دونگا پہ دونگا مین امانت تیری

چاک ہون گل کی گریبان تو دل غنچون کے
باغ مین جامہ کے باہر ہو جو نگہت تیری

ان ترانی پہ بھی تکرار کی گر ای موسیٰ
باتین کچھ اور بھی سنوائیگی لکنت تیری

قبض کرتا ہے مری روح تو خود کر یارب
تیری ہی ہاتھ مین دونگا مین امانت تیری

شکر کر عیب لسانی بھی ہنر تھا موسیٰ
بھولی بھولی تری باتین ہو رہین لکنت تیری

بعد مردن بھی کسیطرح نہ آنکھین ہوئین بند
رہگئی طالب دیدار کو حسرت تیری

جان سی ہاتھہ اوٹھاتا نہ مین کیونکر امید وست
سانس لینی مین نکلتی تھی محبت تیری

جانکنی مین مری گ گ سی یہ آتی ہی صدا
دیکھہ چھینی لیی جاتی ہین امانت تیری

غزل ۱۰۳ — نظم مین دہیان تھا کیا اور یہ ہوا کیا ماہر — شعر ۲۰

اور کچھہ بڑہگئی جلدی مین طبیعت تیری

مانتی موسی نہ کیونکر لن ترانی آپکی
کچھہ سمجھتی تھی زبان بیربانی آپکی

کیون نہ ساکت ہو کہ ہی تصویر جانی آپکی
بند کر دیتی ہی لب شیرین بیانی آپکی

گر نہ کیجیے قدر تو ناقدردانی آپکی
ہر ادا ہی ناز پرور دجوانی آپکی

حشر کے دن بھی رہی محروم دیدار سی
سنتی تھی آنکھون سے دیکھی لن ترانی آپکی

دیکھی پیری مین مجکو بھی لوہین رنگ شباب
آگئی تصویر مین جیسی جوانی آپکی

درد دل سارا سمٹکر آگیا پہنچا ئیگی جا
داغ چھلے کا جو تھا تن پر نشانی آپکی

پنجے مین گر دونکی خلق آتی اگر اچھی طرح
کیون چنی جاتی ردائی آسمانی آپکی

دو ہی چیزین ہین نہین جنکا زمانی مین نظیر
موسمِ گل باغ کا فصلِ جوانی آپکی

کٹ گئی فرقت کی شب اور وہ طول پکڑا آن مین
دل نی کچھ باتین جو کین مجھسی زبانی آپکی

شورِ محشر سُنکے ہوتا کسطرح مجکو عجب
کان مین میرے پڑی تھی کچھ کہانی آپکی

کونسا انصاف ہی آئینہ رکھنا ہاتھ سی
آپکی صورت نہ دیکھی نوجوانی آپکی

آجتک آنکھون سی اک عالم لگا تا ہے اوسے
مین نے قرآنمین جو رکھدی تھی نشانی آپکی

یاد رکھیے دینگے سب نسبت پسینہ سی اوسے
حُسن کا جب عطر کھینچیگی جوانی آپکی

وائی ناقدریِ عالم سب کہین غازہ اوسے
رنگ لائے گر زمانے مین جوانی آپکی

حسن کا جوبن ٹپک کر مجکو دیتا ہے صدا
رویگی پچھتائیگی میری نوجوانی آپکی

اب زمین پر پاؤن چلنی مین مین کھون کسطرح
شبکو مُنھ پر تھی ردائے آسمانی آپکی

وقتِ تلقین قبر مین مین نے مُنھ کو موڑنا
مین نہ سمجھا کوئی کہتا ہی کہانی آپکی

کہیئے یون ہم بھی ملائین ہان نہین ہان باتین
دل مین جب گھر ہو تو کیسی لامکانی آپکی

کان مین مُردونکی بھی جا ینگی آواز پا
رو کیے حد سے گذرتی ہی جوانی آپکی

غزل ۱۰۴ شعر ۲۱

لہر پر سبزے کی ماہر کی بھی پڑتی تھی نظر
کیون چُنی جائے نہ اب پوشاک دھانی آپکی

ہر ایک دانۂ انگور آب ہو جائے
خدا کی شان ہی شیشہ سراب ہو جائے

جو سوزِ دل سی مرے انقلاب ہو جائے
اولٹ پلٹ کی کلیجہ کباب ہو جائے

ہر ایک عرض پہ اونکا خطاب ہو جائے
مزا تو ہے کہ جو طول حساب ہو جائے

جو رُو نما اثر انقلاب ہو جائے
ہر ایک آئینہ چلو کا آب ہو جائے

خدا کی شان ہی انگور آب ہو جائے
ستارہ ٹوٹتی ہی آفتاب ہو جائے

بڑھا پا کاش مرا بھی ہو عکس آئینہ
رنگے جو ریش کوئی یہان خضاب ہو جائے

کہے تو کوی وہ توڑین دلِ پر ارمان جب
حضور آپکی بستی خراب ہو جائے

نگاہِ مست سے وہ دیکھتے ہین دریا کو
عجب نہین کہ جو پانی شراب ہو جائے

کوئی تو دیکھ کے مجکو گلی مین اونسے کہے
جو کچھ نہین تو گدا کو جواب ہو جائے

سہارا پاکی احبا کا قبر مین بولا
ذرا تھمو کہ سوال و جواب ہو جائے

منون ہی خاک گرانی کا وقت ہی مجھپر
جو رکھیا ہو شریکِ ثواب ہو جائے

مجھے ہو طالع بیدار بخت خفتہ ہی
کسیکی آنکھ کا گر نیم خواب ہو جائے

جھٹک جھٹک کے وہ دامن کو کیون نہ جھنجلائین
وہ رخت خاک سی میری خراب ہو جائے

ہجومِ حشر مین کہتا ہون سر جھکا کے یہین
کھڑا ہوا ہون مرا بھی حساب ہو جائے

پکارنے سے تمہارے نہ مر کے گر بولون
خموشیو نکا کبھی کے جواب ہو جائے

اسی بہانے سے بخشا گیا مین حشر کے دن
مرا حساب سبکا عذاب ہو جائے

نہین خبر کہ کیے چلکے کتنے دل پامال
بنی وہ چال زمانہ خراب ہو جائے

الحد کی راہ مین روئے تو ہین مجھے لعجاب
کہین جنازہ نہ کشتی آب ہو جائے

نہ دیکھیں دیکھنے والی بھی ای رہی جلوہ
کھلے یہ حسن کہ آخر حجاب ہو جائے

کریم مجمع محشر مین شرم مانع ہے
علیحدہ کہین میرا حساب ہو جائے

غزل ۱۰۵ — شعر ۶۷

جو تیری لاش گھٹ پٹ گھٹکے رہین وہ ماہر
اخیر ہچکیون کا کچھ جواب ہو جائے

دشمنون کا نہ تہہ خاک اگر دل ٹھہرے
جادہ ایک ایک نفس سینہ بسمل ٹھہرے

جو ہوا کی شک و نہین کیا راہ کی مشکل ٹھہرے
جب چلے چشم زدنین سر منزل ٹھہرے

مرتبہ عشق مین کیون دل کو نہ حاصل ٹھہرے
جن جو شیشی مین اوتاری وہی عامل ٹھہرے

ناتوانی سی نکیون راہ مین مشکل ٹھہرے
گرد پاؤن سی جو لپٹی تو سلاسل ٹھہرے

واہ رے بخت جو اپنا ہو وہ قاتل ٹھہرے
جان نکلی جو بدن سے تو مراد دل ٹھہرے

طائر قبلہ نما جب ہون تو کیا دل ٹھہرے
جو سنان پر ہو علم خاک دہ بسمل ٹھہرے

دوست یا دشمن معشوق یہ بسمل ٹھہرے
بڑھ گئی شمع تو پروانون کے کچھ دل ٹھہرے

تمکو کیا طول مسافت ہی جو بسمل ٹھہرے
جب چلی چال تڑپکر سر منزل ٹھہرے

پھر تو آنکھونکی لگانی ہی کے قابل ٹھہرے
دل اگر کسی گردن کی حمائل ٹھہرے

میری صحرا مین بھلا قیس کا کیا دل ٹھہرے
جو بگولہ ہو وہ دیوِرہ منزل ٹھہرے

نہ بگولے ہون نہ دیوِرہ منزل ٹھہرے
کھڑ کھڑا دون کسی ٹیر یکو تو مشکل ٹھہرے

اونسی اور آئینہ سی رنج ہو مشکل ٹھہرے
عکس گر بیچ مین پڑنیکی نہ قابل ٹھہرے

چھوڑ کر ساتھ جگر کا نہ کبھی دل ٹھہرے
ٹھہری تو پہلو بسمل ہی مین بسمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو کیون حیرت مشکل ٹھہرے
راہ باریک پہ ہون پاؤن تو کیونکر دل ٹھہرے

دی جگہ دلمین تو یون غیر سے اپنے ہو جائین
جیسی محفل تری آئینہ کی محفل ٹھہرے

خس دریا ہی آرے ساتھ ندی عاشق کا
عین دھارے مین سمجھ گر لب ساحل ٹھہرے

دھوپ مین دشت نور دیکو جو نکلی وحشی
کھولکر چتر بگولے سر منزل ٹھہرے

سالک مسلک ایجاد ہون مکڑی کیطرح
راہین سو دل سی نکالون تو مرا دل ٹھہرے

دوست وہ کیا جو ہون کم دانۂ بارونہی
آگ سی دل پہ جلی گر تو نہ وہ دل ٹھہرے

طائرِ قبلہ نما نام نہین پھر میرا
تیری ہی سمت نہ ہر پھر کے اگر دل ٹھہرے

طبعِ روشن سی نہ کیون رونقِ صحبت ہو نہین
شمع بجھ جائی تو برہم کن محفل ٹھہرے

پڑ گیا معرکہ جب آپکے جانبازون سے
یون اوڑے دل کی نہ پروانہ محفل ٹھہرے

ساتھ ہو لے نہ بگولون ہی کے کیون قیس غریب
تا بکی منتظرِ ناقۂ محمل ٹھہرے

راہ تو خوب کٹی قطرۂ باران کیطرح
خاک مین ملکے جب ہم سر منزل ٹھہرے

طائرِ قبلہ نمائی سر سوزن ہو نہین
خود تڑپنے لگون سینہ مین اگر دل ٹھہرے

عشق نے مجکو بنایا ہے اک آویزۂ گوش
چین سے وہ کہین بیٹھین تو مرا دل ٹھہرے

طبعِ روشن ہو تو ہو بزم تری وابستہ
شمع اوٹھجائی تو محفل کی نہ محفل ٹھہرے

کونسی عشق مین آفت مری دل پر گذری
جسکی غم مین نہ کبھی آنسو دو نکے دل ٹھہرے

نقشِ پا ضعف سے ہون کون مرا کوچہ و مقام
تھک کے رہجاؤن جہان پہ وہی منزل ٹھہرے

رشتۂ شمع سی کہتا ہے یہ شعلہ ہلکر
کھینچ پیرن دار پہ جس دل کو وہ کیا دل ٹھہرے

آئی ہی جا مین پروانونکی روحِ مجنون
شمعِ فانوس نکیون صاحبِ محمل ٹھہرے

صورتِ لنگرِ ساعت ہون قرار آتو کیا
عضو بیکار رہون سارے جو مرا دل ٹھہرے

سچ تو کہتی ہین کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہی
شمع پر سو گئے پروانے تو کچھ دل ٹھہرے

دفن صحرا مین اگر ہون تپ ہجران والا
نبض کیطرح نہ اک جادۂ منزل ٹھہرے

مثلِ قاصد ہو تم سوزن ساعت مین ہون
کیون چلو چال وہ جس سے نہ مرا دل ٹھہرے

شمع کا ساتھ نہ مشکل مین دیا واہ عشق
جب ہوا آئی نہ پروانۂ محفل ٹھہرے

شعلۂ شمع پہ مضطر ہو نہ کیون پروانہ
جان سولی پہ ہو جس دل کی وہ کیا دل ٹھہرے

بیقراری سبب بیکسیِ خاطر ہے
جب گرہ کھل گئی کہہ آنسوؤنکی دل ٹھہرے

برق کہتی ہی ضیا ابر کو دیکر مجھسے
آگ لگجائے کلیجہ مین تو کچھ دل ٹھہرے

جب کہ دن مثلِ کمندِ سرِ دشمن مین سفر
اک قدم گھر مین رہے اک سر منزل ٹھہرے

ناتوان ہم سی کی چیز کوئی ہین شاید
پھر پڑی قافلی جب ہم پس منزل ٹھہرے

جنبشین ابرو نکی غمزون نے دیکھین اونکی
ہم نہ تلوار لگانیکی بھی قابل ٹھہرے

کوئی قاتل مین یہ آخر کو روادار و دیکھی
پاؤن راہی مین ہے سر منزل ٹھہرے

سچ ہے آنکھون سے گری اشک تو بربد ہوئی
قافلی لٹگئی جب چھوڑ کے منزل ٹھہرے

چشم عشاق کو تسکین نہو کیونکر ادبت
عرق آجائی تو بیمار کا کچھہ دل ٹھہرے

تیر کی طرح ہوئی ہمکو نہ تکلیف سفر
جب چلی اپنی جگہہ سی سر منزل ٹھہرے

سچ ہی آنکھون نے دل زار کی لی جان آخر
روئین جب سر پہ تو بیمار کا کیا دل ٹھہرے

لاش پر وانیکی فانوس مین یون آئی ہی
جیسی تابوت کسیکا سر محفل ٹھہرے

گھر کے چھٹنے کا نہ انسانکو غم ہو کیونکر
نکلی پتھر سی شرر بھی تو نہ پھر دل ٹھہرے

شمع عکس رخ روشن نے دکھائی جو کشش
جوہر آئینہ پروانہ محفل ٹھہرے

خسن بربادہین یہ حال سفر ہے اپنا
اوٹھکے پر دور گئی جب سر منزل ٹھہرے

صاف کر قلب تو ہو ضیق بھی وسعت تجکو
ایک آئینہ مین سو مردم محفل ٹھہرے

مجھسی وحشی کا جنازہ جو اوٹھا صحرا مین
کاندہا دینی کو بگولی سر منزل ٹھہرے

کوئی ہمدرد اگر ہو تو سکون ہو شاید
روئی پہلو مین کلیجہ تو مرا دل ٹھہرے

ہمکو اونکی محبت کا طریقہ بھایا
آب و غم سی اگر ہو تو نہ وہ دل ٹھہرے

مین نہ تڑپون تو زمانہ مین تڑپے کوئی
چین ہر ایک کو آئے جو مرا دل ٹھہرے

صفت دانہ تسبیح ہون کیونکر ہو سکون
چین اوس ہاتھ سی پاؤن تو مرا دل ٹھہرے

کشتی بحر ہون کیا ذکر روانی کا مری
پاؤن منزل پہ جو رکھدون تو نہ منزل ٹھہرے

حبس آخر یہ ہوا حبس دم مجنون سی
محملون مین نہ کہین ہمسا محمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو میرے لیے سو راہین ہین
جسطرف جاؤن وہی جادہ منزل ٹھہرے

ہون وہ شوریدہ سر آئے اگر کانون تک
شور محشر مجھی آواز سلاسل ٹھہرے

مجکو پھر درد کی باتونکا مزا ملجائے
منھ مین دم بھر کو زبان نبکی اگر دل ٹھہرے

صرصر عاد کی مانند ہون پہونچون کیونکر
جب چلون اپنی جگہ چھوڑ کے منزل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون مسافر مری راہونکو نہ پہنچہ
جب ہوا آئے نہ جا دی ہون نہ منزل ٹھہرے

جذب باطن سی کہانتک نہ اثر آئے گا
اپنی ہی دل پہ رکھین ہاتھ تو یان دل ٹھہرے

واہ کیا خوب ہوا ختم سفر مثل نگرگ
ہمین باقی نرہے جب سر منزل ٹھہرے

غزل ۱۰۶

دیکھتی جائین وہ چال اپنی نکیونکر ماہر
پاؤن پڑ جائی مری دل پہ تو مشکل ٹھہرے

شعر ۳

داغون سی دل کی عیش جوانی بدلگئی
گھر مین چراغ شام کے ہوتی ہی جلگئی

آنکھون سی اشک جوش غم مین نکلگئے
دریا جو بڑہگیا تو کنوئین بہی ابل گئے

غزل ۱۰۷

جب آہ و داغ دل کا تصور ہوا ہمین
گہر سے چراغ لیکے ہوا مین نکلگئے

شعر ۱۳

جب آئی مزع مین ہچکی سوئے مزار چلے
اخیر وقت بھی ہم دوست کو پکار چلے

نہ پوچھ کچھ کہ کدھر راہی مزار چلے
اسی طرف کو چلے یہ جدھر کو چار چلے

گلی سے یار کی یہ کہکے جان نثار چلے
صدا نہ آئی فقیر آج بھی پکار چلے

گنہہ کے بوجھ سی کیا کیا نہ شرمسار چلے
تھکے تو چار کے کاندھے پہ ہم سوار چلے

فنا ہوا مری آہوں سے یون تن خاکی
ہوا کے زور مین جیسی کہی غبار چلے

نہ منھ دکھانے کے قابل رہی جو عصیان سے
کفن سی منھ کو چھپا کر گناہگار چلے

عدم کے جادے پہ یون نا بلد روانہ ہین
کہ جیسے راہ کوئی طفل نی سوار چلے

نہ بوجھ ڈالتی مر کر بھی دوستون پہ کبھی
تھکے یہ نزع مین اعضا کہ ہم سوار چلے

رہ فنا مین کئی تھی جو ہر قدم پہ گناہ
قلم کیطرح جہان سے سیاہ کار چلے

اسی حجاب و ندامت سی گڑ گئے مردے
ہمارے پاؤن نہ تھمے کیا جو لیکی حار چلے

جنہون نے سر پہ چڑھایا تھا راہ ہستی مین
وہی عزیز لحد مین ہمین اوتار چلے

بہی غدیر مین جب ساغر شراب ولا
مغانکی خیر ہو یہ کہکے بادہ خوار چلے

غزل ۱۰۸	مثال دانہ پیدا کشت دہر مین ماہر جب آسیا کیطرح چرخ کجمدار سے چلے	شعر ۱۵

فلک نہ عیش رہا نہ شباب باقی ہی
اس انقلاب کا بس انقلاب باقی ہی

جگر مین داغ ہین وقتِ شباب باقی ہی
ظہور شام ہی ور آفتاب باقی ہی

ہمین امید رجوعِ شباب باقی ہی
تہ فلک جو یہی انقلاب باقی ہی

کھلے بندھے کا ہمیشہ عذاب باقی ہی
سیہ بلا ہی کوئی یا خضاب باقی ہی

فنا ہین اشک یہ چشم پر آب باقی ہی
غضب ہے خشک ہے دریا حباب باقی ہی

وجودِ بحرِ جہان ہی بقدرِ تاب و توان
بہت ہے یہ جو کوئی دم حباب باقی ہی

کھلے بندھے فلک کیون سد خضاب مرا
بشر کے دل مین خیالِ شباب باقی ہی

ہے آبرو کی طلب گر تو کر ہنر حاصل
بقائی بو ہے تو قدرِ گلاب باقی ہی

کہو یہ چرخ سی کچھ کھولدی خضاب مرا
یہ رنگ ہے تو نشان شباب باقی ہی

نہ فیض پائیگا اس خاکدانسے اے غافل
سراب پر تجھے امید آب باقی ہے

بندھیگا رنگ نہ اچھی طرح سی پیری کا
کھلا ہوا بھی جو اپنا خضاب باقی ہے

نہ تن کے دیکھ ہر اک بارِ حسن کو غافل
یہ آب و تاب ہے ان تا شباب باقی ہے

فلک کی دور مین طفلی تو کٹگئی رو کر
ایا ب شیب و فہ اب شباب باقی ہے

شکستہ دل ہون محیطِ جہان مین مدت سے
خدا کی شان ہی ٹوٹا حباب باقی ہے

غزل ۱۰۹

مین لیلے نسخہ اکسیر کیا کرون ماہر
جہان مین خاکِ درِ یار تو تراب باقی ہے

شعر ۱۴

کسطرح جان آئے بدن مین نظر کبھی
لیلی نکالتی نہین محمل سی سر کبھی

حسرت ہی دود دل بھی ہو داغِ جگر کبھی
گھٹکر نہ بنے فلک بھی گل نیلوفر کبھی

ہوتا ہے سنگ مین بھی مرض کا اثر کبھی
چیخی ہی آسیا بھی پھرا ہی جو سر کبھی

بٹر ہکر گھٹین نبرد مین کیا پر جگر کبھی
ہٹتی نہین ہی جنگ مین پیچھے سپر کبھی

کیونکر تہہ مژہ نہ تھمین لختِ دل مرے
دم راہرو بھی لیتی ہین زیرِ شجر کبھی

تا می خراشِ غم سی نگین کیطرح ہو نمین
گمنام ہون جو محو ہون زخمِ جگر کبھی

تابان کب آفتابِ قیامت ہے حشر مین
پھینکا تہا مین نی پنبۂ داغ جگر کبھی

سیلی ہوا کی پڑتی ہی گلزارِ دہر مین
بُو بھی نکالتی ہی جو غنچہ سی سر کبھی

سب بھول جائین وسعتِ صحرائے حشر کو
دکھلا دون گر مین دامنِ زخمِ جگر کبھی

با آبرو کو دلکی جراحت نکیون ہو قہر
بھرتا نہین گہر کا بھی زخمِ جگر کبھی

غنچے چٹک چٹک کے یہ کہتے ہین باغ مین
مٹھی نہ بند ہو جو ہوا تھو نمین زر کبھی

انسان کو کیون نہ ہجرِ وطن کے ملال ہون
تڑپا ہے خود شرر بھی جو چھوٹا ہے گھر کبھی

بیگانہ خود سی ہی یہ پسِ مرگ ہو گئی
ہم تک نہ آئی مر کے ہماری خبر کبھی

عنوان ۱۱۰ ماہر وہی جہان مین ہی اللہ کا فقیر
شعر دیکھا نہ غیرِ دست دعا جسنے در کبھی

سفید بال سہی جو بن بشر کے ڈھل جاتے
فلک سی برف جو گرتی نہال جل جاتے

ہماری آہ کے جھونکے کبھی جو چل جاتے
چمن سے بو کی طرح باغبان نکل جاتے

شہید تیغ پہ ہر طرح چال چل جاتے
قدم کی راہ بناتی تو سر کے بھل جاتے

نہ خونِ دل کی غذا آنسوؤں کو دی افسوس
جو پرورش کوئی کرتا یتیم پل جاتے

گلاب اشک سی دردِ دل جہان کھٹتے
دوا مریض جو پاتے تو کچھ سنبھل جاتے

کسی شہید سے باغِ جہان میں تھی ہمرنگ
حنا کے حال پہ ہم کیوں نہ ہاتھ مل جاتے

غزل ۱۱۱

عصا نہ ہاتھ جو پیرون کا تھامتا ماہر
وہ دو پہر تھے کہ سو بار دن میں ڈھل جاتے

شعر ۱۸۰

حرارت سوزِ غم سے آنسو دمین آنکا رہا ہے
عجب خرمن ہون ہی دل جسکا ہر دانہ شرارا ہے

ترقی بخش دریا اسقدر رونا ہمارا ہے
چراغ چشمِ ماہی جو ہی وہ گردونکا تارا ہے

دلِ سوزان سے جو نکلا ہی آنسو وہ شرارا ہے
عجب آتش ہون جسپر آب کا قطرہ بھی پارا ہے

عجب کیا اضطرابِ دل جو مرنے پر گوارا ہے
زمین ہلتی ہی میری قبر مجکو کاہ وارا ہے

پسِ مُردن دلا گر مئی محشر آشکارا ہے
کہ بیمارِ تپِ فرقت کا اک یہ بی صرارا ہے

عجب کیا ضعف مین قسمت کی چالون نے جو مارا ہے
یہ ہے دوران سر کو جس سے گردشمین ستارا ہے

پڑھی ہی اولٹی سیفی مین نے جسدم نام کی تیری
مری سے سر اوچکر تیغ نی دشمن کو مارا ہے

الٰہی خفتگان خاک کی یہ نیند کیسی تھی
اوٹھین ہین تب کہ شورِ قیامت نے پکارا ہے

پڑی ہی کونسی اُفتاد یارب طفلِ شبنم پر
شعاعِ مہر نے شیر سحر سی جسکو ڈہارا ہے

نہ کیون سینہ سی دم رُک رُک کے آئے مجھسے الغرکا
گرہ تا نفس کی سوزِ دل کا ہر شرارا ہے

یہ طغیانی بحرِ اشکِ غم کا ہی مری عالم
کنارہ جسجگہ کل تہا وہان پر آج دہارا ہے

اگر تو دادخواہِ جورِ دشمن ہی تو ساکت رہ
ستم پر چپ رہے جو وہی اوسکو پکارا ہے

کبھی مردہ کبھی زندہ ہوا دل بزم مین اونکے
غضب کی وہ نگہ ہی اور قیامت کا اشارا ہے

وہ ناخن اونکی ہین جنسی کہ ہر نقشِ سرِ انگشت
خطِ زیرِ نگین کیطرح بالکل آشکارا ہے

نہ کیون نجائین گر مگر م باتین اپنی نا ابھی
ز مانہ آتش سوزان غم کا دل ہمارا ہے

وہ ساعت کون تھی جسمین ترا طالب تجھے بھولا
دم آخر بھی گھنگرو کی صدا اون پکارا ہے

یونہین ہر عیب بین دیدہ عیب ذات مین عاجز
نگہ کو غیر ممکن جیسی آنکھون کا نظارا ہے

غزل ۱۱۲

جدا کیونکر کرون دل سی مین سوز غم کو ای ماہر
شرر اس آگ کا جو ہی مری آنکھون کا تارا ہے

شعر ۱۷

بیجان کرینگے عشق مین اشک روان مجھے
لوٹیگا رہزنون کیطرح کاروان مجھے

شکوہ نہین جو ساتھ نہ لین رفتگان مجھے
اکبار بڑھ کے دیکھ تو لی کاروان مجھے

رکھیگی پھر کہین کا نہ تاب و توان مجھے
اب بھی پکار لے جرس کاروان مجھے

مرجاؤنگا عزیز ہی سوز نہان مجھے
ای چرخ پھیر دے مری اکا دکان مجھے

کیونکر فروغ پاکے نہ بجھتا مثال شمع
ناساز تھی کمال ہوائے جہان مجھے

ممکن نہین کہ زیست مین اہل عدم ملین
مین خوب دھونڈ لی نشان تو ملی کچھہ نشان مجھے

دو پھول لے کے قبر پہ رکھے نہ ایک نے
آیا نظر چراغ تو بس گلفشان مجھے

کیون چھاؤنی غبار نہ چھائے مزار پر
دنیا مین تھا خیال بنائی مکان مجھے

بد گوئیون نی خلق کی مجروح کر دیا
گویا زبان و لب ہوئی تیر و کمان مجھے

چندے مین اس سطرحسی کیا خاکای فلک
ملتی نہین لحد مین مری استخوان مجھے

دلدادہ ہون مین جنبش ابروئی یار کا
انگڑائیان نہ لیکی دکھائی کمان مجھے

کم اوس سی نوک جھونک نہین میری آہ کی
طعنے ندے جہان مین زبانِ سنان مجھے

پنکھے تو لگ چکے ہین کلیجو نمین خلق کے
اب داغ دل دکھائینگی کیا گرمیان مجھے

کہتی ہی چشم تر مین وہ تازہ طلسم ہون
استادہ ہو کے دیکھینگے آب روان مجھے

ای بادپائے عمر روان جانتا ہو نمین
دیکھا ئیگی زمین تری شوخیان مجھے

ہنگام یاد موت جو کرتا ہون مین نظر
ملتا نہین زمانے مین میرا نشان مجھے

ماہر نہ تیر ظلم فلک کا ہدف بنون

غزل ۱۱۳ | سیدھا بنا رہی ہی کجی کمان مجھے | شعر

دامن میں تھمیں اشک نہ کیونکر مرے جا کے
منزل پہ اوترتا ہے یوہیں قافلہ آ کے

باعث ہیں زیاں میں نفس میری بقا کے
وہ شمع ہوں روشن جو ہی دامن سی ہوا کے

سُرخ آندھیاں سمجھی اوسی بیدرد سدا کے
اوٹھے جو بگولے کبھی خاکِ شہدا کے

دامانِ شفق گون کو نہ دھوئے مہِ فلک تو
چھوٹینگے نہ دہبے کبھی خونِ شہدا کے

تکلیفِ عدم جانیکی جب کرتی ہی پیری
کس عجز سے کرتا ہوں نہیں کو ہلا کے

کس طرح تھمی دم جسدِ زار میں اپنے
اوڈجھا ہے کبھی خار ہی دامن سے ہوا کے

بیدردِ جہان رنگ شفق کا اوسی سمجھے
چھیٹے جو فلک تک گئی خون شہدا کے

غزل ۱۱۴ | امیدِ وفا جنسے پسِ مرگ تھی ماہر
بیٹھے ہیں وہی فاتحہ سے ہاتھ اوٹھا کے | شعر ۴۷

آتش قدم ہوں قیدِ عجب کا مقام ہے
زنجیرِ اشک ریختۂ موم خام ہے

ہم لاغرونکی دفن مین کیون اہتمام ہی
لوگونکی ایک خاک کی چٹکی کا کام ہے

میخانے مین وفا کا طریقہ جو عام ہی
شیشی کے انقلاب سی گردش مین جام ہے

ہر بار ادب سی پاؤنکا سر پر مقام ہی
کس کا سُمِ غزال کی مُہرون مین نام ہے

فاقہ کشونکی قید مین کیون اہتمام ہی
دانہ تو خود انہین کرہ تار دام ہے

ایک ایک دم مین عمر بشر کی تمام ہی
آنفس کی ہی کہ اجل کا پیام ہے

اوس گرم بن مین اہلِ جنونکا مقام ہی
ایک اک سُمِ غزال جہان موہم خام ہے

بدنام وہ ہین جنکے قتل عام ہی
تلوار کاٹتی ہی سپاہی کا نام ہے

نہ پھر جفا ہے اور نہ وفا کا مقام ہی
بعد اپنی حسن و عشق کا قصہ تمام ہے

پیری مین روون کونسی عضو بدنکو مین
دل مر چکا ہے آنکھ کا لبریز جام ہے

کی جو وحشیون نے زد و کوب پاؤن ہی
صحرا تمام تختۂ قرطاس خام ہے

بُو اوسنی دی جو آگ ہمے کھلا یہ راز
جلنی سی نخچہ کار ہی دل موم خام ہے

ANAK UNIVERSITY

بیوجہ یہ زبانکی جنبش نہین حضور — دیکھیے جواب شمع لگن ہم کلام ہے

اللہ رے تاب و تب مری ذائکی وحشیو — کالے ہرن ہین سایۂ تن تیرہ فام ہے

مجھ دل جلے کی قبر کی جاکا ہی یہ پتا — بی آگ اگر جہا نپہ جلے وہ مقام ہے

کہتا ہون دلکو ڈھونڈھکے ہاتھون سی ضعف تین — پروردگار کونسا دل کا مقام ہے

پروانونکی یہ لاش سی کہتا ہی پاے شمع — سر چڑھکے جو مرے یہ اوسی کا مقام ہے

حسن بتان کا خانۂ عالم بہی ہے طلسم — ہی دور چشم مست سحر نہ شام ہے

پہلو پکڑکے ہجر مین تڑپون نہ کسطرح — ایدوست یہ گیے ہوے دل کا مقام ہے

خورشید کیطرح ہمہ تن مین جو داغ ہون — سایے مین میرے خلق کو مشکل قیام ہے

رونق کا ہی گذر نہین تابوت تک مرے — لاشے پہ جسر تون کا غضب اژدہام ہے

آخر شباب ہو تو گھلین کیون نہ استخوان — پچھلی پہر کو شمع لگن بہی تمام ہے

اوترا ہون وہان مین قافلہ والونکو چھوڑکے — کوسون ہی بستیون سی الگ جو مقام ہے

کس کس حجاب مین نظر آیا جمال دوست
کیا حسن ہے حجاب مین دیدار عام ہے

جلوہ ہی دل زبان سی عاشق نہ اف کرین
ارشاد و ناز کا ہے ادا کا پیام ہے

کاٹون تڑپ تڑپ کے نہ کیونکر شب فراق
منحا کو خواب تیرے لیئے حرام ہے

طالب ہے نام کا تو گوارا کر انقلاب
اور نا لکھا ہوا جو مہر و نین نام ہے

نازک لبونکی لب بھی لٹتی ہین پیار سی
وہ چسپ کید رمری مٹی کا جام ہے

کہائے ہوئے ہے سم جو حسینونپہ حسن بھی
لالہ رخون کا خط سیہ سبز فام ہے

مقتل مین آج دیکھی کسکا گلا کٹے
اولٹے ہین آستین وہ چھری نی نیام ہے

عاشق مین کچھہ نکچھہ صفت حسن ہے ضرور
بو جسکی ہوندھی ہی مری مٹی کا جام ہے

مستونکی فرق پر ہی جبھی تک کلاہ سر
جبتک کہ طاق مین سر شیشہ چام ہے

پوچھو مسافرونکی نہ کچھ بود و باش کو
غربت کی چھاونی ہی جہان وہ مقام ہے

کرتے ہین ہلکو ذبح جو وہ آستین چڑہائی
لوگون کا ٹھٹھہ لگا ہی تماشائی عام ہے

عشاق کو یہ شرع محبت مین حکم ہے
گر دنپہ ہو چھری تو تڑپنا حرام ہے

منزل سی اور تر ین بڑھکے کہین قافلے کے لوگ
کوسونکا جو تھکا ہی یہ اوسکا مقام ہے

آنکھو مین جان آنکی ہی اتنی کے واسطے
میری قضا مین ایک ادا کا ہی کام ہے

شبنم سی کوئی تنگ نہ آزردہ شمع سی
سب روتے ہین مگر مری رونیکا نام ہے

یہ سخت جان سو گئی ہین اتفاق سی
مرنے کا عاشقونپہ عبث اتہام ہے

مفلس ہر اک سی رنج فقط کیون نہ مول لے
خیر داغ پاس کوئی درم ہی نہ دام ہے

پروانون سی جب آتی ہی جلنی کی کچھ صدا
کہتا ہے جھک کے شمع کا شعلہ سلام ہے

طی کی رہ دراز عدم ہمنی بعد مرگ
میت مین اتنی جان عجب کا مقام ہے

اتنا تو اختلاج ہو عاشق کی قلب کو
ٹھہرے وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

رگ رگ مین جان آتی ہی یون دب رہا ہی دل
میری لحد پہ کون یہ مجھ خرام ہے

کس سی پکارئیگا یہ کس سی جواب دے
دل کا میری لٹی ہوئی بستی ہی نام ہے

سینہ پہ میری ہاتھ بھی رکھا کبھی یون — آیا دہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

غزل ۱۱۵ — ماہر بتون کے حسن کی دنیا بھی ہی طلسم — شعر ۷
ہی دور چشم مست تیرے نہ شام ہی

کعبہ مین کون ہی جاتا ہے کہان خیر تو ہی — خوبی کو جا جو دہان کے تو پھیر سیر تو ہی
جسطرف جاتے ہین واعظ وہ رہ دیر تو ہی — برہمن شیخ اودہر آج کہان خیر تو ہی
ہین حباب لبِ جو دید تو ہی سیر تو ہی — ٹوٹتے دیکھتے ہون مین کہہ خیر تو ہی
رازِ دل کہتی ہو بیمار سی کچہہ خیر تو ہی — نہ سہی غیر کوئی حال مرا غیر تو ہی
مین نی گھبرا کے کہا وہ جو اچانک آئے — بے بلائے ہوے آئے ہو کدہر خیر تو ہی
ہمنے تو آکے یہان کچہہ بھی نہ دیکھا واعظ — گھر مین اللہ کی بی سیر کے ایک سیر تو ہی

غزل ۱۱۶ — غل ہو واعظ نے کیا گھر کو خدا کے بھی خراب — شعر ۶
دل جو ماہر کا شکستہ ہو تو پھر سیر تو ہے

ایک ہون گر بلبل و گل عشق کے اعجاز سے
لاکھ کلیان چٹکین آواز پر پرواز سے

کسطرح کہدون یہ مین عشاق وحدت باز سے
دی تجھی کو ئی صدا بی تو تری آواز سے

نالۂ بلبل بہی الفت نے نہ رکھا بے جواب
دی صدا گل نی شکست رنگ کی آواز سے

آفرین ای زور بازو مرحبا اے جذب عشق
لے اوڑا کنج قفس زور پر پرواز سے

ہمصفیر و بوی غنچہ کیطرح چاہا ہے جب
سو قفس توڑے ہین اک زور پر پرواز سے

غزل ۱۱۱

کون یہ ماہر کہے اونسے جو پھرتے ہین عبث
ایک تربت پر بہی تم چلتے اسی انداز سے

شعر ۹

فنا کا اپنے جبابونکو ہوش آتا ہے
جنازہ موج کا جب تابہ دوش آتا ہے

مجھی جو فصل بہاری مین ہوش آتا ہے
لہو کو رنگ گلستان کے جوش آتا ہے

روا روی کا جو غل تا بہ گوش آتا ہے
حباب بحر مین خانہ بدوش آتا ہے

شب فراق مین دمساز اک ہی ہی بہت
کہو غشی سی کہ رخصت ہو ہوش آتا ہے

ادنہین کوایک نہین عذر محبتہ تک آنیمین
ادا غشی تو کرشمون سی ہوش آتا ہی

شب فراق مین رکھتا ہی کب فلک تنہا
غشی ابھی نہین جاتی کہ ہوش آتا ہی

نہین ہی کوئی جو فرقت مین پوچھنی والا
غشی سی مجکو اوٹھانیکو ہوش آتا ہی

غشی کے بعد نہ انسانکو کیون ہو یاد اجل
کچھ آنکھین کھلتی ہین جسوقت ہوش آتا ہی

غزل ۱۱۸ نزل

نہ بیکسی کی ہو حالت نہ ہو یہ ای ماہر
تر می غشی کی خبر سنکے ہوش آتا ہے

شاعر ۱۱

ذکر دو چشم مست یار اگر دم بھر چلے
صف گرے مستونکی صف پر بزم مین ساغر چلے

قبر مین ہم آئے ارمان دلکو ویران کر چلے
شب ہوی اجاب اوٹھکر اپنی اپنی گھر چلے

اتحاد واقعی سی عشق کا دم بھر چلے
ذکر تیرا مرتے دم تیری زبان سی کر چلے

نزع مین جب موے مژگان کا تصور کر چلے
وقت آخر اک رگ جان پر کئی نشتر چلے

ساقیا خود اوسکی مستی کا بیان ہو کسطرح
آنکھ کی گردش سی جسکی بزم مین ساغر چلے

جان دینی کا مزا بھی اُس سے پوچھو قاتلو
جسکی گردن پر تمہاری ناز کا خنجر چلے

جو بتونکی عشق مژگان مین رہے ہو صبر انور
پاؤن مین کانٹی درآے فرق پر پتھر چلے

جادۂ شمشیر قاتل ہے وہ راہ خوفناک
ہاتھون ہی جس راہ مین پاؤن کے آگی پر چلے

گر تپ فرقت مین اپنا تڑپنا لکھون
کلک کی نبضین چھٹین ایک اک رگ مسطر چلے

کم نہین نرمی بھی کچھ سختی سی اہل حوکی
جب فلک کا دل پسیجا خلق پر پتھر چلے

غزل ۱۱۹ — شعر ۲۹

جمک کے چل ماہر ہر اک سی رہگذار دہر مین
کھائی ہے ٹھوکر اونھون نے جو اوٹھا کر سر چلے

ہوش آفات سی دنیا کی نہ خود سر مین رہے
موج جاتی ہے تو حباب اک نہ سمندر مین رہے

حرص جنمین تھی وہ تحریص تونگر مین رہے
کانین کوئی نہ ہونکے ہیولا سر مین رہے

طرفہ اعجاز ہو دوران اگر سر مین رہے
سر سفر مین رہی اور پاؤن مرا گھر مین رہے

کیون ترقی نہ صدا حرص تونگر مین رہے
اور غباری ہون اونچی جو ہوا سر مین رہے

آبرو دار و نکی صحبت کے بقا کا ہے سبب
کیون نہ رشتہ کی جگہ ہر دل کو ہر مین رہے

مستحق جان نہ تو سائل سر گردانکو
آسیہ کا جو جھرپٹ تو جگر مین رہے

گرکے غبارے یہ صحرا مین صدا دیتے ہین
پست یون ہوتے ہین وہ جنکی ہوا سر مین رہے

نیند یون آئے کہ جانیکا نہ لے نام کبھی
آپکے جسم کی بو بس کے جو بستر مین رہے

شیب مین حال جوانی کا تہہ و بالا ہو
پاؤن چلنی نہ جو رہ جائین تکان سر مین رہے

جلکے غبارے یہ گرنمین صدا دیتی ہین
آگ دلمین جو لگے پھر ہوا سر مین رہے

آکے منھ تک جو پلٹجای کبھی ساغر مے
جان مستونکی کھنچے یون کہ نہ پیکر مین رہے

حسن وسعت کو اگر چھوڑ کے تنگی چاہے
ساری گلشن کی شمیم ایک گل تر مین رہے

تھا مین وہ تشنہ دیدار قسم ساقی کی
سوندھی ہو جاے جو مے بھی مرے ساغر مین رہے

یون ترے فرش پہ دل اپنا پڑا رہتا ہے
پھول الٹا ہوا جیسے کوئی بستر مین رہے

بوئی غیر آئی وہین قہر ہوا تھا ٹھنکے
چھپ کے پھولونمین مرا دل بھی جو بستر مین رہے

شاق ہوتا ہی حسینونکو بھی باہم کا فراق
رنگ اوڑی گر تو نگہت بھی گل تر مین رہے

ہم لگا رکھے نگاہون سے زمانیکی گرے
وہی اچھے رہے جو مجمع محشر مین رہے

صفت جیب سحر چاک کرین وحشی عشق
ہاتھ انکا بھی اگر دامن محشر مین رہے

نامہ بر دھوپ کی ہی راہ مین تکلیف نہو
تو اگر سایہ شہبال کبوتر مین رہے

آکے موجون نی جابونکو طمانچہ مارا
اونکا انجام یہی ہے جنکی ہوا سر مین رہے

حال لکھون جو تپ ہجر کی مین حدت کا
حرکت نبض کی ایک ایک رگ مسطر مین رہے

عقل سی رنج زمانیمین پہونچتی ہین سدا
گر نہو ہوش تو کیون درد مرے سر مین رہے

مین تو کیا منھ کو اوٹھاؤن نہ کبھی تکیے بھی
بو تری بس کے کبھی گر مرے بستر مین رہے

اونکی نوفے دھین کیا کیا نہ مکانین ہونگے
اتفاقات سی شبکو جو مرے گھر مین رہے

اذن لے لے کے اگر شمع پر سے والے جلین
جس سی پیدا ہو نہین وہ حرکت سر مین رہے

اہل جوہر تو سبھی اپنی جگہ بنتی ہین
قلعی کھلجائی نہ آئینہ اگر گھر مین رہے

عدد جوہر آئینہ بہی کم ہین اد سے
جتنے ارمان دل پر درد سکندر مین رہے

پاس والونپہ تو وہان اور ستم ہوتے ہین
ملگئے دل وہنین پھولونکی جو بستر مین رہے

غزل ۱۲۰

دلکی توصیف کی حاجت نہ کبہی ہو ماہر
آئنہ ایک اگر دست سکندر مین رہے

شعر ۳۷

حرص کسطرح نہو روح جو پیکر مین رہے
تن انسان مین دم ہو ہوا سر مین رہے

کیون نہ طاقت مین کبہی قلت ہو جو پیکر مین رہے
آب گہٹتا رہے مٹی کے جو ساغر مین رہے

آبرو جب ہے کہ گردش بہی مقدر مین رہے
دُر وہ غلطان نہین دور انکر سر مین رہے

مرکے ہرست نہ کیون دوسرے پیکر مین رہے
روح نکلی ہوئی شیشونکی جو ساغر مین رہے

زخم کیونکر نہ ہر اک پیکر جوہر مین رہے
رنگ کٹجائے لہو گر تہ خنجر مین رہے

تشنۂ حسن ہو تو صحبت دلبر مین رہے
آب پر بند نہ پانی ہو نہ گوہر مین رہے

نام باقی رہا تا حشر جو یہ گھر مین رہے
آئنے آب بقا حق سکندر مین رہے

تو اگر باغ میں دو نوں کبھی برمیں رہے
یو ہوا میں تو ہوا بوئی گل ترمیں رہے

سب سے جھک جائے تو کیا ہوش مرے سر میں رہے
بادہ کسطرح سی اولٹی ہوئی ساغر میں رہے

دل کو حسرت رہی وہ دیدۂ دلبر میں رہے
نیند سا ہو نہ حسیں اور نہ ادھر میں رہے

نیند بھی نشہ ہو گر دیں دلبر میں رہے
بادہ بس وہی جو اس چشم کے ساغر میں رہے

دل بیتاب میں کیا عیش تھا یا گردوں
بادہ کسطرح سی ہاتی ہوئی ساغر میں رہے

عہد دولت میں ہوں گنگے میں اس سی غلطاں
کہ تڑپنے کی نہ حسرت دل گوہر میں رہے

صفت رشتہ تسبیح جو تھی حسرت دید
ایک ہی وقت میں عاشق ترسی گھر میں رہے

کون غواص سی ہے بڑھکے میتیون پہ شفیق
غرق ہونے پہ بھی دل جوئی گوہر میں رہے

کونسے تھے وہ حسین جو ہوئے ہمسر تجھسے
پھول بھی باغ کے دیکر ترے بستر میں رہے

پھوٹ نکلی ترئی آب بھی بوسے کے لیے
گر نشان اونکی لبون کا لب ساغر میں رہے

آبرو جس سی ملی زخم بھی وہ اچھا ہے
کیون نہ برسے کی جگہ کچھ دل گوہر میں رہے

صاف دل ٹوٹنی کی آتی ہی گرنے کی صدا
جان یون بھی کسی مست کے ساغر مین رہے

شبِ وصلت ہی گئی تیر گئی شامِ فراق
چاندنی پھیل کے کیون اب مرے گھر مین رہے

زنگ دوڑے صفتِ مورچہ جوہر تڑپین
جان بسمل کی جو دم بھر ترے خنجر مین رہے

دم مین ہو جائے فنا میری طرحسی وہ بھی
بو تری تجھسی جدا ہو کے جو بستر مین رہے

حق تو یہ ہی کہ اب آئینو نکی تقصیر نہین
دل بھی تجھپر ہو یہ یا دسکندر مین رہے

خاک بھی کھینچتی ہی خاک کو اپنی ساقی
تہہ نشین درد نکیونکر مری ساغر مین رہے

نام سی دل کے کنارے جو پڑا رہتا ہے
کبھی ہاں دل کے وہ گل بھی ترے بستر مین ہے

کھولکر دیکھہ سکی منھہ نہ نسیم سحری
آپ اسطرح سی لپٹی ہوئی چادر مین رہے

پتلیان جھکتی ہین یون دیکھنیکو وہ آنکھین
عکس جسطرح سرِ مست کا ساغر مین رہے

دشمنونکی تنِ نازک مین نشان پڑتے ہین
حکم ہے پھول نہ کوئی مری بستر مین رہے

دو دلونمین جو ترا حسن جدائی ڈالے
بو ہوا مین نہ ہوا بوئی گلِ تر مین رہے

اونکا خط دیکھی یہ قاصد کو دعا دی مینے
تو سدا سایۂ شہبال کبوتر مین رہے

آئی غنچونکی چٹکنی سی صدا نغمون کی
روح بلبل کی جو بو ہو کے گل تر مین رہے

اونچ نیچ اونکو زمانیکی دکھائی کیا کیا
مدتون آنکھونمین برسون دل مضطر مین رہے

نہ یہ فل ہو نہ یہ غوطہ ہو نہ یہ فریادین
اک ترا ہاتھ نہ گر دامن محشر مین رہے

غم دی جتنا مجھے گردونکو بھی اوتنا ہوتے
عکس داغون کا مری دل اختر مین رہے

رہکے آنکھونمین اشارونکا وہ کرنا سمجھی
نام بیچین ہوا جب دل مضطر مین رہے

وہ لیے بیٹھے ہون جسکو لیکے گھر مین قینچی
نامہ پہلی سی وہ منقار کبوتر مین رہے

وہی آشوب جہان تھے وہی فتنہ حشر
اپنے جو یار مری ہمراہ جو محشر مین رہے

دم پرواز یہ کہتا ہے تڑپتا سایہ
ہو یہی حال اگر یاد کبوتر مین رہے

آپ کاندھے سے اگر کھینچکے آنچل چھوڑین
بوکا اولٹا ہوا دم بھی نگل تر مین رہے

ڈھلکے پاس آگئے وہ ایک نہ ایک پہلو سے
دور زانو سی جو تکیے ترے بستر مین رہے

کچھ کا کچھ ہو گیا ہنگام حساب عشاق
کس سی باتین تھین کہ ہر مجمع محشر مین رہے

رنج ہر شی مین اثر اپنا دکھا دیتا ہے
صدمہ کھینچے تو تشنج رگ مسطر مین رہے

قید وہ شی ہی کہ انسان تو کیا پانی بھی
بال بھر پائے جگہ گر تو نہ ساغر مین رہے

کہین مصنوع کی صانع سی بھی جمعیتی ہین
آئنہ پر دے مین کیون عہد سکندر مین رہے

ڈھونڈھتی آپکو کسطرح ہم اوس کثرت مین
آپ کھوئے ہوئے ہم مجمع محشر مین رہے

آپکی بو نہ بسی رات کے سونے سے اگر
چین سی چین نہ لپٹے ہوئے بستر مین رہے

دلکو اسواسطے روکے ہے صفائے باطن
آئنہ کی نہ جگہ قلب سکندر مین رہے

قید و آزاد تھے ہم نکہت غنچہ کیطرح
آپ ہی کہیئی کہ باہر رہے یا گھر مین رہے

جوہر روح جہان ہون تو جگہ کور و کہین
پھیل کر آب نہ کیون آب ترے خنجر مین رہے

چلکے دیتی ہی بلندی پہ ہوائی یہ صدا
سر تڑاق جائے جو دنیا کی ہوا سر مین رہے

نیند آنکھونکو تری ڈھونڈھتی عالم مین پھری
چاند سا منھ ترا مستور جو چادر مین رہے

ایک نے حق مین ہماری نہ کہا کلمۂ خیر
سب کا مُنہ دیکھتے ہم مجمعِ محشر مین رہے

دیکھ بھال اوسکی ہمیشہ کی تو یہ کیتی ہے
آئنہ قبر مین بھی دستِ سکندر مین رہے

مثلِ فانوس ہی گھر روشنیِ شمع ہین خود
کیا کہو تم کہ وہ باہر ہے یا گھر مین رہے

سر فراز آپنے یون سبکو کیا جلوے سے
جسطرح چاندنی اک چاند کی ہر گھر مین رہے

کام اوسکا بھی تو ہی جنبشِ ابرو سے تمام
چال بسمل کی نہ کیونکر تری خنجر مین رہے

کسطرح بعد فنا حال وہ دیکھے اپنا
آئینہ جب نکوئی قبر سکندر مین رہے

آئنہ لیکے گر آئے تو کیا کیا احسان
مین رہا آپ کے گھر آپ مرے گھر مین رہے

پاسِ خاطر ہے نزاکت کا تری شبنم کو
پھول سوکھا ہوا کیونکر تری بستر مین رہے

بُو برہنہ نکل آئی تھی بدنکی اونکے
کون پردا کرے گر چین نہ بستر مین رہے

آئنہ سامنے رکھکر بھی کھلا کچھ نہ تمہین
اپنے گھر مین رہی یا غیر کے تم گھر مین رہے

محبسِ قبر مین تنہا لیے جاتی ہی اجل
عکس کیا آئینۂ قصرِ سکندر مین رہے

کر بنایا ہے تو کچھہ حسن کو اپنے روکے
آبرو آئینہ کی ذہن سکندر مین رہے

پتلیان پھر رہی ہین کام مین ہے آمدِ خواب
نیند سا ہو کوئی مہمان نہ اوس گھر مین رہے

ذبح مین چاہتی ہو تو نکو یہ مین کہتا ہون
جان نکلی مری اور دم ترے خنجر مین رہے

وصل کے بعد حیا اونکو نکیون ہو تاری
شرم کی شان جو سمٹی ہوئی بستر مین رہے

بوجو بیخواب تری ہو تو پڑی کیون نہ شکن
آخر اوسکا بھی تو تکیہ کوئی بستر مین رہے

ہجرِ ساقی مین یہ کہہ کہکے ٹپکتا ہو نمین سر
جام مین مے نہو اور رہوش مرے سر مین رہے

چرخ اوسی دھوپ سے منگوا کے بنائے شبنم
گر پسینے کی تری کچھہ تری بستر مین رہے

تیرے ہی بوئی بدن کی مین قسم کھاتا ہون
دم نہ میرا تری اوڑھی ہوئی چادر مین رہے

نازنین ہاتھہ سی شکنونکو مٹایا جلدی
جب نشان وصل کی سمٹی ہوئے بستر مین رہے

غزل ۱۲۱

پینگ جھولے کی طرح اونسے بڑھے جب ماہر
گھڑیون آنکھونمین تو پہرون دل مضطر مین رہے

شعر ۱۰

چمک جو درد کی دل ہی نکل گئی ہوتی
لحد پہ آپ سے ہر شمع جل گئی ہوتی

ہماری گھر مین جو آکر دہل گئی ہوتی
اندھیری رات کھلے سر نکل گئی ہوتی

ہوائی گرم جو آہونکی چل گئی ہوتی
ہر ایک شمع لگن بجھ کے جل گئی ہوتی

تمہاری تیغ جو دو ہاتھ چل گئی ہوتی
کجی ان ابرؤنکی سب نکل گئی ہوتی

نجانے جنبش ابرو مین دلپہ کیا بنتی
ہنسی ہنسی ہی مین تلوار چل گئی ہوتی

وہ میرے عکس سے کیون ڈر کی چھوڑتے نہ نقاب
غضب ہوا تھا کہ صورت بدل گئی ہوتی

نہ آتے آپ جو دم کو تو اور کیا ہوتا
تڑپ تڑپ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی

ہزارون آپکی ہوتین ادائین وسمین ہی
بُری بھی بات جو مُنھ سے نکل گئی ہوتی

بھلا ہوا کہ تجھے مجھسے آتشین رخسار
نگاہ بال کے مانند جل گئی ہوتی

غزل ۱۲۲

وہ آتے نزع مین ماہر تو یہ غضب ہوتا
بگڑ بگڑ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی

شعر ۱۵

حسن بھی یا تو نہین کھلتا ہے تو پردا کیا ہے
دیکھین معراج کی شب چھپ کے نکلتا کیا ہے

مرتے دم آئنہ آیا ہے یہ نقشا کیا ہے
مین تو اچھا ہون الٰہی ابھی بگڑا کیا ہے

ہاتھ اوٹھنے کی فقط دیر ہے پردا کیا ہے
یون ہی جائی شب معراج اب ایسا کیا ہے

یون ہین مرتے ہین مٹو نزع کا چرچا کیا ہے
تمنے دنیا کا مری جان ابھی دیکھا کیا ہے

ہم نہ سمجھے کہ یہ عشاق مین چرچا کیا ہے
دل کسی کہتی ہین اللہ کلیجا کیا ہے

خود بھی تصویر بنے ہو یہ تماشا کیا ہے
مُنہ اوترتا ہی چلا جاتا ہی نقشا کیا ہے

حال پر اپنی ہی کرتا نہین تربت مین نظر
بند آنکھون نے نجانے مری دیکھا کیا ہے

لاش بھی ساتھ نہ اوٹھے تو مرا نام نہین
درد سینے مین مری جان ابھی اوٹھا کیا ہے

دیکھکر مُنہ جو ہنسا مین تو یہ فرمانیگے
جھائیون کے یہ نشان ہین تجھے سوجھا کیا ہے

سب کے ہمراہ جھکے دیکھ رہے ہین وہ بھی
جان کا میرے نکلنا بھی تماشا کیا ہے

آج تصویر سی تصویر اوترتی ہی وہان
اپنے سے آپ کھنچے جاتے ہین نقشا کیا ہے

بندوہ کرتے ہیں در بند نہیں ہو سکتے
مرتے دم آنکھوں نے یارب مری کیا کیا ہے

کھنچکے ابرو سے نہ کیوں ناخن پا لمجائیں
جانِ عاشق کا نکلنا ہے تماشا کیا ہے

جگر و دل کو تو کھوئے ہوئے گذری مدت
پھر نجانے کہ یہ سینہ میں تڑپتا کیا ہے

غزل ۱۲۳ — شعر ۲۵۵

غم سی گر خار بنی تھی نہ رگِ جان ماہر
دامنِ تارِ نفس سی تری الجھا کیا ہے

چہرخ گو بنجا آہ پُر تاثیر سے
رات بولی نالۂ شبگیر سے

جب بدی کرتے تھے وہ نخچیر سے
کچھ کمان کہتی تھی چلتی تیر سے

کلک بھی فارغ ہوا تحریر سے
ہم نہ نکلے خانۂ زنجیر سے

وحشیوں کے عکس کی تاثیر سے
سب تو سب گھر چھٹ گئے تصویر سے

کم نہ تھی چال اوسکی مجھ نخچیر سے
دل ملے کیونکر نہ میرا تیر سے

شوخیوں کا اونکی تھا یہ بھی اثر
رنگ جو اوڑ نیلگا تصویر سے

چرخ اگر میری طرح پیسے اسے
مغز نکلے ناخنِ تصویر سے

اولجھے حلقے اب سلجھین کسطرح
دیو لپٹے ہین مری زنجیر سے

کچھہ تعجب ضیقِ دنیا سے نہین
خون جو ٹپکے ہر رگِ تصویر سے

یون تری پلکون نے کی ہی دلمین جا
جسطرح بھرتا ہے ترکش تیر سے

دشتِ وحشت مین شرر اوڑتے تھے جب
برق الجھی تھی مری زنجیر سے

زور دکھلایا ترے وحشی نے جب
حلقے کھل کھل کے گرے زنجیر سے

دل کے ٹکڑونکو تو چھوڑے وہ نظر
پر کہان جائینگے اوڑکر تیر سے

حسن کی غیرت نے بدلی ونکی شکل
رنگ جب ملنے لگا تصویر سے

چھیڑتا کاغذ کو کیا دیوانہ تھا
باتین سنتا آپکی تصویر سے

کھڑکھڑادی تیرے وحشی نے جہان
دیو بھاگے نالۂ زنجیر سے

یون شبِ فرقت تھمی ہی آہ سے
جیسے باندہین فیل کو زنجیر سے

بیٹھنا نچلے اگر آتا نہین — سیکھ لیجئے اپنی ہی تصویر سے

یون مژہ پر مین لیی ہون لختِ دل — آگ اوٹھائین جیسے آتشگیر سے

میری دل مین دیکھکر اونکا خدنگ — کسطرح تڑپا گیا نخچیر سے

اشک آنکھون سی مرے پونچھے تو خیر — بچتے رہنا خون دامنگیر سے

ملتے ہین ہاتھون سے وہ کاغذ کیون — چپ رہا جاتا نہین تصویر سے

آپ دکھلاتے اگر صورت اوسے — پردے اوٹھتے دیدۂ تصویر سے

میرے گھر کی راہ مین جلدی یہ کی — پھر گئے پہلے مری تقدیر سے

غزل ۱۲۴ — شعر ۲۴

اونکو جب پایا نہ ماہر اسطرح — کلک لپٹی دامن تصویر سے

مرغِ تصویر چمن سی نہین گر سازمجھے — رنگ اوڑتا ہوا کیون بے پر پرواز مجھے

کہتے تھے مثل حرف کل تو نظر باز مجھے — آج کیون تاک رہے ہین قدر انداز مجھے

مثلِ اسپند بھی دی دل نی نہ آواز مجھے
ایسے جلنے پہ اور اس ضبط پہ ہے ناز مجھے

لن ترانی سے کھلا ناز کا بھی راز مجھے
پردا ہوتا تو سناتی نہ وہ آواز مجھے

مرضِ موت ہوا دہر مین آغاز مجھے
مین تو کہتا تھا ہوا ابتلا کی ہے ناساز مجھے

تیر کیطرح سی جاتا ہون جدہر وحشت مین
ہر در بند بھی ہوتا ہے در باز مجھے

بخت نے میکدۂ دہر مین مثلِ شیشہ
سرنگون گاہ کیا گاہ سرافراز مجھے

مرغِ تصویر ہون پونچھو نہ مری حسرت کو
پر تو ہین بھی مگر آتی نہین پرواز مجھے

تیر ہی مثلِ ہدف اوسنے لگایا مجھپر
کر لیا جسنے جہان مین نظر انداز مجھے

مجکو اپنے دلِ مضطر کی چمک یاد آئی
آئی بجلی کے کڑکنے کی جب آواز مجھے

چپکے چپکے شبِ فرقت مین نہ کیونکر روؤن
تیرگی ہوگئی ہے سرمہ آواز مجھے

مجکو عشاق سی نفرت ہے تو معشوق سی عشق
سوز پروانون سی ہے شمع سی ہے ساز مجھے

توڑنا وک سی نگہ کا نہ فزون گر ہوتا
تیر انداز نکرتے نظر انداز مجھے

حفظِ بدنامیِ معشوق ہی الفت مین ضرور
داغِ دل کیون نہو اب مہرِ سرِ راز مجھی

کان یہ شورِ اسیری سی بھرے ہین میرے
اپنے اوڑنیکی بھی آتی نہین آواز مجھی

سوزِ الفت کے مزے کو جو کبھی مین بھولا
آئی پروانونکے جلنے کی کچھ آواز مجھی

دلِ وابستہ گیسو مجھے یاد آتا ہے
آتی ہے رات کو جب دور کی آواز مجھی

آہ نی رعد کی سنوائی کبھی مجکو صدا
برق کے گرنیکی آئی کبھی آواز مجھی

غیرِ ہستی جو ندیکھی تھی لحد مین کوئی شی
خاک اوڑا کر مری کرتے ہین افراز مجھی

دکھتے دل سی جو کیے باغ مین مین نے نالے
آئی مُنہ بند کلی سی بھی کچھ آواز مجھی

ایک نالے نے فنا مجکو کیا مثلِ سپند
ڈھونڈھتی کیون نہ نکلکر مری آواز مجھی

مثلِ حقاق کہان جاکے سر اب پٹکون
سنگ ملتا ہی تو وہ بھی شرر انداز مجھی

طایرِ بو کی طرح غیر سی بازو ہین قوی
جنبشِ موج ہوا ہے پر پرواز مجھی

نزع مین پاؤن نہ پھیلائین رگین کیون ماہر

غزل ۱۲۵	یاد آتا ہے کسی نیند کا انداز مجھے	شعر ۳۳

گھٹ گھٹ کے دل لحد مین کیون ہی بیقرار ہے
دی ہی زمین نے سانس شکستہ مزار ہے

تن ضعف سے جو اک تتق گرد تار ہے
ناوک تو کیا ہوا بھی کلیجے کے پار ہے

تن خاک ہی تو زیست کا کیا اعتبار ہے
جو عضو ہے غبار کا نقش و نگار ہے

ناخن سی وحشیون کا بدن سب فگار ہے
زخمونکے گل کھلے ہین جنونکی بہار ہے

شکل اونکی سنگ آئنہ مین آشکار ہے
کیا حسن ہی کہ ایسے کلیجے کے پار ہے

کہتے ہین تھکے وہ کہ یہ کسکا مزار ہے
تھمتا نہین ہے پاؤن یہ دل بیقرار ہے

جوہر سی آئنون کا کلیجہ فگار ہے
پتھر مین کس نظر کا نشان آشکار ہے

حال اپنا اپنی خاک ہی سی آشکار ہے
ظاہر ہے جی جگہ سے کلیجہ فگار ہے

نقش و نگار خاک سی صورت نما ہون پھر
آ لے ہوا فنا کو ترا انتظار ہے

ماہی کیا ہے مجکو گھلا کر جو عشق نے
جو استخوان تن مین مرے ہے وہ خار ہے

گردش مین عکس چشم ہے خطِ عذار پر
پامال آہوون سی عجب سبزہ زار ہے

آنکھون سے دل سی مین نے بتا دی سب اونچ نیچ
اب وہ عمل کرین نہ کرین اختیار ہے

جھک جھک کے مل رہا ہون گلے اپنے آپ مین
تصویر میرے قد کی جو میرا غبار ہے

ظاہر مین ڈھونڈھکر صفتِ شمع پھر گئے
دیکھا نہ یہ کہ پاؤنکے نیچے مزار ہے

دم بھر کو بھی نہ کوئی ٹکا آکے قبر پر
ثابت قدم جو کچھ ہے تو شمعِ مزار ہے

عشّاق پاس آکے یہ اونکی بلا سنے
ہے ہے ہی دلکی ہائی جگر کی پکار ہے

حیران ہین غزال نکالے ہوئے زبان
سرمہ یہ کس کی آنکھ مین دنبالہ دار ہے

عکس جبین کی کب مژہ و چشم پر ہے دھوپ
گوشہ نشین غزال تہ شاخسار ہے

آتی نہین ہی کان پڑی عدل کی صدا
ای دوست تیرے رحم کی ایسی پکار ہے

وہ خود بھی دیکھتے ہین عجب اک نگاہ سے
قد کی مرے شبیہ جو میرا غبار ہے

یارب مین کوئی شیشۂ عینک بھی تو نہین
پھر کیون نظر کسی کی کلیجے کے پار ہے

صد اپنی بعدِ مرگ بھی بھولا نہین جو مین
قد بھر بلند خاک سے میرا غبار ہے

کس کس کا حفظ اب مین کرون صورتِ غبار
موجِ ہوا بھی تو سرِ راہی کا وار ہے

ہر استخوان مُنھ کو نکالے ہے قبر سے
یارب مرا مزار بھی کیا تنگ و تار ہے

رحمت سے دور ہون تو کرون ترکِ معصیت
یون بھی تو مشکل اے مرے پروردگار ہے

کیا اونکی آنچلون سے اوڑی ہی ہماری خاک
پھر کیا ہے کس ہوا پہ ہمارا غبار ہے

دوزخ جو تیرے پاس ہو راضی ہون اوسمین
ای دست تیرا بُعد غضب ناگوار ہے

پست و بلند دہر ہے راہِ عدم مین بھی
تابوت کا چڑھاؤ لحد کا اوتار ہے

سینہ سی ہاتھ اوٹھا کے یہ کہتے ہین طعن سے
تھمتا نہین ہے ہاتھ یہ دل بیقرار ہے

ای دست و اب ہو اذن تو مین بارِ باب ہون
وہ تیری بارگاہ یہ میرا غبار ہے

صد شکر عکسِ آئینہ بھی سبزہ رنگ ہے
اونکے لیے بھی اونکی نظر زہر دار ہے

جانا جہان تھا حشر سی خبکو وہ جا چکے
اب مجکو حکم کیا مرے پروردگار ہے

غزل ۱۲۶	رحمت کے اعتماد پہ ماہر کیے گناہ اب عفو وہ کرے نہ کرے اختیار ہے	شعر ۷

چلے وہاں نہ قدم کے جہاں نشان ہوئے
عجیب سخت جگہ اپنے امتحان ہوئے

تبانِ دہر نزاکت میں پھول پان ہوئے
بڑھے یہ حسن کہ آخر خدا کی شان ہوئے

اوسی پہ چین خمِ زلف کی کمان ہوئے
ہمارے دل کی جو گرمی کچھ ہی نشان ہوئے

بس اے فنا جہان سبکو تری دہیان ہوئے
کھلیں جبا بونکی آنکھیں گلو نگو کان ہوئے

جہان کے حسن فنا ہو اونکی جان ہوئے
جوانی چھین کے لوگونکی وہ جوان ہوئے

جہانپہ بیٹھگئے گردِ غم زمین بنی
اوڑے جو ہوش مرے سر آسمان ہوئے

غزل ۱۲۷	یہانتلک تو تواضع پہ جان دی ماہر کہ حضرتِ ملک الموت میہمان ہوئے	شعر ۶

دل وہاں پاؤن سے نقش کفِ پا ہوتا ہے
آرزو دیکھ نکلکر کہ یہ کیا ہوتا ہے

دل بغل مین ہو تو باتونکا مزا ہوتا ہے
دل کا بس دل سے ہی کچھ خوب گلا ہوتا ہے

پیر کیون تارکِ طاعاتِ خدا ہوتا ہے
دمِ آخر تو سرِ شیخ جھکا ہوتا ہے

دنکو ہوتا ہے تو پھر راتکو کیا ہوتا ہے
مجھسے سایہ بھی تو ہر پھر کے جدا ہوتا ہے

حشر مین ہوتا ہے جو کچھ وہ بجا ہوتا ہے
آپ آجائین تو پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

شمعسان بت جو ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے
سر مع جسم نشانِ کفِ پا ہوتا ہے

کیا بشر نزع مین بھی محوِ خطا ہوتا ہے
سر پہ جو تیغ کی جا ناخنِ پا ہوتا ہے

ہے یہ کچھ اور جو پامالِ ادا ہوتا ہے
دل تو سنتے تھے کلیجہ سے لگا ہوتا ہے

دل مرا راہِ بتان مین جو فنا ہوتا ہے
سبب ہمتِ مردانِ خدا ہوتا ہے

ایک بوسے مین تو خوش تیرا گدا ہوتا ہے
خیر کر خیر سے دنیا مین بھلا ہوتا ہے

لڑنے وہ آتے ہین دل مجھسے خفا ہوتا ہے
چھوٹ پس کی ہی یہان دیکھیے کیا ہوتا ہے

ہم تو وہم وصل مین وصلی کے یہ کیا ہوتا ہے
وہی کاغذ ہے جو چٹ پٹکی جدا ہوتا ہے

ای اجل پاس مرے رکیے یہ کیا ہوتا ہے
دم وہ لیتا ہے مسافر جو تھکا ہوتا ہے

سب کے ماتم کا کہان رسم ادا ہوتا ہے
ایک دل ہی ہے کہ مرتا ہے تو کیا ہوتا ہے

کہدو اونسے جو دم مرگ وہ آتے ہین ردا
مجھسے پردہ مین محبت کے یہ کیا ہوتا ہے

حسن و عشق مین جب معرکہ پڑتا ہی کوئی
بت اور دھرتے ہوتے ہین اس سمت خدا ہوتا ہے

سرسی ہوتا ہون سیکڑون آہی صدقہ کر
تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہوتا ہے

مہربان چین جبین کو مری رہنے دیجیے
کہین مٹتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آئے کیون رونکی آواز نہ پہلو سی مجھے
دل مرجان کلیجے سے جدا ہوتا ہے

واہ رے سن دم نزع یہ فرماتے ہین
آج کیا درد کلیجے مین سوا ہوتا ہے

ہر کلی سی نکل آئی ہی تڑپکر نگہت
کہین قیدی قفس کوئی رہا ہوتا ہے

مرتے دم سر پہ ردا ڈالتی ہو سر کو بھی
نزع والے کا کہین منھ بھی ڈہپا ہوتا ہے

پاؤن کیا میری ہی بطور رہین وقت آخر
قدم شمع بھی کچھ صدسے بڑہا ہوتا ہے

شرر و برق کو رد کے نہ کوئی پارے کو
میرے دم بھر کے تڑپ لینے مین کیا ہوتا ہے

چوم لیتا ہون جو سونے مین کف نازک کو
اوسی بوسے کا نشان دُرد خا ہوتا ہے

سب اسیران قفس دیکھکے رہجاتے ہین
ساتھ والون سی اگر کوئی رہا ہوتا ہے

اب نکلتا ہے رُکا دم کوئی تھامے مجکو
تیر اُڑکا ہوا سینے سے جدا ہوتا ہے

شمع تھوڑی ہون کہ اک شب مین پگھلکر رہجاون
دشمن جان مرے سر پہ ہے تو کیا ہوتا ہے

مین بھی ناداں ہون کہ بیدرد دونگی آکر رو دون
رات بھر شمع جو روتی ہی تو کیا ہوتا ہے

کی ہی جبرات تو کہا شوکت شاہی کو بھی زور
تاج دیتا ہے تو کشکول گدا ہوتا ہے

خون ناحق کی حسینونکو بھی ملتی ہی سزا
ہاتھہ منہدی ہی کہ حیلہ سے بندہا ہوتا ہے

کوئی آزردہ ہے شمع سے نہ شبنم سے تنگ
اک مرے رونمین کیا جانیئے کیا ہوتا ہے

اوسطرف غیظ و غضب ہین تو اِدہر صبر و رضا
معرکہ قہر کا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

غیر ممکن ہے کہ یون جاے مرا سوز الم
شمع کو شعلہ فنا کرکے فنا ہوتا ہے

ہو ہی جاتی ہین مری اوسکی دکھونکی باتین
گو کہ مُنھ زخم کا ٹانکون ہی سیا ہوتا ہے

باندھی جاتی ہی ہوا بس کے پسینے مین وہان
سچ ہے ڈر عطر کی چوری مین سوا ہوتا ہے

ہاتھ اونکی مری مُنھ پر ہین مٹاتا ہو نمین
وصل مین یون ہی کبھی اونسے گلا ہوتا ہے

جیت لیتا ہو نمین بازیِ اجل مرکے
دم نکلجاتا ہے مشکل مین تو کیا ہوتا ہے

پہلے کچھ اور تمادل اب ہے تڑپنے مین کچھ اور
اسل اولٹ پھیر مین اللہ یہ کیا ہوتا ہے

پوچھتے پھرتے ہین ناواقف رسم ماتم
کوئی ارمان جو مرجائے تو کیا ہوتا ہے

اونگلیان ٹیک کے کیون کر نہون وہ فاتحہ خوان
ایک حضیرہ سر قبر شہدا ہوتا ہے

مُنھ مین زخمونکے بھی پانی سا بھرا آتا ہے
درد مین کیا مرے اللہ مزا ہوتا ہے

دم نکلتے ہوئے دیکھا تو یہ بولے ڈر کے
ارے مجھسے بھی تو کہدے کہ یہ کیا ہوتا ہے

نالے مُنھ کرکے سوے باغ گئی کیون مینے
اتنی سی بات پہ صیاد خفا ہوتا ہے

کیون تشنج سی گونکی نہون وہ ہر دم مرگ
تار کھنچتے ہین جو مسطر کے تو کیا ہوتا ہے

قافلہ نالۂ بلبل کا وہین جاتا ہے
نکہتِ گل کا جہان شہر بسا ہوتا ہے

سبزہ رنگونکی محبت مین یہان زر ہوئے
رنگ مسموم کا سنتے تھے ہرا ہوتا ہے

صبر پڑنے سے حسینونکے یہ معلوم ہوا
بت جدہر ہوتے ہین اوسمت خدا ہوتا ہے

عطر کے چور کی تو فکر ہوا کرتی ہے
کوئی پوچھے کہ عرق جسم کا کیا ہوتا ہے

دم بخود کیون نہ رہون دہر مین مانند حباب
سانس لیتا ہون تو دم تن سے فنا ہوتا ہے

اک مرا قتل تھا جسکا ہوا پرسان نہ کوئی
ہاتھ بندھجاتے ہین جب خون خنا ہوتا ہے

بعد شاہی کے شہنشاہ بھی ہوجاتا ہے
چتر مین بھی اثر ظل ہما ہوتا ہے

انقلابونمین بدلجاتی ہی شکل شاہی
تاج اولٹا ہے تو اک جام گدا ہوتا ہے

قفس مین جو مین رہتا ہون تو دم گھٹتا ہے
نالے کرتا ہون تو صیاد خفا ہوتا ہے

خود بخود آج ہے یہ جگر سینہ مین
کون یارب مرے پہلو سے جدا ہوتا ہے

واہ رے بخت کہ وہ سیر کو جاتے ہین تو کب
دم حبابونکا جب آنکھونمین رکا ہوتا ہے

شامیانہ ہو کہ تصویر ہو یا عطر و گلاب
جو مری قبر پہ آتا ہوتا ہے کھنچا ہوتا ہے

بہی جائیگا گر آئینہ ہے غم سی پانی
لاکھ پتھر کا کلیجہ ہو تو کیا ہوتا ہے

چار تلوارین وہ ابرو دم خود بینی ہین
دیکھین اب آئینہ کی جان کا کیا ہوتا ہے

غزل ۱۲۸ — شعر ۳۸

دیکھین پھر بھی کبھی آتا ہے یون ای ماہر
قیس لیلی سی گلے ملکے جدا ہوتا ہے

تمہاری باتونکو دل سُنکے کیون ہنسا نکرے
زبان تبونکی کسی پر کھلے خدا نکرے

حنا اگر کفِ نازک مین اونکی جانکرے
تو چلّوون مرا خونِ جگر گھٹا نکرے

رضا کی ہو جو منافی وہ التجا نکرے
طلب سے ہاتھ اوٹھائے مگر دعا نکرے

نشانِ پا پہ کوئی ہی کہ جو جفا نکرے
زمین کا کوئی پیوند ہو خدا نکرے

زمین پہ گر کے یہ کہتا ہے پیر کا سایہ
ضعیف ہے تو عصا کا بھی آسرا نکرے

وہ ضعف اور وہ تڑپکر مرا کھڑے ہونا
بٹھادے درد کسیکو تو پھر اوٹھا نکرے

نکل کے سن سی یہ کہتی ہی خاک مجنونکی
بشر جہان مین سب کچھ کریگی وفا نہ کرے

پسینے پر جو گرایا کرین نہ خون عاشق
تو اونکا ایک لہو پانی پھر ہوا نکرے

میان چشم بنین تل نشان پاکیونکر
ہماری آنکھونمین وہ شکل گر پھرا نکرے

وہ میری نزع مین حیران ہون گن تو یہ کہدو
اجل بھی تم ہو کہ وعدے پہ جو وفا نکرے

شفق کے نام سی گردون کا رنگ کیون نکلے
گر آنکھ سی مری خون جگر بہا نکرے

ادہر کو قیس تڑپتا ہے اوسطرف لیلی
خدا ملائی جو دو دل تو پھر جدا نکرے

نہ ہم ہی خاک کے تودونمین نہ دل ڈہونڈہین
ہمارے سامنے گریون اگر جلا نکرے

خیال دل مجھے یاد شن بخیر آتا ہے
چراغ جل کے مری سامنے بجھا نکرے

مثال دانۂ بارود در دہن آتش ہون
نہ ہوش اوڑین جو چمک درد کی اٹھا نکرے

مثال دست دعا گر کبھی نظر آجائے
کسیکے در پہ توجہ تیر اگدا نکرے

بنا ہون ضعف سے اسپند مجمر آتش
اوٹھونمین خاک اگر درد دل وٹھا نکرے

نہ کہدین لٹکی ہوئی گر بھوین اشارے سے
یہ پیش قدمیان مجھپر کبھی عصا نکرے

جو تھوڑی دیر نہ ہاتھونکو دھوئین وہ بانے
کرے وہ کام مرا خون جو خطا نکرے

چھپاؤ دلمین جو باتین وہ منھہ پر آجائین
کسیکا رنگ اتنا کھلے خدا نکرے

نظر لگی ہی ہمین گر تو چشم جوہر کی
کسیکا اتنا ہو ہلکا لہو خدا نکرے

وہ روئین نزع مین میری تو کوئی یہ کہدے
قضا پہ فرض جو ہو کسطرح ادا نکرے

حسین ہو نہ تری طرح گر تری آواز
حجاب گوشمین پھر کسطرح چھپا نکرے

پڑا ہون دور مین اتنا کہ گر پڑی تھک کے
اجل جو راہ مین دم جا بجا لیا نکرے

ہماری کہتی ہوی دل پہ گر نہ پاؤن پڑے
قدم زمین سی ہر گام پر اوٹھا نکرے

غضب تو یہ ہوا رونے لگے وہ گھبرا کر
جگر مین درد ہماری تو اب اوٹھا نکرے

اگر کے چپکے سی جلنی پہ تو یہ بو پھوٹی
خبر کسیکو مری دلکی ہو خدا نکرے

لہو کے اشکون سی کسطرح روی تیغ تری
دہان زخم سی بسمل اگر گلا نکرے

ہنسا ہین رونے پہ اپنے تو یہ وہ کہنے لگے
کسیکی آنکھ کا پانی ڈہلے خدا نکرے

سدا جو سنتا ہے نہ پھیر کر وہ روتا ہے
کسی سے حال اسیر قفس کہا نکرے

اکڑ کے کہتے ہین سینہ پہ ہاتھ نزع کی سہ
انہین گلے سے لگائے تو پھر جدا نکرے

عدم کی راہ دم نزع سی نہ طے ہوا گر
ہر ایک رگ مرے پاؤنکی یون کھنچا نکرے

نہ بو ہی پھوٹے کسی پر کھلے نہ راز کوئی
کلی صبا سے اگر حال دل کہا نکرے

کچل کے پاؤنکے نیچے یہ دل نے دی آواز
چلے تمہاری طرح بھی کوئی خدا نکرے

مٹے ہوؤنکی ہوا ہین یہ خاک کہتی ہے
وفا بتون سی کوئی بندہ خدا نکرے

مین دل کو روکے کلیجہ نہ تھام لون کیونکر
کسیکے مال پہ پانی پھری خدا نکرے

جتائے جاتے ہین احسان جو نہیں اوڑنیکے
کرا ہنا مرے دل کا کوئی سنا نکرے

غزل ۱۲۹

عدو ی جان سی کوئی تو یہ کہدی ای ماہر
قضا سی کام وہ لے جو تری ادا نکرے

شعر ۱۰

آجتک تو نہ کبھی حشر کی نوبت آئی
صور نے پھونکدیا کیا کہ قیامت آئی

کچھہ تو منعم کو بھی غیرت تہہ تربت آئی
جب دفینہ کے سر کتی ہوئی دولت آئی

ضعف کیسا تھا اور نخچیں جنکی نوبت آئی
غش سے چونکی تو یہ اک لف کہ نگہت آئی

دل دکھونکو صفت آبلہ رقت آئی
زیر پا نقش قدم کی بھی جو نوبت آئی

حسن کے رعب کی آخر کو یہ نوبت آئی
اور تو اور ابھی تک نہ قیامت آئی

سات پردونمین بھی چھپتی نہین اچھی صورت
کھل گیا صاف بھی آنکھونمین مروت آئی

فرقت گل مین غش آئی جو لگا بلبل کو
صحن گلشن سبھی تڑپتی ہوئی نگہت آئی

قبر مین ہجر کے جاگونکو ہوا یہ معلوم
آنکھہ لگنے بھی نہ پائی کہ قیامت آئی

ہمتو واقف بھی نہ تھے حشر سے اس سر کی قسم
آپ آئے تو یہ سمجھے کہ قیامت آئی

غزل ۱۳۰

اپنی تسکین کرے کیون نہ اسی سے ماہر
دل گیا جب تو یہ سمجھا کہ طبیعت آئی

شعر ۳۱

بوسہ دیتے تو دیا منھ کی دکھائی نہ گئی
صلح ہونے پہ بھی وہ اونکی لڑائی نہ گئی

گر تلون تھا تو کیوں منھ کی دکھائی نہ گئی
راست بازی ہی گئی اور کج ادائی نہ گئی

ہر طرح کی یوہیں بات اونسے بنائی نہ گئی
جیسے آئینہ کے دیدی صفائی نہ گئی

جنبش ابرو کی کبھی تم سی دکھائی نہ گئی
کیسے جلاد جو تلوار لگائی نہ گئی

جان اجل سہی مرے پر دیہیں چھپائی نہ گئی
اک ردا بھی کوئی شی تھی کہ اوڑھائی نہ گئی

دور پر چھائیں رہی پاس بلائی نہ گئی
وصل کیونکر ہوا جب اصل جدائی نہ گئی

حکم دور سی رہا پر چھائیں بلائی نہ گئی
وصل جتنا ہوا اتنی ہی جدائی نہ گئی

بسکہ تربت کی حکایت بھی چھپائی نہ گئی
خاک ہوتے تو ہوئی دل کی صفائی نہ گئی

دل وہ تھی جنبی جلائی نہ گئی شمع کبھی
اور جو بھولے سے جلائی تو بجھائی نہ گئی

سر چڑھایا شفق شام کو اپنے ہاتھوں
مہندی کیوں آج کف پا میں لگائی نہ گئی

نہ کہلی بال بنی ابر لحد پہ مانا
مسکراہنی سی بجلی بھی گرائی نہ گئی

نے بلائے ہوئے آنیکا ہوا یہ انجام
آج تک موت کسی گھر میں بلائی نہ گئی

پہنچی نظر ونکو بہانا تو وہان خوب ملا
حالت صلح جو تھی آنکھ لڑائی نہ گئی

جذب دل نے اثر اتنا تو دکھایا تھہ قہر
جب بیماری دوہرائی تو بلائی نہ گئی

جنبش ابرو کی بھلا مجکو دکھانیکی وہ کیا
پوری ہوئی ہے ارجی کہ جسنے لکھائی نہ گئی

مٹی دیکر مجھے جاتے ہین جب حال سی وہ
شمع سی قبر پہ تنکونکی بنائی نہ گئی

وہ تو وہ ہی ہین اوٹھین سو کے تو برہم ہونگیون
باسی پھولونکی کبھی پان کچ ادائی گئی

سچ تو ہے لاش پہ دن اوٹھاتی کیونکر
اونچ نیچ اونکو زمانیکی بتائی نہ گئی

میرا مرنا ہوا دنیا مین دوبارا مشہور
جب نے مین دل کی تڑپنی سی ہلائی نہ گئی

سرمہ آلودہ مژہ ہو تو کہین لوگ یہ کیون
زہر مین جسن کی تلوار بجھائی نہ گئی

جنبش ابرو کی وہ آئینہ مین خود دیکھتے ہین
ہمسے دشمن کو بھی تلوار لگائی نہ گئی

ایک مین ہون کہ اوٹھایا کیا ناز اونکو مدام
ایک وہ ہین کہ مری لاش اوٹھائی نہ گئی

مرتے جیتے جو ہین دنیا مین وہ ہین اور ہی لوگ
جان ہم مین تو کسی وز نہ آئی نہ گئی

خاک جسطرح جلا کر کیے دل لوگون نے
ہمسے تو شمع بھی اسطرح جلائی نہ گئی

تم بھی اک نام کو تھی اصل تماشے پہ جو جمہ
لاش کیون تمسی مریجان اوٹھائی نہ گئی

پنجی نظرون سے جسمین بھیگئی دیکھین مریجان
زہر مین آج جو تلوار بجھائی نہ گئی

سبکو تو جھیڑتے تھے اسمین نجانی کیا تھا
موت عاشق کی جو آئی تو ستائی نہ گئی

جان وہ مانگتی اور اونسی نہین ہم کرتے
موت آئی تو یہان آنکھ چرائی نہ گئی

کاندھے جو دیگئے ہین اونسے یہ کوئی کہتا
تم نہ آئے تو یہان لاش اوٹھائی نہ گئی

کہکے یہ روزن تربت سے مین سر کا آخر
اسطرف سے وہ سواری تو نہ آئی نہ گئی

غزل ۱۳۱ — شعر ۱۳

کسکے مرنیکو سوائی دل ماہر نہ سنا
اک یہی تھی خبر ایسی کہ سنائی نہ گئی

ہمین بیری مین یون چھوڑا ہماری زندگانی نے
کہ منھ دھایا نہ قابو مین حسینونکی جوانی نے

تجلّی مین دیکھا یا اپنا پرتو یار جانی نے
کیا کچھ اور سنایا کچھ صدائے لن ترانی نے

فنا مجھکو کیا یوہین مری رنگین بیانی نے
گھلایا شمع کے جسطرح تن کو گلفشانی نے

پھیرین آنکھین سو نہین بھی ہون سیدھی کبھی ہمسی
یوہین سونا سکھایا تھا تمھین خواب جوانی نے

جھکین گر اولٹی آنکھین دیکھلو سینہ کی بی جانب
خبر لے سر اوٹھایا ہی بہت اوٹھتی جوانی نے

قدم اونکی بی ٹھری چلتی چلتی آکے تربت پر
نشان کیسا مٹایا تھا ہمارے نشانی نے

کھلین آنکھین سو نہین بی بند اونسی ہوئین لوری
یہ حالت تھی کہ منھ میٹھے ہوئے دیکھا کیے ہم بی

کلیجا رکھ دیا ہاتھون سے ملکر ناتوانی نے
وہی تھی سو کے اوٹھنی جون نکلی اشک تن نکلے

بھرے تھے کو ملکر موتی جو آنکھون جوانی نے
عصا کی بی کمر دوہری ہوئی جاتی ہی لنگر سی

یہ ہمپر بوجھ ڈالا ہے ہمارے ناتوانی نے
قبا مسکی پسینہ آگیا گرمی سی کی اُف اُف

لگایا جب گلے اچھی طرح اونکو جوانی نے
رداسینے سی سر کی ہی خبر کچھ بی نہین رہتی

انہین بہو شیون سے سر اوٹھایا ہے جوانی نے

غزل ۱۳۲

کمر خم ہو گئی تنا بنا کلیجہ اپنا ماہر نے
کیا کچھ اسطرح خدمت اے زور جوانی نے

شعر ۹

دم مین ہین قلب جگر پاؤن ملنی والے
نیچی نظرون ہی سے کچھ دیکھیے چلنے والے

ہچکیا دیتا ہو نہین دکھا ہو اب دل اپنا
روک لیتی ہین قدم راہ کے چلنے والے

جیسی جلتا ہے اگر پردہ خاکستر مین
چپکے چپکے یون ہین جلجاتے ہین جلنے والے

ہنسنے کھی دیکھ لیا ایک جھروکے سے تجھے
او مری قبر سی کترا کے نکلنے والے

ہنسکے روی سی ہنسی دل مرا رہجاتا ہے
پاؤن جب جانکی رکھدیتی ہین چلنے والے

بو ابھی دوڑ کے یہ دیگئی ہے مجکو خبر
عطر ملتے ہین کلیجہ ترا ملنے والے

دلکو بھی لیلین نہ کیون سبکی بچا کر وہ نظر
کچھہ پڑا پاکے اوٹھالیتی ہین چلنے والے

جگر و دل مرے مرتے ہین مٹو نزع مین ہون
ساتھہ اکدم کے کئی دم ہین نکلنے والے

لینے آئی نہ اونھین بوے چمن کیون ماہر

غزل ۱۳۳	آج ہین سیر کو وہ گھر سی نکلنے والے	شعر ۱۲

تمہارے حسن کا رشک آشکار ہو جائے
مژہ بلا مین جو لی دل نثار ہو جائے

نہ خال سی جو وہ خط مہر دار ہو جائے
تو فر حسن بھی بی اعتبار ہو جائے

اولجہہ کے صورت زنجیر ہر نفس ٹوٹے
جنون مین دل جو کبھی بیقرار ہو جائے

گر آہ سرد کی تاثیر آبرو بخشے
ہر اشک چشم دُرا بدار ہو جائے

وہ ہون جو روشنی شمع پردہ فانوس
تو کیون نہ حسن کلیجے کے پار ہو جائے

وہ دل جلا ہون لحدسی اگر نکل آئے
ہر استخوان مرا شمع مزار ہو جائے

یہ دن چڑھے سے ہی ہر روز کی مراد فلک
شعاع مہر یون ہین سبکو دار ہو جائے

مین مثل بارش باران بان جم بند کرون
تو آب آب کی ہر سو پکار ہو جائے

مثال کلک مصور چلو ادا سی اگر
قدم کے نقش مین نقش و نگار ہو جائے

دکھاؤن خاک کے پردے مین سوز عشق
دھوان جگر کا زمین کا بخار ہو جائے

ابھی نہ روئی مجھی کوئی کو ہوا ہوں تمام
زمین کا پہلے کلیجہ فگار ہو جائے

غزل ۱۳۱ ردل
ہماری خاک کی اوٹھ بیٹھ کہتی ہے ماہر
نثار اوسپہ یہ مشتِ غبار ہو جائے
شعر ۵

حسین فقط اسی تحریک سے سفر میں رہے
بدن سی بوٹی جو نکلی تو یہ نہ گھر میں رہے

کہ کیا دکھاوے کیا خود کسی کے گھر میں رہے
اونہین بھی دیکھ لو جو حسرتِ نظر میں رہے

تمام عمر لوہین چاک بھی جگر میں رہے
کہ جیسے تیغ کسی سورما کی کمر میں رہے

رہے بھی گر تو وہ کشتہ خیون سے گھر میں رہے
کہ آنکھ مین کبھی دلمین کبھی جگر مین رہے

کشش سی کیا ہو اہر طرح میرے گھر میں رہے
نکلکے بھی صفتِ بوئی عطر بر میں رہے

نشانِ الفت ابرو نہ کیون جگر میں رہے
وہی ہے تیغ سپاہی کی جو کمر میں رہے

بصورتِ گل رنگا رنگی ادھر ادھر میں رہے
ہمین تھے وہ نہ سفر مین رہے نہ گھر مین رہے

مثالِ آئنہ صورت نما جگر مین رہے
حضور ہنکے بھی بیٹھی تو میرے بر مین رہے

چراغِ خانہ جو ہو کسطرح سفر مین رہے
بڑھی بھی ہم تو کچھ اسطرحسی کہ گھر مین رہے

مثالِ شیشۂ تصویرِ دل جگر مین رہے
کھنچے ہزار مگر ہر طرح وہ بر مین رہے

شفق کے نام سی چشمِ فلک مین خون اور ے
لہو کی بوند جو میری دل و جگر مین رہے

خوشی یہی ہی تو بہتر ہے ہتکڑی ہی سہی
مگر وہ ہاتھ ہین یہ شبکو جو کمر مین رہے

اسیطرحسی وہ گھر بیٹھے دل جلاتے ہین
کہ جسطرحسی نکلکر دھوان اگر مین رہے

نکل چلی جو وہ دل سی تو دل بھی پیچھے تھا
سفر مین گھر بھی رہا وہ اگر سفر مین رہے

یہ بات سوچ کے پر قینچ مجکو کر صیاد
چمن چھٹا تو کلی بھی میرے پر مین رہے

قیامت آتی ہوئی نصف راہ سے کٹجائے
اوسی دا سے اگر تیغ اس کمر مین رہے

مثالِ بحرِ رواں عمر کی سکون گذری
کھلا نہ یہ کہ رہے گھر مین یا سفر مین رہے

کسی کے بالونکے سنبل کو پیچ کیا ملتے
بچے جو زلف سے کچھ بل وہی کمر مین رہے

لحد مین گر دلِ سودا زدہ کو ہو اوجھن
نفس کیطرح سی گھٹ گھٹکی بو اگر مین رہے

یہ ایڑیوں نپہ اشارے سے مڑکے کہتے ہیں بال
نہ جسکی حد ہو وہ سودائے زلف سر میں رہے

قفس میں لیکے نہ کیوں آؤں چھوٹتی کلیاں
نشان باغ کا کچھ کچھ تو بال و پر میں رہے

کہو یہ چاندنی سی یوں نہ آسکیگی کبھی
مثالِ نقشِ قدم جو تہ ہو تو میری گھر میں رہے

جھپک جھپک کے بلائیں نہ لے مژہ کیونکر
وہ نیند ہے جو تری چشم بد نظر میں رہے

مجال تھی کہ سوا اسکے کوئی چھو سکتا
وہ دستِ زلف تھی جو بال ہی کی بر میں رہے

دیکھا کے آنکھوں کو جلوہ نہ کسطرح چھپ جائے
شرارت اونکی نہ دم بھر کو گر شرر میں رہے

شبِ شباب کٹی خوفِ روزِ پیری میں
تمام رات ہم اندیشۂ سحر میں رہے

بنا دے قطرۂ آبِ روان جو بخت مجھے
روانِ وطن میں ہوں اور سکون سفر میں رہے

یہ حال نازکیوں سی اوبنکا پہونچا ہے
چلے جو دل سی تہلتی ہوئی جگر میں رہے

نہیں نظارۂ چشمِ سیہ سی جائے عجب
مثالِ میل جو سرمہ مری نظر میں رہے

ہماری سوزِ جگر سے اگر نہ خجلت
چھپا کے مُنھ کو نہ آتش کبھی اگر میں رہے

دبا دبا کے یہ سر کو لحد مین کہتا ہون
چلین نہ وہ نہ دھمک اسطرح کی سر مین رہے

شب وصال اگر جا کے صبح فرقت ہو
تمام عمر چمک سی مری جگر مین رہے

بقا اوسی نوا نسا نکی ہی مثال حباب
ہوا جہانکی نہ کسطرح میرے سر مین رہے

حضور اور رونکی رونے پہ اتنا کہتا ہون
یہ میری ہو کمی ہوئی آنکھ بھی نظر مین رہے

مثال آبلہ ادنی کے دکھ سی دکھ ہو مجھے
دبے جو پاؤن سی کانٹا کھٹک سی سر مین رہے

تڑپ کے جان دی شعلہ بھی گر مرے آگے
شرر کیطرح چمک سی مرے جگر مین رہے

حیا نے وصل کی حسرت نہونے دی پوری
وہ آدھے رہگئے جب آکے میری گھر مین رہے

مین رکھکے دل کو نہ فرش جب چلا آیا
تمام رات وہ زانو بدلتے گھر مین رہے

عزیز و دوست پہ کیا یہ بھی تفرقہ دیکھا
سفر مین جائین مسافر تو جان گھر مین رہے

دیکھا کے شمع یہ کہتا ہون رہنے والون سے
یونہین جو دل کو جلائی وہ میرے گھر مین رہے

نہ ترک ہو رہ مقصد مین بیٹھ ادب مجھسے
صدا کیطرح پس و پیش رہگذر مین رہے

فقط تھی جان ہی سے قدر اس جلے دل کی
جو بو ہی شہ کو بھی نکلجائے خاک اگر مین رہے

ملا ہے دل سی اگر دل تو ہو کبھی یہ بھی
رہین اون آنکھونمین آنکھین نظر نظر مین رہے

ہماری ہاتھ بہت بڑھگئے تھے ہجر کی شب
نشان چاک گریبان نکیون سحر مین رہے

نکل چلے کبھی خوش ہوکے گر اونہین لینے
خبر وہ پائی کہ یہان در کے باون در مین رہے

وہ کیا چراغ مرے دلکو ہنسکے بہلائے
جو خود بجھے ہوئے تیور سے میرے گھر مین رہے

نہ خواب ناز مین کہون نیم باز رہجائے
جہانکی نیند جو اوس چشم پر نظر مین رہے

یہ سر کو کھینچکے کہتی ہے دشت مین وحشت
جو پاون توڑکے نکلے تو خار سر مین رہے

نہ تاب آئی بدن سی نکل کھڑی ہوئی جان
تڑپ تڑپ کے جب اماں مرے جگر مین رہے

ہراس فوج سی افسر کو کیون ہر اس نہو
قدم نفس کا جو اوکھڑے نہ دم جگر مین رہے

ہزارون منزل مقصد پہ سیکڑون پہونچے
تمام عمر ہمین تھے کہ رہگذر مین رہے

اوٹھائے منہ کو تو جاتے ہین قافلے والے
تھکے ہوؤنکی یہی حالت ذرا نظر مین رہے

مثالِ خانۂ تصویر جائی کبر نہین
خودی کو چھوڑ کے آئے تو میرے گھر مین ہے

حضورِ حسن و محبت بھی ہی طلسم کوئی
کھلین تو دانت ہنسی مین چمک جگر مین ہے

نزاکتون مین یہ تحریک ہو گئی آفت
دہن سے بات جو نکلی تو وہ نہ گھر مین ہے

بچھڑ کے قید سی لائی تو ہے مجھے طاقت
مگر جو پرسے اوا ہو کر قفس کے در مین ہے

قدم سی آ کمنہ خانہ غریب خانہ ہو
وہ ایک بھی ہون تو بستی تمام گھر مین ہے

تمہاری حسن نی ہر جائی کر دیا تمکو
ادہر تو گود مین بیٹھے اودہر جگر مین ہے

نجانین گھر سے وہ کیونکر نکل کھڑی ہو گی آج
چلے پھرے اسی دل مین اسی جگہ مین ہے

نہ جان نے بھی جگہ قبر تنگ مین پائی
ہمین تھی وہ کہ قیامت تک ایسی گھر مین ہے

کہین نہ راہ مین نیچی قدم کے آجائے
گرہ مین جو ہے اس آنچل کے وہ نظر مین ہے

جو عکس آئینہ کیطرح آتے جاتے ہین
اب اونکے واسطے کس شے کی روک گھر مین ہے

کتاب کہنچلی شکنجے مین کہتی ہی سب سے
گذر پر آئے تو اسطرح کے بھی گھر مین ہے

بچا نہ دل نرہی جان نہ جگر چھوڑا
اوجاڑ کر مجھے آباد اپنے گھر مین رہے

ہون مرغ قبلہ نما کون ہو مرا مہمان
مری طرح سی جو تڑپے وہ میرے گھر مین رہے

وہ عکس آئینہ بنکر مرے ہوے مہمان
چھٹے جب اپنی ہی خو دیکھی تو میرے گھر مین رہے

مثال تار کھنچے جتنا پیچ کیا سرکش
شدید قد ہوا اتنا کہ پھر نہ گھر مین رہے

سلامتی سی ہین قرینت پسند ایسے آپ
رہے نہ گھر مین کبھی رہ ہی تو بر مین رہے

حضور آئینہ مین دیکھیے کچھ اور بھی تو
وہ آپ ہین کہ جو پتھر کے بھی جگر مین رہے

مثال ساکن کشتی مجھے یہ حیرت ہے
قدم جو گھر مین مین کہدون تو گھر سفر مین رہے

یہ سر مین توڑ کے کہتا ہے خار خانہ جنون
قدم کا خار قدم مین تھا سر کا سر مین رہے

دم حساب نجانے کہ کیا کا ہو گیا گیا
یہان یہ حشر ہوا آب اوہرا دہر مین رہے

نفس کے سینہ ویران سی جب قدم اوکھڑی
کہا یہ دل نے ہمین تھی کہ ایسی گھر مین رہے

بھرا ہوا ہی یوہین مجھسی خانہ ویران
کہ جیسی ایک اداسی تمام گھر مین رہے

غزل ۱۳۵	کچھہ اسطرح سے بجھا ہے دل اندنون ماہر مجال کیا ہے کہ جلتا چراغ گھر مین رہے	شعر ۶

کیونکر رہے گی مین لہو جوش مار کے
نشتر پڑین جو موج ہوائی بہار کے

گر ہین یہی عروج جنون بہار کے
اکدن شگوفے نکلین گے لہو جوش مار کے

ساقی کرم یہ دیکھہ لے ابر بہار کے
پانی دیا زمین کو تو مجھہ پر اوتار کے

تابوت سے نشیب مین آئے مزار کے
قصے ہوئی تمام چڑہاؤ اوتار کے

ہمسر مرے بنے ہین سراو پر اوتار کے
پردے گرین نہ پایہ کسی کا اعتبار کے

شمعین نہین مزار پہ مجھہ بیقرار کے
یہ مغز استخوان ہین زمان فشار کے

جب گل کرین چراغ ہماری مزار کے
خلعت دیئے ہوا کو زمین نے غبار کے

پچھتے ہین اشک کچھہ مژہ اشکبار کے
تارے جو ٹوٹتے ہین شب انتظار کے

عریان تنی مین لطف نہ گر ہون بہار کے
پھینکے ہوا نگر دکا جامہ اوتار کے

لی ساتھہ دستگیر کو باریک راہ مین
زخمی بھی ہو ہین جاتے ہین جادے پہ تار کے

رندانِ بادہ نوش نے کھولے قبا کے بند
پنکھے چلے جہانمین جو ابر بہار کے

جان بخش میری بھی ہی زخمہ ہین مطربو
قرعونکا جو سبب ہوئی ہر نبض تار کے

دل نازنین بنی ہین جو لوگے تو ہوگا کیا
کیونکر اوٹھینگے ناز دل بیقرار کے

کیون قتلِ عام حسن پہ نازان ہین بھی ہون
بازو بھری ہین وہ مجھی تلوارین مار کے

پہونکی ہوا نے کان جہین کچھہ فنا کی بات
اوٹھہ اڈھگئی قدم مری مشت غبار کے

ابرو کی جنبشون پہ جو چاہو وہ اب کہو
سیکھے ہو یہ ادا مجھی تلوارین مار کے

ہی آمد آمد اونکی تو لینے کے شوق مین
مضراب دوڑے جاتے ہین جادے پہ تار کے

دیوانے بیخودی مین بنتی ہین بیڑیان
غل ہو رہے ہین آمد فصل بہار کے

ڈھالین اونہین کے ہاتھ کے قابل نہین فلک
ٹکڑے جو تیغ سی ہون شب انتظار کے

جہان جائین کہون نہ جوہر آئینہ کے جگر
ہین بیچ مین یہ کس نظر زہردار کے

اُنسے تو کوئی کی تھی نیکی بھی اِی نثار
کیون میرے آڑے آگئے تختے مزار کے

کھلواؤ منھ نہ قوتِ بازو کو رہنے دو
کاٹی نہ رات ہجر کی تلوار یار کے

گر یاد عاد تین ہون تو شانہ ہلا دو تم
کچھ سور ہے ہین چلن سی مہمان مزار کے

سبزے کو ہے بساط بھر اپنی مرا خیال
رہنے دین گریہ دور رلانے والے مزار کے

دہان حسن سبز ہو گیا یہان نیلگون رگین
پھیلی جو زہر سُرمۂ دنبالہ دار کے

پیچ و خمِ غبار کی لے سی ہو آخیر
ڈھانچے نہون کہین یہ مرے جسمِ زار کے

اتنا تھا بس وجود و عدم مین ہمارے فرق
پُتلے تھے پہلے خاک کے اب ہین غبار کے

تم میری نبض دیکھکے چپکے ہی ہو رہے
یہ کچھ اشارے ہین طلبِ احتضار کے

پھوٹی کلی نہ مُنھ سی کوئی باغ مین کبھی
مین تھک گیا قفس مین گلو کو پکار کے

اتنا بھی میرا ساتھ کسی نے نہین دیا
جتنا کہ ساتھ دیگئے تختے مزار کے

جھولے کو لات مار کے اوٹھی ادا سے وہ
جب پینگ یاد آئے دلِ بیقرار کے

کہنہ لحد پہ بھی مجھے آنیکی ہو امید
گر کھل کے کچھ کہین کبھی تختے مزار کے

ملتی جہانمین چین کو جا کسطرح کہین
پھیلے ہوے تھے درد دل بیقرار کے

اب ٹوٹے بازوؤنکی مین تدبیر کیا کرون
توڑا قفس کے در کو تو پر مار مار کے

کھینچ کھینچ کے جان آئے تشنج ہو نزع ہو
ٹوٹین نہ ہاتھ پاؤن کسی بادہ خوار کے

ای شب مین ایک چار اندھیرے مین کیا کرون
دل بھی بجھا چراغ بھی تیرہ مزار کے

ناآشنائی غم او نہین ہمکو نجوم چرخ
بھول اوڑ گئے ہوا سے جو میرے مزار کے

گستاخیِ ملائکہ پر مین نے یہ کہا
یہ تو نہ حکم تھے مرے پروردگار کے

دیوانہ گان عشق پہ بارش مین وہ کھلے
نشتر بھری تھی دل مین جو ابر بہار کے

وحشت مین دل ہما سا چکا ہے لحد کا سنگ
ٹھہجائین لوگ پاس سی میرے مزار کے

وہ مست ہون گیا ہو جو مینا نمین کبھی
خود جوش بادہ لائے ہین شیشے اوتار کے

ای آرزو نکلکی تو ہی دیکھ ہے یہ کون
باتین ڈھیہی سی کرتے ہین تختے مزار کے

کیون خود بھی سبزہ رنگ نہون مثل آئینہ
پلٹے ہین کچھ اثر نظرِ زہر دار کے

ہمراہ بوئی غنچہ کرو تم بھی سیرِ باغ
سب قفل کھلگئی ہین طلسمِ بہار کے

مین نی عجب نگاہ سے دیکھا نشیبِ قبر
نزدیک لوگ لائی جو تابوت اوتار کے

برباد اس خطا پہ ہوئی ہی ہماری خاک
کیون دل مین گھر کیا تہا زمینِ مزار کے

دشمن ہوین تمہارے سب اعضا ہون تو سہی
بازو تو پھر گئے مجھے تلوارین مار کے

لین شمع نی بلائین جو بکس کی قبر کی
رخصت ہوئے چراغ بھی سر کو اوتار کے

خود بھی نگاہِ خلق سی پنہان ہوئی ہوا
نقشے بگاڑے اور ہمارے غبار کے

مجرم ہون جو زشت عمل سی خود انگلیان
پھندی پڑے گلی مین مضرابِ تار کے

آنکھین مریض سے پھیرین آنہ سی بھی
بیٹھے سلامتی ہی جو زلفین سنوار کے

سینہ پہ اونکا ہاتہ جب آیا قرار تہا
یہ بھی ہین طرفہ درد دلِ بیقرار کے

کیونکر رہ غنا کا نہ مطرب ادب کرین
مضراب سے سر جاتی ہی جادے پہ تار کے

آئی نہ میری شکل کی چھاؤن بھی ایک مین
نقشے ہوا نے لاکھ بنائے غبار کے

سرنج فشار اوٹھا کے جو سنبھلا نہین ہے دل
چھاتی پہ ہاتھ رکھے ہین تختے مزار کے

کرلے نشان پاکے کسی وضع کو پسند
نقشے زمین دکھاتی ہی تجکو مزار کے

میری عدم کی شکل کے مشتاق ہین جو لوگ
پردے اولٹ دیے ہین ہوا نے غبار کے

کیونکر بچین نہ عقرب ابرو و مار زلف
آفت ہین نیش سرمہ دنبالہ دار کے

اللہ ری پاس خاطر دل مردہ گان خاک
پانی پیاز مین نے تو مدفن پہ وار کے

یہ اپنا اپنا بخت پسینہ پہ رشک کیا
دھوئی وہ پاؤن سرمہ دنبالہ دار کے

طول امل کی بات ہوئی کچھ جو گوش زد
زخمہ ہٹ آئے چوم کے قدمون کو تار کے

صیاد قید زیست سے بھی مین تو چھٹ گیا
اب کیا تو دیکھتا ہی قفس کو اوتار کے

اہل غنا مرین تو سمجھ یہ بھی مکر ہے
دم ہے سقوط نبض پہ بھی تن مین تار کے

آلام ضن جہان کرکے تا لحد
کتنے ہین پیچ و خم مری مشت غبار کے

کیون آفتاب حشر سی انگین سب پناہ
پھینکا تھا مین نے زخم سے پھاہا اوتار کے

ہمتو ہین بی نصیب سینہ پیا کرے
دھو دھو کے پاؤن سرمہ بنالہ دار کے

آفت ہی کر رہے ہین نثارون مین اونگلیان
گھر کر لیا ہے دل مین جو مضراب تار کے

بیدرد حیف ہی اونہین موئے بدن کہین
گر کھائے نشتر ونکو گلدون بہار کے

ذی ہمتو فشار مین اب جی نہ ہارنا
کھلتے ہین کوئیدم مین شکنجے مزار کے

اس چین سی تو درد ہی بہتر تہا ہجر کا
کیا کر دیا یہ دل کو لحد پر پکار کے

یون چھوڑ کر گیا ہے فشار لحد مجھے
سر پائینتی ہی پاؤن سرہانے مزار کے

آنسو زمین پی کے مجھے دے رہی ہی نذر
یہ کون رو رہا ہے سرہانے مزار کے

سب ملکے دفن خاک کے پتلونکا دیکھ لین
خشکی مین ڈوبتے ہین سفینے غبار کے

مجرم ہے جبر بخیر تو مرسل یہ بول اوٹھے
ہم بھی گناہگار ہین پروردگار کے

فاجنس بھی قریب ہین مین ہی ہون مستعد
تم بھی سدہارو لوگ بھی جائین مزار کے

غزل ۱۳۶	ماہر کو صور حشر کی بھی کچھ خبر نہو سونے دین گریہ دوڑنے والے مزار کے	شعر ۱۷

تصویر نیم رخ کی طرح ناتوان رہے
ہے کون کم نصیب جسے یون نیمجان رہے

صیاد کچھ تو اہل قفس کا نشان رہے
ہم ہون نہون چمن مین مگر آشیان رہے

لو کیون ہلی نہ شمع جو محو بیان رہے
دل مین لگی ہو آگ تو کیونکر زبان رہے

گھر مین رہے کسیکے تو دلمین یہان رہے
دیکھو خدا کی شان کہان تھی کہان رہے

دیدین یہی سمجھکے مری دل کو دلربا
پیر بن نہ گر تو درد ہمارا گمان رہے

جاتا ہون باغبان سے یہ کہکر قفس مین مین
تنکا یہان رہی تو مرا آشیان رہے

اتنا بھی تو کھلا نہ ہمین قبر تار مین
پروردگار آئے کہان سے کہان رہے

دو گز مین ہو ہوائے منزوی خانۂ حباب
گر مین نہون مکین تو نہ دم بھر مکان رہے

ای قبر کس طرح سے لگایا تہا یہ گلے
نہ مغز ہی رہا نہ مری استخوان رہے

پیسا تھا بیگناہ ستایا تھا بیخطا
سر پر نہ آسمان کے بھی کیون آسمان رہے

کچھ ہمسی مر مٹونگا ہے زندہ تجھی سی نام
تا حشر اے لحد تیرا نام و نشان رہے

انکار میرے گھر سے فقط سن کا ہے سبب
دلمین اگر رہے تو مرا جان کہان رہے

کہتا ہے اوٹھکے زور مین یہ دود دل مرا
یا مین رہون زمین پہ یا آسمان رہے

آتی ہی یہ مٹے ہوؤنکی قبر سے صدا
دنیا مین ہم نہون مگر اپنا نشان رہے

کیا یوہین مر گئے تھے جوانان عشق باز
دم توڑنیکے خاکپہ برسون نشان رہے

ہم اپنی راہ آئے تھے جاتے ہین اپنی راہ
دنیا رہے زمین رہے آسمان رہے

غزل ۱۳۷

دُودِ جگر سے آج ہے ماہر مقابلہ
پشتی پہ آسمانکی نہ کیون آسمان رہے

شعر ۴۳

چھلکا کے جام پاس سے ساقی جو ہٹ گئے
مستونکے قلب صورت انگور پھٹ گئے

اتنا ہوا حضور کے رتبے نہ گھٹ گئے
دل دل سے لگیا جو گلے سے لپٹ گئے

بیرنگ طبع ہوگئی بستر سے ہٹ گئے
گل جب ہنسی ہنسی مین بہ نسے لپٹ گئے

سچ ہے مقام رنج ہی دلمین وہ کٹ گئے
پھولون سے پھول غنچہ اونکی لپٹ گئے

وہ اک ادا سکھا کے صبا کو جو ہٹ گئے
غنچونکے دل گلونکے کلیجے اولٹ گئے

نام اونکا پکڑی ہوا رتبے بھی گھٹ گئے
گل اونکا حسن دیکھکے دل مین یہ کٹ گئے

یہ کیسی پیار ہاتھ لگا کر وہ ہٹ گئے
پھاہون سے زخم زخم سی چھاتی لپٹ گئے

جوبن جو دیدنی تھا جوانان باغ کا
گل کی محلسرا کے بھی پردے اولٹ گئے

تنگی خانہ باغ جہان مجھپہ کھل گئی
بوکے بھی پاؤن پہلی ہوئی جب سمٹ گئے

ممنون انقلاب ہون تیرا فلک مین کیون
اولٹے ہوئے نصیب سیدھے اولٹ گئے

دفتر گنہ کا دیکھکے کی وہ لحد مین آہ
مثل ورق زمین کے طبقے اولٹ گئے

پھوٹے پھپھولے کب مرے کیف شراب مین
تابش مین آفتاب کی انگور پھٹ گئے

کچھ بھی ہے اعتبار تمہارے مزاج کا
آئے تو بے بلائے بلایا تو ہٹ گئے

پیچ ہے تقاضا سن کا بھی آفت ہی قہر ہے
بوکیطرح سے جس سی ملے وہ لپٹ گئے

ہنگامِ نزع آگئی جب یاد قبر تنگ
پھیلے ہوئے جو پاؤن مرے تھے سمٹ گئے

کیسی بہار سب یہ ریاضت کے رنگ ہین
قینچی جو باغبان کی چلی پھول کٹ گئے

دشمن کی دشمنی سی یہ ہین منتخب ہوے تو
جیسے اوٹھا کے زخمِ تبر نخل چھٹ گئے

اہلِ ریاض سی نہ لڑا اینکو سہل جان
دہقان کے پاؤن کیسے کسی روز ہٹ گئے

عنقا وایک نوع کی پرواز یہ بھی تھی
ٹکڑے اوڑے قفس کے مرے پر جو کٹ گئے

دل دیکھے بوسہ پاؤن تو کیونکر نہ خوش ہو نجمن
سودا بکا تو دام بھی بایع کی بٹ گئے

کیا شی یہ وقتِ بد ہی کہ سمجھا اوسی بھی لطف
شعلے سقر کے مجھسے جو بڑھکر لپٹ گئے

مجرم وہ نا ہوئی جو مری حشر مین پکار
بیجرم جتنی تھی مری پہلو سی ہٹ گئے

کیون سخت جان بھی دورِ فلک مین نہ زار ہون
جب چرخ پر چڑھے تو نگینے بھی گھٹ گئے

دنیا کی نفرتون سی بڑھی درد اور بھی
دل ہٹگیا تو زخم کے انگور پھٹ گئے

تلوار زہر تو نسے اوٹھی او نپہ کسطرح
رستے ہی سی غریب مسافر جو کٹ گئے

سوتی مین اک نہ اک کی ہم آغوش وہ رہے
اوتری قبا تو پھول بدن سے لپٹ گئے

جو نیک تھے نہ حشر کے مجمع مین وہ رُکے
اہل گنہ کو جنے ہٹایا یہ ہٹ گئے

ناحق کی چھیڑ مین لائینگی رنگ ایکدن حضور
غنچون کے دل نسیم سی آخر کو پھٹ گئے

بوس و کنار بلبل و گل دیکھتے ہو کیا
تم تھوڑی ہو کلے جو لگایا تو ہٹ گئے

لیجاؤ نار مین بھی سنا غل جو حشر مین
سر کو جھکا کے آپ گنہگار ہٹ گئے

کہتے تھے بلبلو نسی کہ نالے کرو نہ یون
پردے گلون کے گوش کے آخر کو پھٹ گئے

غنچون نے سوز بانو نپہ بدلی نہ اپنی بات
اک آپ ہین کہ بات کہی اور پلٹ گئے

کیونکر مری دکھون نے دکھائی جہانکی دل
اللہ میری درد زمانے پہ بٹ گئے

دیکھا نجانے کیا گل و بلبل مین صبحدم
طائر تمام اپنی اپنی نشیمن مین ہٹ گئے

سینے پہ یو تو لطف ہا دیکھیے ضدین
مشتاق دل پہ ہاتھ جب آیا تو ہٹ گئے

یہان نصف رات اک گرہِ سخت ہوگئی
سو نیمین وہان جو بال کمر سی لپٹ گئے

سچ ہے پناہ مانگیِ ترسی نگاہ سے
پردے سے جو بھڑے ہوئے بیٹھے تھے ہٹ گئے

ای عیب پوشِ حشر مجھی بھی ہو کوئی حکم
اب کیا ہے دہنے بائین کے بھی لوگ ہٹ گئے

اوسوقت میری خاکِ پریشان نے رو دیا
جامِ گلی سی جب لبِ نازک لپٹ گئے

شاید ہون میرے قلب کے ٹکڑون سے ہم عدد
لشکر ہزار ہا اسی حسرت مین کٹ گئے

طالب ہم اونکے وصل کے ہین واہ ری نصیب
پرچھائین کو جو دیکھکے پردے مین ہٹ گئے

جب رنگ عفو حشر مین چہرہ پہ آگیا
بیجرم مجرمون کی کمر سے لپٹ گئے

غزل ۱۳۸

ماہر غزل نہ کہکے یہ سنتا ہر اک سی کون
خامے سے بھی یہ کم تھے جو میدان سے ہٹ گئے

شعر ۳۰

دلونکا درد نہ کسطرح ہو بیانکے لیئے
زبان مرے کے لیئی ہی مزا زبان کے لیئے

فروغِ شمع نکیون ہو مرے بیانکے لیئے
گھلا ہون سر سے قدم تک فقط زبان کے لیئے

جہانکے عیش کیون غم ہون اک جہانکے لیئے
کہ دور دور ہے گردش ہو آسمان کے لیئے

یہ حد تھی سیر کرنے کی بوستان کے لیئے
قفس کی تیلیان لا باہون آشیان کے لیئے

یہ کم تھی بات تنپگونکی سوز جان کے لیئے
زبان شمع ہو گلگیر کے دہان کے لیئے

پھڑک پھڑک کی رہا یکین بوستان کے لیئے
کہ منھ قفس کا بھی کھلنی لگا فغان کے لیئے

نصیب سوختہ وہ ہون کہ وہ بھی برق بنی
جو لاؤن چکی بھی تنکا مین آشیان کے لیئے

فلک مین برق کی گرینکی رمز کو سمجھا
تلاش تھی مجھی جگنو کی آشیان کے لیئے

سبب ہے کیف فلک کا مری عرق ریزی
یہی شراب تھی مینا ے آسمان کے لیئے

اوسیکو ہوشمین دیکھا او جڑتی آنکھون سے
جہانمین تنکی چنی تھی جب آشیان کے لیئے

چھپاؤ لاکھ یہ کہتی ہے نقل باتون کی
زبان بنی تھی تمہاری مری دہان کے لیئے

خدا کی شان کہ ہون میر عکس داغ نجوم
مجھے جو دے وہی ہون رنج آسمان کے لیئے

مین اس فانی تو ہونگا لحدمین اور فنا
نشان کیون مٹے جاتے ہین نشان کے لیئے

ہے ایک لوکہ عمل باغ بھر مین ہے جسکا
ہم ایک تھے کہ ملی جانہ آشیان کے لیئے

ستمگر و ستم ایجادیان چلی جائین
نہ اوٹھ رہے کوئی بیداد آسمان کے لیئے

دکھا جو قلب تو صیاد نے کہا کمبخت
اوٹھا رکھا تھا یہ در آجکی فغان کے لیئے

جگہ نچھوڑ نکلنے دے نام کو اپنے
سکون مضر نہین چلتی ہوئی دوکان کے لیئے

اونہین مین جمع جوانی ہوئی ہی عالم کی
شباب چھوڑ گیا سبکو اک جوان کے لیئے

اوسی سے نام ستمگر ہوا ہی گردون کا
جفا جو چھوڑ دی تھی تمنی آسمان کے لیئے

لکھا ہوا مری قسمت کا صاف کہتا ہے
جبین بنی تھی تری سنگ آستان کے لیئے

نہ ساتھ دین مرا صیاد گر تو کیا ہوگا
ہزار سیر قفس میٹھی ہین فغان کے لیئے

دنی سی بعد ہے بہتر ہے گو عروج ہو خاک
زمین پست ہوئی فرق آسمان کے لیئے

نہین مجھی کو تلاش مسافران عدم
ہوا بھی خاک اوڑاتی ہی کاروان کے لیئے

اوسی سے کھلگیا حال قفس مرا سارا
پر و نہین تیلیان ٹکی تین جو نشان کے لیئے

ہماری سایہ نے بھی رخ نہ سلطنت کا کیا
ہمارا زمین پہ گرے چند استخوان کے لیئے

زبان بغیر جو خوش ہیں وہ کون ہیں اے موج
زبان پاکے تڑپتا ہو نمین زبان کے لیئے

شب فراق مین لوٹونگا کہکشان کی طرح
کمر کسی ہے جو گردون نے امتحان کے لیئے

قفس پہ ہاتھ رکھے بیٹھے ہین کئی صیاد
پھڑک رہا ہو نمین سطرح بوستان کے لیئے

چمن چھپا بھی تو کب مجھسے وائے حسرت دل
کھلا تھا منھ بھی نہ پورا ابھی فغان کے لیئے

غزل ۱۳۹ — قلم کو کیون نہ مین ہمدرد سمجھون اے ماہر — شعر ۳۶
وفادار دل ہے مرا بھی تو ہین زبان کے لیئے

صاحب کمال بھی تو گرسنہ یو ہین رہے
خاتم کے کیون شکم پہ نہ سنگ نگین رہے

چند ہمین خاک ہوکے نہ زیر زمین رہے
پروردگار ہم نہ ہمین نا وہین رہے

نامی بھی نامیون کے مقابل یو ہین رہے
جیسے نگین سی کلہ بے کلہ نگین رہے

ترتیب مین ہم کہین ہے اعضا کہین رہے
یا نسے تو پھیل پھیل کے زیر زمین رہے

ہم کیا عجب جو غیر کے غم مین حزین رہے
دکھتا ہے دل ہی درد بدن مین کہین رہے

جو جسکجگہ ہو چیز تو اوسکی وہین رہے
مین ہون کہ مین کہین ہون اور دل کہین رہے

گر بندگی نہ عادت اہلِ کمال ہو
کاغذ پہ کیون نگین کا نشانِ جبین رہے

پامالیون کا غل ہے ہوا بر خلاف ہے
کیونکر غبارِ رحم کے جہانمین کہین رہے

ادنا فقیر اوسکے ہین یہ ہو ہمارا حال
شہرون مین گر پھرے کبھی صحرا نشین رہے

زخمِ جگر اوٹھاکے جو پیدا کیا تھا نام
خاتم کے سر کا تاج جہانمین نگین رہے

اہلِ جہاز سی تو سنا حالِ بحر سب
وہ کیا کہے جو موج کا کشتی نشین رہے

مانند شمع ہے وہ کلائی ضیا فگن
روشن نہ کیون کنول کیطرح آستین رہے

نازک گلی مین یون نظر آتا ہے رنگِ خون
شیشے مین جسطرح کہ مے آتشین رہے

حکم بہار ابکی یہ آیا ہے باغ مین
ہو گل کی رگ ہی نرم جو کانٹا کہین رہے

کیا نامیون کی قدر ہے اے اہلِ بزم واہ
بیرونِ حدِ حلقہ خاتم نگین رہے

ایدوست تیری دید کی حسرت ہے اسطرح
مین بھی وٹھون جو بیچ مین پردہ نہین رہے

آخر زمین پہ لائی ڈبوکر ہوائی دل
کیون اتنا شوق برمین سفینہ نشین رہے

ضیق مکان مین وضع کو چھوڑین نہ اہل نام
تنگی اوٹھائے گھر کے نہ باہر نگین رہے

گشتہ اہل نام رہے یوہین دہر مین
گردش نصیب ہاتھ مین جیسے نگین رہے

گذرا ہے دلمین بوکیطرح سی خیال زلف
کیونکر نہ کوچہ رگ جان عنبرین رہے

شیشہ حیا سے بن تو جلے دل مری طرح
آنکھو نمین آب ہو تو جگر آتشین رہے

چھوڑین مکان تنگ نہ اب صاحبان نام
تنکا کیا یہ حال کہ تختہ نگین رہے

پھونکا تما کچھہ ہوائے حبابون کے کانمین
دریا بھی کیون نہ موج سی پیچ جبین رہے

اوس دل کے ڈوبنے کو نہ پوچھو کہہ اہل بحر
جو موج دود آہ کا کشتی نشین رہے

ہم بیکسونکی ناؤ ڈبونیسے یہہ ملا
خود بھی تباہ موجہ دریائے چین رہے

اک تھی ہوا کہ خاک اوڑا کر چلی گئی
اک مین کہ ہون طپان تو نہ باقی زمین رہے

نامی ہوں اختیار میں تیری محال ہے
اتنا سمجھ لے ہاتھ کے باہر نگین ہے

ہے فقیر گھر کا نشان کیا کسیکو دیں
سایہ کیطرح گاہ کہیں گہ کہیں ہے

یہ کہکے خاک اڑا رہے ہیں وہ شیان قبر
یا ہم تڑپ تڑپ کے رہیں یا نہیں ہے

کیوں بیرخی ہے سب سے کریں صاحبان نام
شاہوں سے بھی تو منھ کو پھیرے نگین ہے

ان ہونٹوں کی نمود بمزاج دوام
چنوا دیوں نہ تم نہ چڑھی آستین ہے

کہتے تھے بے وفا نہ کو زیبا نہیں غرور
لو خوش ہو تم بھی بات کے قابل نہیں ہے

قاتل سمجھ کے ہاتھ کو کوئی نہ تھام لے
دیکھو مری لہو سی الگ آستین ہے

ای عشق کے مزے جگر اش تو سے دکھا
دل میں جو درد ہے وہ وہیں کا وہیں ہے

نکلے تلاش رزق کو آخر غیور بھی
اللہ کے فقیر جہاں تھی وہیں ہے

غزل ۱۴۰	ماہر کو قدر درد ہے ہیں اشک بھی عزیز تارا صدف کی آنکھ کا دُر ثمین ہے	شعر ۴۰

تمہاری برُوئی پرُموساہی شمگر بھی
یہ وہ ہے تیغ کہ خنجر ہین جسکی جوہر بھی

روان ہی عمر کے ہمراہ قلبِ مضطر بھی
سفر مین ہی ہی سفینہ پڑا ہے لنگر بھی

خوشا مرض کہ عیادت کو آئے دلبر بھی
پھرا یہ سر کہ مرا پھر گیا مقدر بھی

دکھایہ جذب تو ای حلق خشک ہو تر بھی
سمٹ کے بوند ہو پانی کی آبِ خنجر بھی

جفا جفا پہ ہو ٹھہرے نہ ہاتھ دم بھر بھی
تمہارا نام ہے سفاک بھی ستمگر بھی

بڑھاپے مین نہ بشر کا ہو کیون زوالِ بصر
سحر کو ہوتی ہے نورِ چشمِ اختر بھی

جواب دون تجھی ای عیب پوش بھیڑ مین کیا
کہنہ کیطرح سی گھیرے ہین اہلِ محشر بھی

جنونکا خون بھی فصاد کیا ڈرانا تھا
کہ مین بھی غش مین ہون ہمدم پڑا ہے نشتر بھی

لگی تھی جان مری حسبطرح سے خنجر مین
گرا نہ پیاس مین پانی پہ یون کبوتر بھی

لفافہ کرکے مین قاصد کو خط ندون کیونکر
کہ ہے نظر مین گرہ بازیِ کبوتر بھی

ہماری خون سی اتنی تو اونمین جان پڑی
کہ مثلِ پشہ اوڑین نشترونکے جوہر بھی

نہ کم سنی مین اونہین کسطرح غش آجاتا
لہو کو دیکھہ کے اولٹا پڑا ہی نشتر بھی

نہ بعد ذبح مری ہوگا اک اونہین کو ملال
کریگا ایک لہو پانی اپنا خنجر بھی

جنون نکیون ہو مجھی انتظار قاصد مین
جو خط کو کھولین تو تنکی چنین کبوتر بھی

علاوہ ادنکی ادا کے مجھے یہ رونا ہے
کریگا ذبح مجھی منھ پھیر کے خنجر بھی

مری نہ ہوش کے اوڑنیکی حد کو پہونچین گے
زمین سی اوٹھے فلک بند ہون کبوتر بھی

وہ مجھسے کرجو کہین عیب پوشیان تیری
کھڑا ہو مین بھی ترے آگے اہل محشر بھی

کسیکی نیند کا کیا ہے فقط جگر کو خیال
ٹھہر ٹھہر کے تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

جنونمین کیون ان مرے فصاد کے نہ ہوش اوڑین
رگونکو دیکھہ کے کچھہ کھو گیا ہے نشتر بھی

تمہاری گیسوؤنمین کے دل بلا مین پھنسا
نہ کھائی ٹھوکرین ظلمت کی اب سکندر بھی

سبب یہہ تھا کہ لہو دوڑ کر خبر لایا
جگر بھی ڈھونڈھتا تھا تمکو قلب مضطر بھی

ہوا یک حال تو آنسو وہ پونچھین دامن سے
ہمارے اشک تو قطرہ بھی ہین سمندر بھی

افسیکے بوسے سنی کام دل ہے وای نصیب
لپٹگیا لب نازک سی جسکے ساغر بھی

یہ کیا مری غل در بخیر نے کہا یارب
کہ ہٹ کھڑی ہوے مرسل بھی اہل محشر بھی

تمہاری بوے بدن ہے نہ کیون ہو غنچہ بخود
لپٹ گیا ہے خود اپنے آپ بستر بھی

چلو نہ تمنے لیا ہوگا کھوئی دل کو مرے
یو ہین تھا نام فقط دلربا بھی دلبر بھی

قریب تھا تری رحمت اگر نہ کام آئے
پھٹکتے ہون شفیعان فرمحشر بھی

مری حساب مین سختی جو پیش آئی ہے
کھڑے ہین سر کو جھکائی سب اہل محشر بھی

یہ سن کا حال ہی کہتے ہین نیند مین شب وصل
ارے یہ کیا کہ جھپکتی ہی چشم اختر بھی

یو ہین رہینگی دھمکتی رگین گر ای فصاد
تڑپکیطرح الگ جا پڑیگا نشتر بھی

یہ کیا وہ ہاتھ کو رکھکر چلے گئی تھی جہان
اوسی جگہ پہ تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

فساد کرکے الگ ہوگئی جو اونکی مژہ
کھٹک گئی مری بگڑی لہو سی نشتر بھی

ہماری ہجر کی سانسونکا ہے اثر سارا
کرے نہ رات کو کیون سائین سائین صرصر بھی

تگرگ دیکھکے شاکی ہون آسمانکا مین کیا
زمین آپہ کے تو پانی ہوا ہین تیر بھی

ہمارے قتل کی اک بحث قاتلون مین ہین
اداسیہ ہے ہین ہم خنجرونکی جوہر بھی

پکارون کھوی ہوئی داد کو جو اب آیا
لہوکی بوند بھی کہتی تھی قابضِ مضطر بھی

ہماری سوزِ درون دم جنون بیان
لہو بھی آگ ہے لوہے ہا ہے نشتر بھی

جواب کس سی دمِ پرسشِ گنہ پوچھون
کہ دم بخود ہین شفیعان روزِ محشر بھی

ردا کو روک کے کرتے ہین مجھسی بات وہ جب
جگر کی آڑ مین روتا ہے قلبِ مضطر بھی

غزل ۱۴۱ | فسادِ خون سی مرے کچھہ عجب نہین ماہر | ۵۴ شعر
رگونکا منھ بھی کھلے اور زبانِ نشتر بھی

یہ حالِ شکِ دلِ حزین ہی شمول سی جوشِ بحرِ چین ہے
جہاز بھی گر کوئی کہین ہے صدف کی مانند تہہ نشین ہے
جگر جلا مجھسا بھی کہین ہے دھوان غبارِ لحد نشین ہے

کسیکو یہ سوزِ دل کہین ہی کہ ساری پکی ہوئی زمین ہے

تجھے جو سوزِ دلِ حزین ہے تو حاجتِ شمع بھی نہین ہے

یہ جلوہ داغِ آتشین ہے چراغ گھر کا جو خود نگین ہے

ملال ہین خوش کوئی کہین کہی سنگ بھی دم بخود یہین ہے

جگر خراشی ہی یہ حزین ہے جبین پہ ڈالے شکن نگین ہے

عبث جہان میرا عیب بین ہے جو وصف ہی صورتِ نگین ہے

مٹانا آسان مرا نہین ہے کہ نام عین خط جبین ہے

فلک کا رگ رگ مین زہر کین ہی جو داغ ہے نیلمی نگین ہے

ہماری ہمت کو آفرین ہے ہزار ہین مار اک آستین ہے

فراق کی تاب ہی نہین ہی ملال اس حسن کا کہین ہے

مرا جو لختِ دلِ حزین ہی وہ ایک تر شا ہوا نگین ہے

مثالِ انسان ہوس نہین ہی کہ کثرتِ زخت پر حزین ہے

ہزار رافی کو آفرین ہے وہی ہے جامہ جو آستین ہے

فلک کے ہاتھون کہان مکین ہے ہزار نامی کو آفرین ہے

یہہ تنگیٔ خانۂ نگین ہے کہ جسمین ملنے کی جا نہین ہے

عجیب ضعفِ دلِ حزین ہی بتاؤن کیونکر کھٹک یہین ہے

اسیقدر بس مجھے یقین ہے تمام سینے مین ہان کہین ہے

طلب مین دنیا کی کیون حزین ہے ارے بڑی شی کوئی نہین ہے

سمجھلے اتنی یہ سب زمین ہی کی خسرو ون کے تہِ نگین ہے

کہون یہ مین کیون کہ ہی نہین ہی سمجھلو تم خود اگر کہین ہے

یہی نشانِ دلِ حزین ہی تمھے جہان ہاتھ دل دہین ہے

نہ جانین کیون گم دلِ حزین ہی کوئی تو یہان غیر بھی نہین ہے

لیا ہے جسنے مجھے یقین ہے ابھی گیا ہے یہین کہین ہے

اوسیکے مین عیب بھی ہویدا کرے جو دنیا مین نام پیدا

اوسی پہ ہین جوہری بھی شیدا جہان مین جو سادہ نگین ہے

محیطِ عالم ہی فقرِ دنیا نہ کھول تو نامیون کا پردا

پئے گدائی جو تا پیالا وہی تہ دامنِ نگین ہے

بہت نہو نام کا تو خواہان کہ جسقدر رہی ہے ایمان

خیالِ اصلاح اوسپہ نادان جو خطِ پیشانی نگین ہے

عجب طریقے جہان مین پائے کہ نام کے ذکر کچھہ نہ آئے

جسے کہ خاتم نہ سر چڑھائے وہ دل سی دوتراہو نگین ہے

جو تو ہو کسب ہنر پہ شیدا کمال تجھہ مین بھی ہون ہویدا

کیا ہے اسطرح نام پیدا کہ خون غم سی دل نگین ہے

نہ جانین کیسی ہی رسم عالم وہ کم ہے جسکے ہین قدردان کم
بٹھائے جسکو نہ سر پہ خاتم گرا ہوا دل سہی وہ نگین ہے

وہ دل اُمیدون کا تھا جو مسکن وہی ہے اب حسرتون کا مدفن
کبھی جو تھا مثل لعل روشن وہی دل اب تربتی نگین ہے

فلک نے اتنے تو غم دکھائے کمال ذاتی مین حرف آئے
جو چاہے باتین بھی اب سنائے کہ دل کو پتھر کیے نگین ہے

ہماری مردہ دلی کی پیہم صدا یہ ہے نامیونکو ہر دم
کوئی تو ہے دفن قبر خاتم کہ جسکا سنگ لحد نگین ہے

عجب ہین میدرد اہل عالم جنہین نہین نامیونکا بھی غم
جسے سمجھتے ہین ظرف خاتم وہ حوض خون دل نگین ہے

وہ دل جو زندہ بھی ہی لاش بھی ہی صحیح بھی پاش پاش بھی ہے

اوسیکی مجکو تلاش ہی ہی کبھی جو تھا اور اب نہین ہے

عبث ہے ذکر اب کسی حسین کا کہ پیری آئی شباب گذرا

علاقہ ناز و ادا سے اب کیا وہ مین نہین ہون وہ دل نہین ہے

جب اپنے پہلو مین ہی نپایا ہر ایک کوچے مین جا کے ڈھونڈھا

کہین پتا اوس دلِ حزین کا تمہاری سر کی قسم نہین ہے

نہ اب ہے فکرِ وصال دل مین نہ اب ہی کوئی خیال دل مین

یہ ہے ہجوم ملال دل مین کہ درد کی بھی جگہہ نہین ہے

کہان یہ سوز و گداز دنیا کہان وہ اک رات بھر کا جلوا

ہی جسمین پر تو ہماری دل کا چراغ وہ بجھتا ہی نہین ہے

ہماری میت جو یون رکھی ہے نہین فلک سے جگہہ گلے کی

جسے چھپتین دیکھی ہون مٹی لحد کی حاجت اوسی نہین ہے

جہان مین کیون ہون نہ مین خطر مین کہی دوات و قلم نظر مین

قدم تو رکھا ہے مین نے گھر مین سفر کا ہنگام بھی قرین ہے

ستا کسی کو نہ پاکے نے بس دبے نہ کیونکر غریب بیکس

سمجھتو او منعم سخن رس کہ ڈر سے سمٹی خود آستین ہے

یہ میرے زور و تک غم سے ہین کہ کوہ آگے سے تل رہی ہین

جنون وہ ہات اپنے اڑ دھے ہین کہ غار جنکا خود آستین ہے

کیا تھا جب مین نے دل کو رخصت کچھ ایسی ہی سینے کی تھی حالت

جدا ہوئے گو ہوئی ہے مدت نشان مگر کچھ کہین کہین ہے

وہ دل کہ جسکے غضب تھے لپکے جگر مین وہ رہگیا ہے ڈہنکے

جو توڑے پہلو تڑپ تڑپ کے وہی دل اب سینے مین کہین ہے

خبر ملی ہی ابھی جگر سے مرا مسافر پھرا سفر سے

نکل کھڑا ہون نہ کیون مین گھر سی سُنلے دل راہ مین کہین ہے

لحد مین ساکن ہین کون بولے کہو یہ شبنم سی تو بھی رو لے

اندھیرا پھرتا ہے سر کو کھولے مکان جو چھوڑی ہوئے مکین ہے

نہون نہین ہین جو رہنے والے چھتین تو بیٹھی ہین دل سنبھالے

فلک کے دورے جو ہین نرالے مکان اپنا ہی خود مکین ہے

ملے نہ جب چین سر بھی دُھنکے تو کیون نہ رہجاؤن بکی سُنکے

سُنا یہ پہنا جو رخت چنکے چڑھی ہوئی کب پہ آستین ہے

یہ کہتی ہے جلدِ دستِ منعم دبانا اورون کا جب ہی لازم

چڑھا اوسے بھی کبھی تو ظالم جو رختِ اصلی کی آستین ہے

نہ سوز دل کی وہ سوزشین ہین نہ خارِ غم کی وہ کاوشین ہین

نہ اب گریبان کی خواہشین ہین نہ فکر دامان و آستین ہے

عروق پیری مین جو عیان ہین اونھین مین دینا کے سم نہان ہین

کہان یہ ہاتھونکی جھرّیان ہین ہزار ہین مار اک آستین ہے

جنون نے رسوائی اسقدر کی نہ آبرو بھی کہین کی رکھی

بندھی جو ہے بعد فصد پٹّی مجھے وہی مار آستین ہے

ارے غضب کیا آرہا ہے مجھتو کو ستا رہا ہے

جو تو دبے کو دبا رہا ہے چڑھائے تیوری خود آستین ہے

جباب سے دل جو ہون وہ ٹوٹین یہ تاب ہمکو کہان جو دیکھین

کرین جبابو نہ ظلم موجین ہماری آنکھونپہ آستین ہے

نئی جو دوران مہر و مہ ہون گہے ہون صدہا ملال گہہ ہون

کدورتین کیون نہ تہہ بہ تہہ ہون زمین بہی تو تہہ زمین ہے

عبث سب ارمان بہی نکالے عبث بیابان بہی چھان ڈالے

پڑا ہون منھ جس بغل مین ڈالے اوسیطرف دل حزین ہے

فشاریون مجکو ہو چکا ہے نکل نکلکر یہ دم رکا ہے

کہین سی سنگِ لحد جھکا ہے کہین سے ابھری ہوئی زمین ہے

نہ دید کیون مرکے اونکی چاہین ہین لاکھ پیدا نظر کی راہین

کبھی جو نکلی تہین ترچھی آہین لحد سی تا خانہ شق زمین ہے

گھر و نمین جب جاکے ہم پکارے کہا خموشی نے سب سدھارے

جھکے ستون نی کئی اشارے یکین ہمارا تہہ زمین ہے

فشار کیا یو ہین سہگیا ہون نجانے کیا منھ سے کہگیا ہون

تڑپ تڑپ کر جو رہگیا ہون تمام بکسی ہوئی زمین ہے

وہ دل سی شعلہ نکل رہا ہی لحد کا پتھر پگھل رہا ہے

اگر بھی نے آگ جل رہا ہے تمام تڑتی ہوئی زمین ہے

یہ کون ہاتھون سے مل رہا ہے جگر کا تو دم نکل رہا ہے

چراغ کی طرح جل رہا ہے بجھے ہوئے دل کو آفرین ہے

جنو د عصیان ہین مجکو گھیرے کریم رحمت تو منہ نہ پھیرے

لحد مین اک پسینے کو میرے جہانکی سمٹی ہوئی زمین ہے

اثر جو الفت کے ہین نرالے لحد پہ کہتے ہین دل سنبھالے

کوئی نہ یہان ہمسی بولے چالے کہ تربتِ ماہر حزین ہے

قطعہ تاریخ جناب علوی سید علی صاحب قبلہ متخلص بہ کامل ظلہ

حضرت ماہر سپہر فیض دریائی کرم — آپ ہین ہر حلقۂ اہل سخن مین قیل و قال

آپکی تعریف مین ہم ناقصونکا ذکر کیا — عقل کل کا نطق اس مشق و مہارت پر ہے لال

کون لکھ سکتا ہی اس دیوان عالی کی ثنا — بند کرنا بحر کا کوزہ مین ہی امر محال

وہ صفا بندش مین جس سے آب گوہر شرمسار — شوخیان مضمون کی وہ جنسے خجل چشم غزال

مدح مین بیساختہ دشمن کے کہل جاتے ہین لب
حق اگر پوچھین اسی کا نام ہی سحر حلال

سرزمین ہند پر اتنا نہین پیدا ہوا
آپکا ایسا بلیغ نکتہ دان نازک خیال

مہر

سال تدوین وصف دیو ہین کیا کامل رقم
آسمان فکر ماہر نور پروین کمال

۱۳۱۳ھ

دستخط

تمام شد بندہ راقم محمد تقی خورشید رقم

(اعلان)

ناظرین پر تمکین پر ظاہر ہو کہ دیوان عدیم المثال سے
خاقانی دانوری جناب مستطاب معلی القاب فیاض زمان حاتم دور
متخلص بہ ماہر لکھنوی دام اقبالہ وضاعف اجلالہ نے اپنی دریا دلی سے اس ذرہ بیمقدار کو معاف فرمایا ہے لہذا
تاجران و اہل مطابع و اہل شہر و بیرونجات بدون اجازت حقیر قصد طبع نہ فرمائین عوض نفع کے نقصان نہ اوٹھائین
کیونکہ حسب قانون ایکٹ (۲۵) ۱۸۶۷ عیسوی یہ دیوان داخل رجسٹر سرکار گورنمنٹ ہو گیا ہے۔
قیمت فی نسخہ بدون محصول اہل شہر کو ایک روپیہ (۱) آٹھ آنہ (۸) اور بیرونجات مع محصول و ولیو دور (VP) دو پیہ۔

(نوٹس) جس نسخہ پر مہر و دستخط نہیں ہے سیاہی خام نمودہ اہل سرقہ ہے نہ خریدین۔

مراقم

داروغہ سید محمد ساکن لکھنؤ جوہری محلہ تھانہ چوک مکان حکیم شیخ علی محمد صاحب داروغہ سرکار شریعت مدار جناب
سید محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر ادام ظلہ (نمبر مکان ۱۳۳)